Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہجومِ تجلّی سے معمور ہو کر
نظر رہ گئی شعلۂ طور ہو کر

شعلۂ طور

از

جگر مرادآبادی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

انتساب

میں اپنی ان ادبی کاوشوں اور جگر پاروں کو

مولائی و آقائی حضرت مولانا اصغر حسین صاحب اصغرؔ گونڈوی قبلہ مرحوم و مغفور

کے اسم گرامی پر جن کے فیضان توجہ اور برکات تربیت کا نتیجہ وہ سب کچھ ہے جو

شعلۂ طور کی صورت میں حاضر کیا جا رہا ہے

اور

مخدوم و محترم صفی الدولہ حسام الملک شمس العلما نواب علی حسن

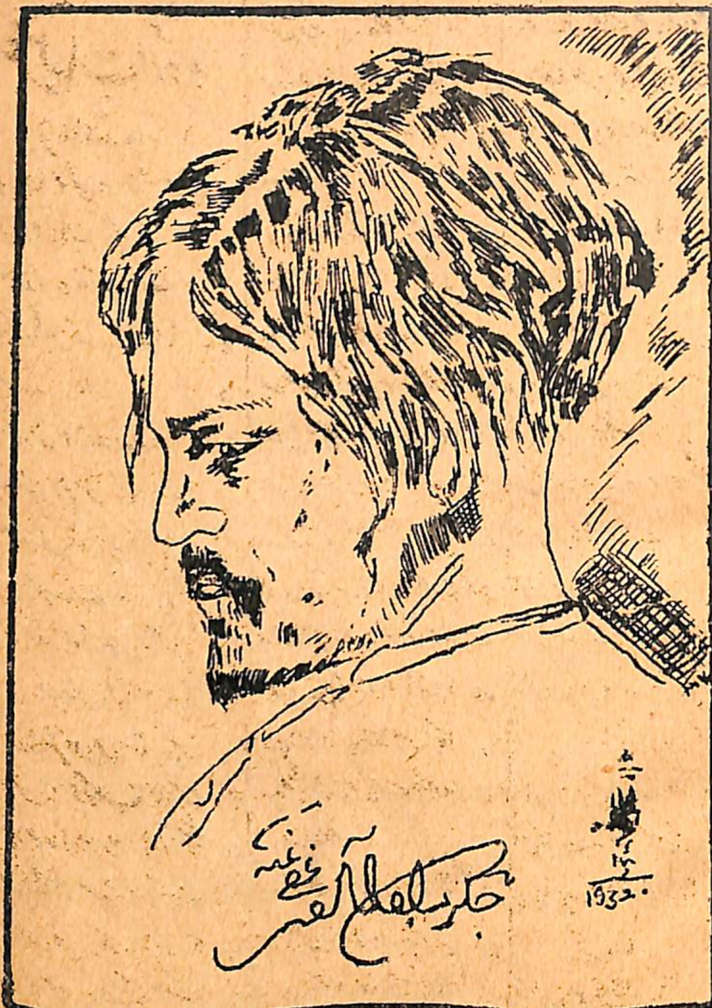
خاں صاحب طاہر مرحوم کے نام نامی پر جن کی سعی بلیغ کا یہ کرشمہ تھا کہ شعلۂ طور

مکمل تہذیب اور ترتیب کے ساتھ پیش کیا جا سکا

اپنے دل کی تمام گہرائیوں کے ساتھ معنون کرتا ہوں

جگر مراد آبادی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri



لہجہ سنو کلام فصاحت نواز کا تار نفس میں سوز ہے مطرب کے ساز کا

جناب علی سکندر صاحب جگر مراد آبادی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غزلیاتِ اردو

(الف)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جگہ پارے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غزلیات فارسی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وارداتِ جگر

یعنی

کلامِ عہدِ حاضر

یا

دورِ چہارم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف

تجھی سے ابتدا ہے، تو ہی اک دن انتہا ہوگا
صدائے ساز ہوگی اور نہ ساز بے صدا ہوگا

ہمیں معلوم ہے، ہم سے سنو، محشر میں کیا ہوگا
سب اسکو دیکھتے ہونگے، وہ ہم کو دیکھتا ہوگا

سر محشر ہم ایسے عاصیوں کا اور کیا ہوگا
در جنت نہ وا ہوگا، در رحمت تو وا ہوگا

جہنم ہو کہ جنت، جو بھی ہوگا فیصلا ہوگا
یہ کیا کم ہے، ہمارا اور اُن کا سامنا ہوگا

ازل ہو یا ابد دونوں اسیر زلف حضرت ہیں
جدھر نظریں اُٹھاؤگے یہی اک سلسلا ہوگا

یہ نسبت عشق کی بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی
جو محبوب خدا کا ہے، وہ محبوب خدا ہوگا

اسی امید پر ہم طالبان درد جیتے ہیں
خوشا دردے کہ تیرا درد، درد لادوا ہوگا

نگاہ قہر پر بھی جان و دل سب کھوئے بیٹھا ہے
نگاہ مہر عاشق پر اگر ہوگی تو کیا ہوگا

یہ مانا بھیجدے گا ہم کو محشر سے جہنم میں
مگر جو دل پہ گزریگی وہ دل ہی جانتا ہوگا

سمجھتا کیا ہے تو دیوانگانِ عشق کو زاہد
یہ ہو جائینگے جس جانب اُسی جانب خدا ہوگا

جگر کا ہاتھ ہوگا حشر میں اور دامن حضرت
شکایت ہو کہ شکوہ، جو بھی ہوگا برملا ہوگا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق کو بے نقاب ہونا تھا ۔۔۔ آپ اپنا جواب ہونا تھا
مست جامِ شراب ہونا تھا ۔۔۔ بے خودِ اضطراب ہونا تھا
تیری آنکھوں کا کچھ قصور نہیں ۔۔۔ ہاں مجھی کو خراب ہونا تھا
آؤ، مل جاؤ، مسکرا کے گلے ۔۔۔ ہو چکا جو عتاب ہونا تھا
کوچۂ عشق میں نکل آیا ۔۔۔ جس کو خانہ خراب ہونا تھا
مست جامِ شراب خاک ہوئے ۔۔۔ غرقِ جامِ شراب ہونا تھا
دل کہ جس پر ہیں نقش رنگا رنگ ۔۔۔ اس کو سادہ کتاب ہونا تھا
ہم نے ناکامیوں کو ڈھونڈ لیا ۔۔۔ آخرش کامیاب ہونا تھا
ہائے وہ لمحۂ سکوں کہ جسے ۔۔۔ محشرِ اضطراب ہونا تھا
نگہِ یار خود تڑپ اٹھتی ۔۔۔ شرطِ اول خراب ہونا تھا
کیوں نہ ہوتا ستم بھی بے پایاں ۔۔۔ کرم بے حساب ہونا تھا
کیوں نظر حیرتوں میں ڈوب گئی ۔۔۔ موجِ صد اضطراب ہونا تھا

ہو چکا روزِ اولیں ہی جگر!
جس کو جتنا خراب ہونا تھا

ایک رنگیں نقاب نے مارا ۔۔۔ حسن بن کر حجاب نے مارا
جلوۂ آفتاب کیا کہیے ۔۔۔ سایۂ آفتاب نے مارا
اپنے سینے ہی پر پڑا اکثر ۔۔۔ تیر جو اضطراب نے مارا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نگہِ شوق و دعوئ دیدار — اس حجابُ الحجاب نے مارا
ہم نہ مرتے ترے تغافل سے — پرسشِ بے حساب نے مارا
لذتِ دیدِ بے جمال نہ پوچھ — دردِ بے اضطراب نے مارا
چھپتے ہیں، اور چھپا نہیں جاتا — اس ادائے حجاب نے مارا
حشر تک ہم نہ مرنے والوں کو — مرگِ ناکامیاب نے مارا
پاتے ہی اک اشارۂ نازک — دم نہ پھر اضطراب نے مارا

دل کہ تھا جانِ زیست آہ جگر!
اسی خانہ خراب نے مارا

ستم کامیاب نے مارا — کرم لاجواب نے مارا
خود ہوئی گم ہمیں بھی کھو بیٹھی — نگہِ بازیاب نے مارا
زندگی تھی حجاب کے دم تک — بڑھ گئی حجاب نے مارا
عشق کے ہر سکوں آخر کو — حسن کے اضطراب نے مارا
خود نظر بن گئی حجابِ نظر — ہائے اس بے حجاب نے مارا
میں ترا عکس ہوں کہ تو میرا — اس سوال و جواب نے مارا
کوئی پوچھے جگر کے پہلو میں — تیر کیا اضطراب نے مارا
بچ رہا جو تری تجلّی سے — اُس کو تیرے حجاب نے مارا
اب نظر کو کہیں قرار نہیں — کاوشِ انتخاب نے مارا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سب کو مارا جگر کے شعروں نے
اور جگر کو شراب نے مارا

شورشِ کائنات نے مارا — موت بن کر حیات نے مارا
پرتوِ حسنِ ذات نے مارا — مجھ کو میری صفات نے مارا
ستمِ یار کی دہائی ہے — نگہِ التفات نے مارا
میں تھا رازِ حیات اور مجھے — میرے رازِ حیات نے مارا
ستمِ زیست آفریں کی قسم — خطرۂ التفات نے مارا
موت کیا ؟ ایک لفظِ بے معنی — جس کو مارا حیات نے مارا
جو پڑی دل پہ سہ گئے لیکن — ایک نازک سی بات نے مارا

شکوۂ موت کیا کریں کہ جگر!
آرزوئے حیات نے مارا

عاشق کو غمِ عشق کے آزار نے مارا — اک یار کو اک یارِ وفادار نے مارا
تو نے نہ اٹھایا رخِ نادیدہ سے پردہ — دنیا کو تری حسرتِ دیدار نے مارا
ہاں اے لبِ جاں بخش! دہائی بھی دہائی — انکار سے بڑھ کر ترے اقرار نے مارا
ہونے کو تو ہر مرگِ محبت ہے مبارک — اے عشق! خوشا وہ کہ جسے یار نے مارا
کیا اس کی محبت کا ٹھکانا کہ جسے آہ — انکارِ محبت کے بھی اقرار نے مارا
کچھ کہہ تو گیا، برقِ غضب نے جسے پھونکا — اف کر نہ سکا جس کو ترے پیار نے مارا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دونوں ہی جفا جو ہیں جگرؔ! عشق ہو یا حسن
اک یار نے لوٹا مجھے، اک یار نے مارا

عشق کی یہ نمودِ پیہم کیا؟ ہو تمھیں تم اگر، تو پھر ہم کیا؟
آہِ بیتاب و اشابِ پیہم کیا؟ نقدِ غم ہے، تو حاصلِ غم کیا؟
جز ترے، کچھ نظر نہیں آتا آرزو بن گئی مجسّم کیا؟
تیرا ملنا، ترا نہیں ملنا اور جنت ہے کیا، جہنم کیا؟
میں وہاں ہوں جہاں نہیں میں بھی عالم و ماورائے عالم کیا؟
ہم ہیں تیرے ودیعتیں تیری شکرِ راحت، شکایتِ غم کیا؟
ان نگاہوں کے سب کرشمے ہیں ورنہ، یہ اضطرابِ پیہم کیا؟
کر لیا دل نے عیشِ وصل قبول پا گیا کچھ شباہتِ غم کیا؟
نیتِ شب بخیر، اے ساقی بزمِ جم کیا ہے؟ ساغرِ جم کیا؟
شوقِ گستاخ کر چکا تقصیر دیکھتا اب ہے، حسن برہم کیا؟
موت کی نیند چھائی جاتی ہے کہہ چکا میں فسانۂ غم کیا؟
ہمہ تن عشق برملا بن جا درد کی اک صدائے مبہم کیا؟
اس نظر میں نہیں سماتا کچھ جانِ بیتاب و چشمِ پرنم کیا؟

عشقِ خاموش کے مزے ہیں جگرؔ!
جوشِ فریاد و شورِ ماتم کیا؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کام آخر جذبۂ بے اختیار آہی گیا | دل کچھ اس صورت سے تڑپا اُن کو پیار آہی گیا
جب نگاہیں اُٹھ گئیں اللہ ری معراجِ شوق | دیکھتا کیا ہوں وہ جانِ انتظار آہی گیا
ہائے یہ حسنِ تصور کا فریبِ رنگ و بو | میں یہ سمجھا جیسے وہ جانِ بہار آہی گیا
ہاں سزا دے اے خدائے عشق اے توفیقِ غم | پھر زبانِ بے ادب پر ذکرِ یار آہی گیا
اس طرح خوش ہوں کسی کے وعدۂ فردا پہ میں | درحقیقت جیسے مجھ کو اعتبار آہی گیا
ہائے کافر دل کی یہ کافر جنوں انگیزیاں | تم کو پیار آئے نہ آئے مجھ کو پیار آہی گیا
درد نے کروٹ ہی بدلی تھی کہ دل کی آڑ سے | دفعتہً پردہ اٹھا اور پردہ دار آہی گیا
دل نے اک نالہ کیا آج اس طرح دیوانہ وار | بال بکھرائے کوئی مستانہ وار آہی گیا

جان ہی دیدی جگرؔ نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

کس نظر سے آج وہ دیکھا کیا | دل مرا ڈوبا کیا، اچھلا کیا
حسن سے بھی، دل کو بے پروا کیا | کیا کیا اے عشق تو نے کیا کیا
تو نے سو سو رنگ سے پردا کیا | دیکھنے والا تجھے دیکھا کیا
وہ بھی نکلی اک شعاعِ برقِ حسن | میں جسے اپنی نظر سمجھا کیا
لذّتِ ناکامیابی الاماں | تو نے ہر امروز کو فردا کیا
اب نظر کو بھی نہیں دم بھر قرار | اُس نے بھی اندازِ دل پیدا کیا

لہ لہ اہلِ فارس ان معنوں میں استعمال نہیں کرتے لیکن میرا ذوق اسے جائز قرار دیتا ہے۔ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اٹھتے جاتے ہی یہ حیرت چھا گئی　　جس طرف دیکھا کیا، دیکھا کیا

مجھ سے قائم ہیں جنوں کی عظمتیں
میں نے صحرا کو جگر صحرا کیا

دل نے سینے میں تڑپ کر انھیں جب یاد کیا　　در و دیوار کو آمادۂ فریاد کیا
وصل سے شاد کیا ہجر سے ناشاد کیا　　اس نے جس طرح بھی چاہا مجھے برباد کیا
تم مرے رونے پہ رو دے ستم ایجاد کیا　　عشق کی روح کو آمادۂ فریاد کیا
صبر دو دن نہ ہوا، روئے بہت یاد کیا　　اب نہ کہنا یہ زباں سے کہ تجھے آزاد کیا
لاکھ جانیں ہوں، تو پھر ان پہ تصدق کر دوں　　وہ یہ فرمائیں کہ ہم نے اسے برباد کیا
کیا طریقہ ہے یہ صیاد کا اللہ اللہ　　ایک کو قید کیا ایک کو آزاد کیا
ہم کو دیکھ! او غم فرقت کے نہ سننے والے　　اس برے حال میں بھی ہم نے تجھے یاد کیا
اور کیا چاہیے سرمایۂ تسکیں اے دوست　　اک نظر دل کی طرف دیکھ لیا شاد کیا
شرح نیرنگیٔ اسباب کہاں تک کیجیے　　مختصر یہ کہ ہمیں آپ نے برباد کیا
پردۂ شوق سے اک برق تڑپ کر نکلی　　یاد کرنے کی طرح سے انھیں جب یاد کیا
مہرباں ہم پہ رہی چشم سخن گو ان کی　　جب ملی آنکھ نگاہوں نے کچھ ارشاد کیا
دل کا کیا حال کہوں جوش جنوں کے ہاتھوں　　اک گھروندا سا، بنایا، کبھی برباد کیا
اس سے پہلے تو نہ تھا ذوق محبت رسوا　　شاید ان مست نگاہوں نے کچھ ارشاد کیا
عشق کیوں سوگ منائے، یہ خوشی کیا کم ہے　　دل یہ جس کا تھا اسی نے اسے برباد کیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بد دعا تھی، کہ دعا کچھ نہیں کھلتا لیکن — چپکے چپکے لبِ نازک سے کچھ ارشاد کیا
جرمِ مجبوریٔ بے تاب، الٰہی توبہ — یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ تجھے یاد کیا

موت اک دامِ گرفتاریٔ تازہ ہے جگر
یہ نہ سمجھو، کہ غمِ عشق نے آزاد کیا

اس کی نظروں میں انتخاب ہوا — دل عجب، حسن سے خراب ہوا
عشق کا سحر کامیاب ہوا — میں ترا، تو مرا جواب ہوا
ہر نفس موجِ اضطراب ہوا — زندگی کیا ہوئی عذاب ہوا
جذبۂ شوق کامیاب ہوا — آج مجھ سے انھیں حجاب ہوا
میں بنوں کس لئے نہ مستِ شراب — کیوں مجسم کوئی شباب ہوا
نگہِ ناز! لے خبر، ورنہ — درد محبوب اضطراب ہوا
میری بربادیاں درست مگر — تو بتا کیا تجھے ثواب ہوا
عین قربت بھی، عین فرقت بھی — ہائے وہ قطرہ، جو حباب ہوا
مستیاں ہر طرف ہیں آوارہ — کون غارت گرِ شراب ہوا
دل کو چھونا، نہ اے نسیمِ کرم — اب یہ دل، روکشِ حباب ہوا
عشق بے امتیاز کے ہاتھوں — حسن، خود بھی شکست یاب ہوا
جب وہ آئے تو پیشتر سب سے — میری آنکھوں کو اذنِ خواب ہوا
دل کی ہر چیز جگمگا اٹھی — آج شاید وہ بے نقاب ہوا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دورِ ہنگامۂ نشاط نہ پوچھ — اب وہ سب کچھ خیال و خواب ہوا
تو نے جس اشک پر نظر ڈالی — جوش کھا کر وہی شراب ہوا

ستمِ خاص یار ہی کی قسم
کرمِ یار، بے حساب ہوا

عرضِ نیازِ غم کو، لب آشنا نہ کرنا — یہ بھی اک التجا ہے، کچھ التجا نہ کرنا
جب یاد آ گیا ہے، پہروں رُلا گیا ہے — دل کا وہ مجھ سے کہنا، مجھ کو جُدا نہ کرنا
میں خوگرِ ستم ہوں، پروردۂ الم ہوں — جور و جفا کے مالک! پھر بھی وفا نہ کرنا
دل جب سے مر مٹا ہے کچھ اور ہی فضا ہے — میری یہ التجا ہے، تم سامنا نہ کرنا
کوئی سمجھ سکے تو کمبخت دل ہی سمجھے — دل میں بھی اس کے رہنا پھر دل میں جا نہ کرنا
دل سے خطا ہوئی تھی اب دل ہے اور میں ہوں — نازک معاملہ ہے تم فیصلا نہ کرنا
یہ رازِ عشق اے دل! ہر راز خاص اُن کا — وہ بھی جو تجھ سے پوچھیں تو اِعتنا نہ کرنا
یارب! غمِ محبت اب بخش دے مجھی کو — میرے سوا کسی کو اب مبتلا نہ کرنا
جتنی ضدیں ہیں اے دل! تو شوق سے کیے جا — مجھ کو بھی تا قیامت، تیرا کہا نہ کرنا

تیرے جگر کی تجھ سے اک التجا ہی ہے
اپنے جگر کو اپنے دِل سے جُدا نہ کرنا

میرا جو حال ہو سو ہو، برقِ نظر گرائے جا — میں یونہیں نالہ کش رہوں تو یونہیں مسکرائے جا
دل کے ہر ایک گوشہ میں آگ سی اِک لگائے جا — مطربِ آتشیں نوا ہاں اسی دھن میں گائے جا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لحظہ بلحظہ، دم بدم، جلوہ بہ جلوہ آئے جا — تشنۂ حسنِ ذات ہوں، تشنہ لبی بڑھائے جا
جتنی بھی آج پی سکوں، عذر نہ کر پلائے جا — مستِ نظر کا واسطہ، مستِ نظر بنائے جا
لطف سہی ہو کہ قہر سہی، ہوگا کبھی تو روبرو — اس کا جہاں پتہ چلے، شور وہیں مچائے جا
عشق کو مطمئن نہ رکھ، حسن کے اعتماد پر

کیا کر گیا اک جلوۂ مستانہ کسی کا — رکتا نہیں زنجیر سے دیوانہ کسی کا
کہتا ہے سرِ حشر یہ دیوانہ کسی کا — جنت سے الگ چاہیے ویرانہ کسی کا
آپس میں الجھتے ہیں عبث شیخ و برہمن — کعبہ نہ کسی کا ہے، نہ بتخانہ کسی کا
جس کی نگہِ سادہ سے ہم ہارے ہوئے ہیں — وہ شوخ یگانہ ہے، نہ بیگانہ کسی کا
بیساختہ آج اُن کے بھی آنسو نکل آئے — دیکھا نہ گیا حالِ فقیرانہ کسی کا
ہر دل میں غمِ عشق ہے، اقرار در اقرار — ہر لب پہ ہے افسانہ در افسانہ کسی کا
یوں عام نہ کر کیفِ غمِ عشق کو اے دل — کمبخت! یہ میخانہ ہے میخانہ کسی کا
اُس کو بھی جگر! دیکھ لیا خاک میں ملتے
وہ اشک جو تھا گوہرِ یک دانہ کسی کا

جو اب بھی نہ تکلیف فرمائے گا — تو بس، ہاتھ ملتے ہی رہ جائے گا
نگاہوں سے چھپ کر کہاں جائیے گا — جہاں جائیے گا، ہمیں پائیے گا
مرا جب برا حال سن پائیے گا — خراماں خراماں چلے آئیے گا
مٹا کر ہمیں آپ پچھتائیے گا — کمی کوئی محسوس فرمائیے گا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نہیں کھیل ناصح! جنوں کی حقیقت — سمجھ لیجئے گا تو سمجھائیے گا

ہمیں بھی یہ اب دیکھنا ہے کہ ہم پر — کہاں تک توجہ نہ فرمائیے گا

ستم عشق میں آپ آساں نہ سمجھیں — تڑپ جائیے گا، جو تڑپائیے گا

یہ دل ہے، اسے دل ہی بس رہنے دیجئے — کرم کیجئے گا، تو پچھتائیے گا

کہیں چپ رہی ہے زبانِ محبت — نہ فرمائیے گا، تو فرمائیے گا

بھلانا ہمارا، مبارک، مبارک — مگر شرط یہ ہے، نہ یاد آئیے گا

ہمیں بھی نہ اب چین آئیگا جبتک — ان آنکھوں میں آنسو نہ بھر لائیے گا

ترا جذبۂ شوق ہے بے حقیقت — ذرا پھر تو ارشاد فرمائیے گا

ہمیں جب نہ ہوں گے تو کیا رنگِ محفل — کسے دیکھ کر آپ شرمائیے گا

یہ مانا کہ دے کر ہمیں رنجِ فرقت — مداوائے فرقت نہ فرمائیے گا

محبت محبت ہی رہتی ہے لیکن — کہاں تک طبیعت کو بہلائیے گا

نہ ہوگا ہمارا ہی آغوش خالی — کچھ اپنا بھی پہلو تہی پائیے گا

جنوں کی جگر! کوئی حد بھی ہے آخر
کہاں تک کسی پر ستم ڈھائیے گا

نظر ملا کے، مرے پاس آ کے، لوٹ لیا — نظر ہٹی تھی، کہ پھر مسکرا کے لوٹ لیا

شکست حسن کا جلوہ دکھا کے لوٹ لیا — نگاہ نیچی کئے، سر جھکا کے، لوٹ لیا

دہائی ہے، مرے اللہ کی دہائی ہے — کسی نے مجھ سے بھی مجھ کو چھپا کے لوٹ لیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سلام اس پہ کہ جس نے اٹھا کے پردۂ دل — مجھی میں رہ کے، مجھی میں سما کے لوٹ لیا
انھیں کے دل سے کوئی اس کی عظمتیں پوچھے — وہ ایک دل جسے سب کچھ لٹا کے لوٹ لیا
یہاں تو خود تری ہستی ہے عشق کو درکار — وہ اور ہوں گے جنھیں مسکرا کے لوٹ لیا
خوشا وہ جان جسے دی گئی امانتِ عشق — زہے وہ دل جسے اپنا بنا کے لوٹ لیا
بڑے وہ آئے، دل و جاں کے لوٹنے والے — نظر سے چھیڑ دیا، گدگدا کے لوٹ لیا
نگاہ ڈال دی جس پر حسین آنکھوں نے — اسے بھی حسنِ مجسم بنا کے لوٹ لیا
رہا خراب محبت ہی وہ جسے تو نے — خود اپنا دردِ محبت دکھا کے لوٹ لیا
کوئی یہ لوٹ تو دیکھے کہ اس نے جب چاہا — تمام ہستیِ دل کو جگا کے لوٹ لیا
کرشمہ سازیِ حسنِ ازل، ارے توبہ — مرا ہی آئینہ مجھ کو دکھا کے لوٹ لیا

نہ لٹتے ہم مگر ان مست انکھڑیوں نے جگر
نظر بچاتے ہوئے، ڈبڈبا کے لوٹ لیا

نہ راہزن، نہ کسی رہنما نے، لوٹ لیا — ادائے عشق کو رسمِ وفا نے لوٹ لیا
نگاہِ لطف کی اِک اِک ادا نے، لوٹ لیا — وفا کے بھیس میں اس بے وفا نے لوٹ لیا
نہ پوچھ شومیِ تقدیرِ خانہ بربادی — جمالِ یار کہاں؟ نقشِ پا نے لوٹ لیا
کسی بہارِ مجسم کا آہ کیا شکوہ — مرے ہی اس دلِ رنگیں قبا نے لوٹ لیا
قسم ہے تیری پشیماں نگاہیوں کی قسم — مجھی کو خود مری شرمِ وفا نے لوٹ لیا
وہ دل کو توڑ کے بیٹھے تھے مطمئن کہ نہیں — شکستِ شیشۂ دل کی صدا نے لوٹ لیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قریبِ دل ہی ایکایک اُٹھے تھے کچھ فتنے — یہیں کہیں کسی محشر ادا نے لوٹ لیا
وہ ایک قطرۂ خوں بچ رہا تھا جو دل میں — اُسے بھی گوشۂ چشمِ حیا نے لوٹ لیا
وہی ہے لے، وہی انداز ہے، وہی آواز — مجھے تو اس دلِ آفت نوا نے لوٹ لیا
یہی وہ حضرتِ دل ہیں یہی وہ خضر جنہیں — جنابِ عشق کی اک "مرحبا" نے لوٹ لیا
دلِ تباہ کی روداد، اور کیا کہیے — خود اپنے شہر کو فرمانروا نے لوٹ لیا
زباں خموش، نظر بے قرار، چہرہ فق — تجھے بھی کیا تری کافر ادا نے لوٹ لیا

نہ اب خودی کا پتہ ہے، نہ بیخودی کا جگر!
ہر ایک لطف کو، لطفِ خدا نے لوٹ لیا

اب تو یہ بھی نہیں رہا احساس — درد ہوتا ہے، یا نہیں ہوتا
عشق جب تک نہ کر چکے رُسوا — آدمی کام کا نہیں ہوتا
ٹوٹ پڑتا ہے دفعتاً جو عشق — بیشتر دیرپا نہیں ہوتا
وہ بھی ہوتا ہے ایک وقت کہ جب — ماسوا ماسوا نہیں ہوتا
ہائے کیا ہو گیا طبیعت کو — غم بھی راحت فزا نہیں ہوتا
دل ہمارا ہے، یا تمہارا ہے — ہم سے یہ فیصلا نہیں ہوتا
جس پہ تیری نظر نہیں ہوتی — اُس کی جانب خدا نہیں ہوتا
میں، کہ بیزار عمر بھر کے لئے — دل، کہ دم بھر جُدا نہیں ہوتا
وہ ہمارے قریب ہوتے ہیں — جب ہمارا پتا نہیں ہوتا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دل کو کیا کیا سکون ہوتا ہے
جب کوئی آسرا نہیں ہوتا

ہو کے اِک بار سامنا اُن سے
پھر کبھی سامنا نہیں ہوتا

شباب حسن کا حسنِ شباب دیکھ لیا
اُچھال اُچھال کے جامِ شراب دیکھ لیا

کہاں تک اب تری باتوں پہ اعتماد کریں
بہت تو اے دلِ خانہ خراب دیکھ لیا

جو ہم نہیں، نہ سہی کامیابِ غم، غمِ یار
تجھے تو اپنی جگہ کامیاب دیکھ لیا

کہیں نہ ہم، تو یہی اپنی مصلحت ورنہ
ہزار بار تجھے بے نقاب دیکھ لیا

یہی بہت ہے کہ اُس نے خود اپنی آنکھوں سے
خرابِ عشق کو اپنے خراب دیکھ لیا

غمِ نشاط و سرورِ الم، نہ پوچھ جگر
کبھی جب اُس نے بہ چشمِ پُر آب دیکھ لیا

ہر دم دعائیں دینا، ہر لحظہ آہیں بھرنا
اُن کا بھی کام کرنا، اپنا بھی کام کرنا

ہاں کس کو ہے میسر، یہ کام کر گزرنا
اِک بانکپن سے جینا، اِک بانکپن سے مرنا

جو زیست کو نہ سمجھیں، جو موت کو نہ جانیں
جینا اُنہیں کا جینا، مرنا اُنہیں کا مرنا

تیری عنایتوں سے مجھ کو بھی آ چلا ہے
تیری حمایتوں میں ہر ہر قدم گزرنا

ساحل کے لب سے پوچھو، دریا کے دل سے پوچھو
اِک موج تہ نشیں کا مدت کے بعد اُبھرنا

اے شوق! تیرے صدقے پہنچا دیا کہاں تک
اے عشق تیرے قرباں جینا ہی اب ہے مرنا

ہر ذرہ آہ جس کا لبریز تشنگی ہے
اُس خاک کی بھی جانب اے ابرِ تر گزرنا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دریا کی زندگی پر صدقے ہزار جانیں
مجھکو نہیں گوارا ساحل کی موت مرنا

رنگینیاں نہیں، تو رعنائیاں بھی کیسی!
شبنم سی نازنیں کو آتا نہیں سنورنا

اشکوں کو بھی یہ جرأت، اللہ ری تیری قدرت
آنکھوں تک آتے آتے پھر دل میں جا ٹھہرنا

اے جانِ ناز آجا آنکھوں کی راہ دل میں
اِن خشک ندیوں سے مشکل ہی کیا گزرنا

ہم بیخودانِ غم سے یہ راز کوئی سیکھے
جینا، مگر نہ جینا، مرنا مگر نہ مرنا

کچھ مس آ چلی ہی آہٹ اِن پائے نازکی سی
تجھ پر خدا کی رحمت، اے دل ذرا ٹھہرنا

خونِ جگر کا حاصل اک شعرِ تر کی صورت
اپنا ہی عکس جس میں، اپنا ہی رنگ بھرنا

شمشیرِ حسن و عشق کا بسمل بنا دیا
تم نے تو مجھ کو پیار کے قابل بنا دیا

ہر جنتِ نگاہ پہ مائل بنا دیا
میرا ہی مجھ کو مدِ مقابل بنا دیا

آج اِک حسیں نے رشک کے قابل بنا دیا
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بیدل بنا دیا

قاتل نگاہِ ناز نے بسمل بنا دیا
بسمل بنا کے پھر مجھے قاتل بنا دیا

نازک مزاج عشق کی اللہ ری خاطریں
اپنی نزاکتوں کو مرا دل بنا دیا

اِن شاعرانِ دہر پہ ہو عشق ہی کی مار
اک پیکرِ جمیل کو قاتل بنا دیا

دِکھلا کے ایک جلوہ سراپائے حسن کا
آنکھوں کو اعتبار کے قابل بنا دیا

دونوں جہاں تو اپنی جگہ پر رہیں برقرار
کیا چیز تھی کہ جس کو مرا دل بنا دیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اس چشمِ مست نے مجھے مخمور کر دیا — میں نے نظر ملا کے اُسے چور کر دیا
میں اُن کا ہو گیا، انھیں مسرور کر دیا — وہ میرے بن گئے مجھے مغرور کر دیا
سرشارِ دست! بیخود و مسحور کر دیا — خود ہو گئے قریب مجھے دور کر دیا
اک وہم اعتبار سہی دو جہاں مگر — اس اعتبارِ وہم نے مجبور کر دیا
ہشیار او نگاہِ ستم آشنائے دوست — شیشہ نہیں ہے دل کہ جسے چور کر دیا
وہ اور نازِ عشق گوارا کریں مگر — اتنے کھنچے ہم ان سے کہ مجبور کر دیا
اب حسن کو بھی آنچ ہے اس کی مفر نہیں — اتنا مزاجِ عشق کو محرور کر دیا
عشق وہ بلا ہے کہ حسنِ ازل کو بھی — تخلیقِ کائنات پہ مجبور کر دیا
ان کو بھی نازِ فتح اگر ہو تو بات ہے — مجھ کو تو ہر شکست نے مغرور کر دیا
فیضِ جمالِ دوست کے قربان جائیے — اک اک نفس کو صاعقۂ طور کر دیا
مدت کے بعد آج تو موجِ نسیم نے — ٹوٹے ہوئے لبوں کو بھی مسرور کر دیا
حسنِ ازل تو آج بھی بے پردہ ہے مگر — نظارہ کے ہجوم نے مستور کر دیا

توبہ تو کر چکا تھا مگر اس کا کیا علاج
واعظ کی ضد نے پھر مجھے مجبور کر دیا

اب کہاں زمانے میں دوسرا جواب ان کا — فصلِ حسن ہے ابھی موسمِ شباب ان کا
اوجِ پر جمال ان کا جوشِ پر شباب انکا — عہدِ ماہتاب ان کا دورِ آفتاب ان کا
عرضِ شوق پر میری پہلے کچھ عتاب انکا — خاص اس ادا کے ساتھ اُف وہ پھر حجاب انکا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رنگ و بو کی دنیا میں اب کہاں جواب اُن کا
عشق فرش نرم اُن کا حسن فرش خواب اُن کا

ہم سے پوچھ اے ناصح دل گرفتگی انکی
ہم نے چھپ کے دیکھا ہے عالم پرآب اُن کا

پھول مسکراتے ہیں دل پہ چوٹ پڑتی ہے
ہائے وہ رخِ خنداں اُف رے وہ شباب اُن کا

یوں ہی کھلتے جاتے ہیں حسن و عشق کے اسرار
ایک نفس سوال اپنا اک نفس جواب اُن کا

کیا اسی کو کہتے ہیں ربط و ضبط حسن و عشق
شوق نارسا اپنا، ناز کامیاب اُن کا

اس طرح سے ہوں غارت ہائے عشق کی غفلت
جاں کہی صدا انکی، دل کہے ہے باب اُن کا

رنگ و بو کے پردے میں کون پھوٹ نکلا ہے
چھپ سکا چھپائے سے کیا کہیں شباب اُن کا

ضبط کا خفیف دعویٰ عشق میں رہا اکثر
ہم نے حال دیکھا ہے بیشتر خراب اُن کا

اور کس کی یہ طاقت اور کس کی یہ جرأت
عشق آپ اُٹھا لے ہی حسن خود حجاب اُن کا

کہئے حال دل لیکن دیکھئے کن آنکھوں سے
ہر سکوں کے پردے میں حشر اضطراب اُن کا

عشق ہی کے ہاتھوں میں کچھ سکت نہیں رہتی
ورنہ چیز ہی کیا ہے گوشۂ نقاب اُن کا

جیسے حسن کی دیوی چھا گئی ہو پلکوں پہ
نیم وا سی آنکھوں میں اُف وہ کیف خواب اُن کا

عرضِ غم نہ کر اے دل دیکھ ہم نہ کہتے تھے
رہ گئے وہ منہ ڈھک کے سن لیا جواب اُن کا

تو جگر جو رسوا ہے تو ہی آہ رسوا رہ
نام تو نہ کر رسوا خانماں خراب اُن کا

تو جگر ہے مستوں پر طعن کر نہ اے واعظ
تو غریب کیا جانے مسلکِ شراب اُن کا

تم اس دل وحشی کی دنیاؤں یہ نہ جانا   اپنا نہ رہا جو، وہ کسی کا نہ رہے گا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مٹ جائیگی جس دن مرے سجدوں کی حقیقت — دنیا میں ترا نقشِ کفِ پا نہ رہے گا
بے پردگیِ حسن ہی ہیں سب یہ حجابات — پردہ جو گرا دوگے، تو پردا نہ رہے گا
وہ لاکھ مٹاتے رہیں دنیائے تمنا — کہتے ہیں جسے دل، کبھی تنہا نہ رہے گا
مانا لبِ نازک کو وہ تکلیف نہ دیں گے — آنکھوں ہی سے بھی کیا کوئی اشارا نہ رہے گا
اللہ، یہ ساون کی گھٹائیں، یہ ہوائیں — کیا آج بھی شغلِ مے و مینا نہ رہے گا
اس دل کو بنایا تو ہے شائستۂ حرماں — سنتے ہیں، انھیں یہ بھی گوارا نہ رہے گا

ب

ہاں نگاہِ شوق! وہ اٹھی نقاب — آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
شوقِ بے پایاں و جوشِ بے حساب — عشق کیا ہے اک مسلسل اضطراب
دستِ رنگین و جمالِ بے حجاب — ہائے خوش آں وقتے و خوش جامِ شراب
لکھ چکے خط، جا چکا خط کا جواب — اضطراب و اضطراب و اضطراب
آج کچھ اپنا پتا ملتا نہیں — میں کہاں ہوں؟ او نگاہِ بازیاب
کچھ کہوں، تو کیا کہوں؟ کس سے کہوں — میں ہی خود اپنا سوال اپنا جواب
میری ہستی ہے، غبارِ کوئے دوست — مجھ سے پیدا ہر سکوں ہر اضطراب
پوچھنا کیا؟ چشمِ بینا ہو تو دیکھ — دل کے ہر ذرے میں ہیں لاکھ آفتاب
ہوش ہی پھر مائل فرزانگی — لا شراب و مست ساقی! لا شراب

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

میرے جام و بادہ کی رنگینیاں　　جانتا ہے حسن کا عالم شباب
غرق موج بادہ کردے ساقیا　　تا کجا میں؟ اور دنیائے خراب
جاں سراپا، کچھ ہے راحت کچھ خلش　　دل مجسّم، کچھ سکوں کچھ اضطراب
عشق کیا ہے؟ پرتوِ حسنِ تمام　　شوق کیا ہے؟ حسن کا عکسِ شباب
اُن لبوں کی جاں نوازی دیکھنا　　منھ سے بول اُٹھنے کو ہے جام شراب
مختصر ہے، شرحِ ہستی، اے جگر!
زندگی ہے خواب، اجل تعبیرِ خواب

۹

میرا جنونِ شوق، وہ عرضِ وفا کے بعد　　وہ شانِ انبساط تری ہر ادا کے بعد
تیری خبر نہیں، مگر اتنی تو ہے خبر　　تو ابتدا سے پہلے ہے، تو انتہا کے بعد
شاید اسی کا نام مقامِ فنا ہو　　نازک سا ہوتا جاتا ہے دل ہر صدا کے بعد
گو دل سے تنگ ہوں، مگر آتا ہے یہ خیال　　پھر جی کے کیا کروں گا دلِ مبتلا کے بعد
ہاں پھر انہیں حسین نگاہوں کا واسطہ
تھوڑا سا زہر بھی مری خاطر دوا کے بعد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر، کبھی غنچہ و گل و خار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں، مرا حق ہے فصلِ بہار پر

مجھے دیں نہ غیظ میں دھمکیاں، گریں لاکھ بار یہ بجلیاں
مری سلطنت یہی آشیاں، مری ملکیت یہی چار پر

جنھیں کہیے عشق کی وسعتیں، جو ہیں خاص حسن کی عظمتیں
یہ اسی کے قلب سے پوچھئے، جسے فخر ہو غمِ یار پر

مرے اشکِ خوں کی بہار ہے کہ مرقعِ غمِ یار ہے
مری شاعری بھی نثار ہے مری چشمِ سحر نگار پر

عجب انقلاب زمانہ ہے، مرا مختصر سا فسانہ ہے
یہی اب جو بار ہے دوش پر، یہی سر تھا زانوئے یار پر

یہ کمالِ عشق کی سازشیں، یہ جمالِ حسن کی نازشیں
یہ عنایتیں، یہ نوازشیں، مری ایک مشتِ غبار پر

مری سمت سے اسے، اے صبا! یہ پیام آخرِ غم سنا
ابھی دیکھنا ہو تو دیکھ جا، کہ خزاں ہے اپنی بہار پر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ فریبِ جلوہ ہے سر بسر، مجھے ڈر یہ ہے دلِ بے خبر!
کہیں جم نہ جائے تری نظر، انہیں چند نقش و نگار پر
میں رہینِ درد سہی، مگر مجھے اور چاہئے کیا؟ جگر
غمِ یار ہے مرا شیفتہ، میں فریفتۂ غمِ یار پر

ہجومِ تجلّی سے معمور ہو کر — نظر رہ گئی، شعلۂ طور ہو کر
مجھی میں رہے مجھ سے مستور ہو کر — بہت پاس نکلے بہت دُور ہو کر
بس اک نشۂ عشق میں چور ہو کر — پڑے رہئے اُس در پہ مجبور ہو کر
کہیں اُن کے روکے سے رُک سکتے ہیں وحشی — نہ مجبور کر دیں، جو مجبور ہو کر
وفا پر ہزار ایسی جانیں تصدّق — اگر رہ نہ جائے یہ دستور ہو کر
انھیں بھی خبر ہے؟ جو تم کہہ گئے ہو — خود اپنی اداؤں سے مسحور ہو کر
شبِ غم بھی تیری توجہ کے صدقے — نمایاں ہوئی، مطلعِ نور ہو کر
سُنانے چلے ہیں انھیں قصۂ غم — بہت دل کے ہاتھوں سے مجبور ہو کر
سنبھل جائیں آسودگانِ محبّت — نگاہیں اُٹھیں شورِ منصور ہو کر
نظر عیشِ فانی پہ کیا خاک ڈالیں — ترے دردمندانِ مہجور ہو کر
خبر بھی ہے؟ تم کیا سے کیا ہو گئے ہو — زِ سر تا قدم حُسنِ مجبور ہو کر
وہی نور میں ہے، وہی نار میں ہے — کبھی نار ہو کر، کبھی نور ہو کر
تجاہل، تغافل، تبسم، تکلّم — یہاں تک تو پہنچے وہ مجبور ہو کر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ترے حسنِ مغرور سے نسبتیں ہیں — تمھیں ہم نہ رہ جائیں مغرور ہو کر
جگر کی اداؤں کا اب پوچھنا کیا
تری مست نظروں سے مخمور ہو کر

نویدِ بخششِ عصیاں سے شرمسار نہ کر — گناہگار کو یارب! گناہگار نہ کر
نظر ملی ہے، تو اس کو بہار ساز بنا — نظر کو مائلِ رنگینیِٔ بہار نہ کر
کہاں کی تربتِ فرقت گزر بھی جا اے دل — یہ راہ عام ہے، تو اس کو اختیار نہ کر
بہار اپنی جگہ پر، سدا بہار رہے
یہ چاہتا ہے، تو تجزیۂ[1] بہار نہ کر

گ

عشق میں لاجواب ہیں ہم لوگ — ماہتاب، آفتاب ہیں ہم لوگ
گرچہ اہلِ شراب ہیں ہم لوگ — قطعہ — یہ نہ سمجھو، خراب ہیں ہم لوگ
شام سے آ گئے جو پینے پر — صبح تک آفتاب ہیں ہم لوگ
ہم کو، دعوائے عشق بازی ہے — مستحقِ عذاب ہیں ہم لوگ
ناز کرتی ہے، خانہ ویرانی — ایسے خانہ خراب ہیں ہم لوگ

[1] اس لفظ کو یقیناً مشدد طریقہ پر کہنا درست نہیں۔ لیکن محض اس کتبی غلطی کی خاطر اپنے لطیف شعر کو ضائع نہیں کر سکتا۔

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہم نہیں جانتے، خزاں کیا ہے　　کشتگانِ شباب ہیں ہم لوگ
تو ہمارا جواب ہے تنہا　قطعہ　اور تیرا جواب ہیں ہم لوگ
تو ہے دریائے حسن و محبوبی　　شکل و موج و حباب ہیں ہم لوگ
گو سراپا حجاب ہیں پھر بھی　　تیرے رُخ کی نقاب ہیں ہم لوگ
خوب ہم جانتے ہیں اپنی قدر　　تیرے ناکامیاب ہیں ہم لوگ
ہم سے غفلت نہ ہو تو پھر کیا ہو　　رہروِ ملکِ خواب ہیں ہم لوگ
جانتا بھی ہے اس کو تو واعظ　　جس کے مست و خراب ہیں ہم لوگ
ہم پہ نازل ہوا صحیفۂ عشق　　صاحبانِ کتاب ہیں ہم لوگ
ہر حقیقت سے جو گزر جائیں　　وہ صداقت مآب ہیں ہم لوگ
جب ملی آنکھ، ہوش کھو بیٹھے　　کتنے حاضر جواب ہیں ہم لوگ

ہم سے پوچھو جگر کی سرمستی
محرمِ آنجناب ہیں ہم لوگ

ل

تو بھی اے نا آشنائے دردِ دل　　کاش ہوتا مبتلائے دردِ دل
اللہ اللہ انتہائے دردِ دل　　اب مجھیں تم ہو بجائے دردِ دل
اس نظر کی بے قراری آہ آہ　　باش، او گستاخ ادائے دردِ دل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دردِ دل میرے لئے، گر ہے تو ہو — میں نہیں ہرگز برائے دردِ دل
ذرّہ ذرّہ ہے قیامت گاہِ عشق — صاف سنتا ہوں صدائے دردِ دل
جس طرف وہ شوخ نظریں اُٹھ گئیں — لے اُڑی موجِ ہوائے دردِ دل
مجھ سے شاید رہ نہ جائے کچھ کمی — آپ ہی دے لیں سزائے دردِ دل
کچھ تغافل، کچھ توجہ، کچھ غرور — دیکھنا شانِ عطائے دردِ دل

دردِ دل غیرت تری کیا ہو گئی
اُن لبوں پر، اور ہائے دردِ دل

م

حسنِ معنی کی قسم، جلوۂ صورت کی قسم — تو ہی فردوس ہے، فردوسِ محبت کی قسم
حسن کے معجزۂ وحدت و کثرت کی قسم — چشمِ حیرت میں ہے سب تجھ سے سرِ حیرت کی قسم
تجھ کو دیکھا، مگر اس طرح کہ دیکھا ہی نہیں — اپنی کم مائگی جراُت و ہمت کی قسم
مجھ سے کچھ دل نے کہا تھا ابھی سچ کہو تو — حسن کافر! تری معصوم شرارت کی قسم
ظلم کیا؟ اب تو کرم بھی ہے گوارا مجھ کو — تیری اس اشک بھری چشمِ ندامت کی قسم
اک نظر دیکھ تو لے، پھول کھلے ہیں کیا کیا — ناوکِ غم کی قسم، سینۂ حسرت کی قسم
دل کی دنیا پہ ہے اک اور ہی عالم طاری — نگہِ ناز کے اقرارِ محبت کی قسم
تو بھی اب سامنے آئے تو لٹا دوں تجھ پہ — تیری غیرت کی قسم، اپنی حمیّت کی قسم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مجھ سے چھپنا تجھے زیبا نہیں اے پیکر حسن
میں محبت ہی محبت ہوں محبت کی قسم

نگہ حسن ہی سے حسن کو ہم دیکھتے ہیں
مذہب عشق کی پاکیزہ شریعت کی قسم

تیرا احسان مٹاتا ہے مٹا دے مجھ کو
کون کھائے گا تری چشم مروت کی قسم

اک ترے واسطے خود عشق ہے جنت بکنار
شبنم اشک و گل داغ محبت کی قسم

اب ترے حسن کے جلوے نہیں روکے رکتے
نگہ شوق کی بیتاب طبیعت کی قسم

صبح عشرت بھی جو اب آئے تو دیکھوں نہ اسے
اپنی محبوبۂ شام شب فرقت کی قسم

اب تجھے میری محبت کا یقیں ہو کہ نہ ہو
میں تو کھاؤں گا ترے درد محبت کی قسم

تو بھی اب وہ نہیں جو خود کو نظر آتا ہے
سینۂ عشق کی پوشیدہ امانت کی قسم

نگہ ناز میں سب کچھ تو ہے یہ بات کہاں
خلش درد با ترے حسن نزاکت کی قسم

اب تجھے دیکھ کے مرنا بھی گوارا ہے مجھے
غم عشرت کی قسم، اشک مسرت کی قسم

تیرے ہمراہ ہیں جان، دل و ایماں سب کچھ
تیری آنکھوں کے پیام دم رخصت کی قسم

اب بھی ہیں تیرے تصور سے وہی راز و نیاز
اپنے اجڑے ہوئے آغوش محبت کی قسم

خلوت خاص کو اک دن تو بنا دے جلوت
تجھ کو اپنے **جگر** شوخ طبیعت کی قسم

ن

اب ان کا کیا بھروسہ وہ آئیں یا نہ آئیں
آ اے غم محبت تجھ کو گلے لگائیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بیٹھا ہوں مست و بیخود، خاموش ہیں فضائیں — کانوں میں آ رہی ہیں بھولی ہوئی صدائیں
سب اُن پہ ہیں تصدق، وہ سامنے تو آئیں — اشکوں کی آرزوئیں، آنکھوں کی التجائیں
عشاق پا رہے ہیں ہر جرم پر سزائیں — انعام بٹ رہی ہیں، مغرور ہیں خطائیں
اُس سے بھی شوخ تر ہیں اس شوخ کی ادائیں — کر جائیں کام اپنا لیکن نظر نہ آئیں
مسجد میں معتکف ہیں بیکار ہی تو زاہد — دو روزہ زندگی ہے آ پیتے ہیں پلائیں
اُس حُسنِ برق وش کے دل سوختہ وہی ہیں — شعلوں سے بھی جو کھیلیں اُن کو بھی جو جلائیں
عاشق خراب ہستی، زاہد خراب تمکیں — وہ بھی ترے کرشمے، یہ بھی تری ادائیں
جیسا وہ چاہتے ہیں جو کچھ وہ چاہتے ہیں — آتی ہیں میرے دل سے لب تک وہی دعائیں
اک جام آخری تو پینا ہے اور ساقی — اب دستِ شوق کانپے، یا پاؤں لڑکھڑائیں
اب ہاتھ مل رہے ہیں وہ خاکِ عاشقاں کو — برباد کر چکے جب اپنی ہی کچھ ادائیں
آ تو وہ خاک ہی تو رہنے دے اُس کو ناصح — دامن اگر جھٹک دیں جلوے کہاں سمائیں
بیتابیٔ محبت، وجہِ سکونِ غم ہے — آغوشِ مضطرب میں خوابیدہ ہیں بلائیں

اشعار بن کے نکلیں جو سینۂ جگر سے
سب حُسنِ یار کی تھیں، بیساختہ ادائیں

کدھر ہی تیرا خیال ہے اے دل! یہ وہم کیا کیا سما رہے ہیں
نظر اُٹھا کر تو دیکھ، ظالم! کھڑے وہ کیا مسکرا رہے ہیں
تمام ہستی پہ چھا رہے ہیں، وہ جیسے خود ہی بنا رہے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نظر نظر میں سما چکے ہیں، نفس نفس میں سما رہے ہیں
کرشمے، ذات و صفات کے ہیں، جمال قدرت دکھا رہی ہیں
کہ ہر تصور سے دور رہ کر، وہ ہر تصور میں آرہے ہیں
کہاں کی دید اور کس کا عرفاں جو اس گم ہیں نظر پریشاں
جو ایک پردہ اٹھا رہے ہیں تو لاکھ پردے گرا رہی ہیں
یہ حادثات زمانہ کیا ہیں؟ اسی کے حسن طلب کے جلوے
دلوں کو ٹھوکر لگا لگا کر، دلوں کی دنیا جگا رہے ہیں
کرشمے ہیں حسن بے جہت کے فسوں ہیں چشم مناسبت کے
ادھر سے دیکھو تو آرہے ہیں، ادھر سے دیکھو تو آرہے ہیں
نفس نفس میں، صفات تازہ، ممات تازہ، حیات تازہ
انھیں میسر ہے ذات تازہ، جو خود کو تجھ میں مٹا رہے ہیں

قطعہ

ہماری ہستی، تمام آفت، تمام زحمت، تمام کلفت
اگر یہ سچ ہے تو فی الحقیقت ہمیں خود انکو ستا رہے ہیں
ہوا کچھ ایسی ہی چل گئی ہے دلوں کی دنیا بدل گئی ہے
وہ ہم کو مطلوب کہہ رہے ہیں ہم انکو طالب بتا رہے ہیں
ذرا سا اک وقفۂ محبت، اٹھا گیا اور ہی قیامت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ابھی ہم آنسو بہا رہے تھے، ابھی وہ آنسو بہا رہے ہیں
خوشا یہ پندارِ عشق اپنا، زہے شکستِ غرورِ اُن کی
وہ ہم سے نظریں ملا رہے ہیں، ہم اُن سے نظریں ہٹا رہے ہیں
نظر نظر، التجائے پیہم، ادا ادا شکوۂ مجسم
ذرا جو بن کر بگڑ رہے ہیں، ہمیں وہ کیا کیا منا رہے ہیں
گلوں سے مستی چھلک رہی ہے، سراپا بلبل ٹپک رہی ہے
جگر کسی گوشۂ چمن میں، غزل کوئی اپنی گا رہے ہیں

کرم کوشیاں ہیں، ستم کاریاں ہیں — بس اک دل کی خاطر یہ تیاریاں ہیں
چمن سوز گلشن کی گلکاریاں ہیں — یہ کس سوختہ دل کی چنگاریاں ہیں
نہ بیہوشیاں اب نہ ہشیاریاں ہیں — محبت کی تنہا فسوں کاریاں ہیں
نہ وہ مستیاں ہیں نہ سرشاریاں ہیں — خودی کا ہی احساس خودداریاں ہیں
محبت اثر کر گئی ہے، چپکے چپکے — محبت کی خاموش چنگاریاں ہیں
نگاہِ تجسس نے دیکھا جہاں تک — پرستاریاں ہی پرستاریاں ہیں
تجلی سے کہہ دو ذرا ہاتھ روکے — بہت عام اب دل کی بیماریاں ہیں
نہ آزاد دل ہیں، نہ بے قیدِ نظریں — گرفتاریاں ہی گرفتاریاں ہیں
نہ ذوقِ تخیل نہ ذوقِ تماشا — محبت ہے اب اور بیزاریاں ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تغافل ہی اک شانِ محبوبیت لیکن — تغافل میں پنہاں خبرداریاں ہیں
کہاں ہیں؟ کہاں تازہ اشعار رنگیں — تری اک توجہ کی گلکاریاں ہیں
ازل سے ہے صرفِ دعا ذرہ ذرہ — خدا جانے کیا کچھ طلبگاریاں ہیں
کھچے جا رہے ہیں سبھی دیدہ و دل — تری آمد آمد کی تیاریاں ہیں
قدم ڈگمگائے، نظر بہکی بہکی — جوانی کا عالم ہی سرشاریاں ہیں
جگر! زندگی لطف سے کٹ رہی ہے — غم آزاریاں ہیں جنوں کاریاں ہیں

کہاں پھر یہ ہستی؟ کہاں ایسی ہستی؟
جگر کی جگر تک ہی میخواریاں ہیں!

خطاؤں سے پہلے پشیمانیاں ہیں — محبت کی معصوم نادانیاں ہیں
قیامت تری جلوہ سامانیاں ہیں — جدھر دیکھتا ہوں پریشانیاں ہیں
دل و جانِ حسرت ہیں قربانیاں ہیں — خوشا وہ کہ جس کی یہ جہانیاں ہیں
مسلسل غم دل کی عریانیاں ہیں — نگاہیں نہیں ہیں پریشانیاں ہیں
سنا کر غم و درد پچھتا رہا ہوں — پشیمانیوں کی پشیمانیاں ہیں
ازل سے جو دل کے مقدر پڑی تھیں — وہی آج تک شعلہ سامانیاں ہیں
دلوں پر حکومت نگاہوں سے پردے — جہانبانیاں ہیں ستم رانیاں ہیں
تجسّس میں شامل تحیر میں پنہاں — نظر سوزیاں ہیں نگہبانیاں ہیں
وہ دشواریاں عشق کی حل ہو کیونکر — جو دشواریاں ہیں وہ آسانیاں ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

محبت کے جلوے نہیں حسن ہے کم — اِنہیں بھی مرے ساتھ حیرانیاں ہیں

ترے جلوۂ جز و کل کے تصدق — نہ اب حسرتیں ہیں نہ حیرانیاں ہیں

غضب میں پھنسی ہیں مرا ساتھ دیکر — پریشانیوں کو پریشانیاں ہیں

وہ بتکدہ اور سجدوں پہ سجدے
جگر! واہ کیا کفر سامانیاں ہیں

نیاز و ناز کے جھگڑے مٹائے جاتے ہیں — ہم ان میں اور وہ ہم میں سمائے جاتے ہیں

شروعِ راہِ محبت، ارے معاذ اللہ — یہ حال ہے کہ قدم ڈگمگائے جاتے ہیں

یہ نازِ حسن تو دیکھو کہ دل کو تڑپا کر — نظر ملاتے نہیں، مسکرائے جاتے ہیں

مرے جنونِ تمنا کا کچھ خیال نہیں — لجائے جاتے ہیں، دامن چھڑائے جاتے ہیں

جو دل سے اٹھتے ہیں شعلے وہ رنگ بن بن کر — تمام منظرِ فطرت پہ چھائے جاتے ہیں

میں اپنی آہ کے صدقے کہ میری آہ میں بھی — تری نگاہ کے انداز پائے جاتے ہیں

رواں رواں لیے جاتی ہے آرزوئے وصال — کشاں کشاں ترے نزدیک آئے جاتے ہیں

کہاں منازلِ ہستی، کہاں ہم اہلِ فنا — ابھی کچھ اور یہ تہمت اٹھائے جاتے ہیں

مری طلب بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے — قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

الٰہی ترکِ محبت بھی کیا محبت ہے — بھلاتے ہیں انھیں وہ یاد آئے جاتے ہیں

سنائے تھے لبِ نے سے کسی نے جو نغمے
لبِ جگر سے مکرر سنائے جاتے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نیازِ عاشقی کو ناز کے قابل سمجھتے ہیں — ہم اپنے دل کو بھی آپ ہی کا دل سمجھتے ہیں
عدم کی راہ میں رکھا ہی پہلا تھا قدم میں نے — مگر احباب اس کو آخری منزل سمجھتے ہیں
قریب آ کے منزل تک پلٹ جاتی ہیں منزل سے — نہ جانے دل میں کیا آوارہ منزل سمجھتے ہیں

الٰہی ایک دل ہے تو ہی اس کا فیصلہ کر دے
وہ اپنا دل بتاتے ہیں ہم اپنا دل سمجھتے ہیں

کیا غرض مجھ کو ترے دل پہ اثر ہے کہ نہیں — میں پرستارِ محبت ہوں خبر ہے کہ نہیں
نہیں معلوم محبت میں اثر ہے کہ نہیں — جو اِدھر ہے مری حالت وہ اُدھر ہے کہ نہیں
میں نہ کھاؤں گا کبھی حسنِ تغافل کے فریب — میری جانب تری دَر پردہ نظر ہے کہ نہیں
اب یہ عالم ہے کہ جو ہجر کی شب آتی ہے — میں یہ کہتا ہوں کہ اس شب کی سحر ہے کہ نہیں
پوچھ مجھ سے نہ مرے زخمِ جگر کی حالت — دیکھ دامن میں مرے آنسو گلِ تر ہے کہ نہیں
تو ہی کہہ دے کہ جنوں مجھ کو نہ کیونکر ہو عزیز — اس کو حاصل تری تائیدِ نظر ہے کہ نہیں
وصل کہتے ہیں جسے اس کی حقیقت معلوم — ورنہ اک سلسلۂ شام و سحر ہے کہ نہیں
اک نظر دیکھ تو لے دل کے مٹانے والے — ابھی اس خاک میں طوفانِ شرر ہے کہ نہیں
پوچھتا پھرتا ہوں اک ایک سے اس کوچے میں — جس کا دیوانہ ہوں اس کو بھی خبر ہے کہ نہیں
اور درکار ہے کیا تیری توجہ کے لیے — آہ ظالم مری آہِ سحر دم اثر ہے کہ نہیں
عشق بے جذب ہوئے رہ نہیں سکتا ہرگز — تیری ہر شان میں اک شانِ جگر ہے کہ نہیں
لے اٹھا جاتا ہوں میں جھاڑ کے دامن اپنا — پھر نہ کہنا مرا دیوانہ جگر ہے کہ نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ترے بیان میں قاصد کچھ اشتباہ نہیں — خبر ایں قدر کہ بہ فرمودۂ نگاہ نہیں
نہ ہو جو حسن کی ہم پر کوئی نگاہ نہیں — ہم اہل عشق ہیں پابند رسم و راہ نہیں
خود اپنے حسن کی تاثیر کو وہ کیا جانیں — تری نگاہ ہی ظالم مری نگاہ نہیں
جفائے حسن کا صدقہ نظر اٹھے حسن کی خیر — گناہِ عشق سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں
ہزار چشم عنایت ہو پھر بھی کیا حاصل — وہ ایک شے بھی اگر شاملِ نگاہ نہیں

انھیں بھی مست بدل بیقرار دیکھ لیا
سنا تھا عشق کی آنکھیں تو ہیں نگاہ نہیں

دل حریفِ حال و بے حالی نہیں — اس چمن کا اب کوئی مالی نہیں
دیکھنا دل سے سلوکِ چشم یار — شیشہ خالی ہے اگر خالی نہیں
ہاں مبارک شغل ہے زاہد اگر — کچھ نہیں گر ہمتِ عالی نہیں
اللہ اللہ تیرے غم کی وسعتیں — کوئی عالم درد سے خالی نہیں
اس طرف بھی دیکھ او محشر خرام — کم مری دنیائے پامالی نہیں
عشق رنگ حسن سے ہے بے نیاز — حسن کیف عشق سے خالی نہیں
حسن ہے اس طرح سرگرم خرام — عشق کو احساس پامالی نہیں

شوق بھی دل میں رہے ہمراہ دوست
اب تو اتنی بھی جگہ خالی نہیں

لفظ و معنی میں نہیں جلوہ وہ صورت میں بھی نہیں — عشق اک چیز ہے جو حرف و حکایت میں نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ حقیقت کہ جو مجاز حقیقت میں نہیں
دل کی وسعت ہے کونین کی وسعت میں نہیں

غم میسر ہے ترا غم پہ نہ کیوں ناز کروں
یہ بھی کیا تو ہے کہ جو عشق کی قسمت میں نہیں

وہ جو اک ربط محبت ہے مٹانا اس کا
مری طاقت میں نہیں آپ کی قدرت میں نہیں

جلوہ پھر جلوہ ہے نظارہ ہی پھر نظارہ
حیرت آئینے میں ہے آئینہ حیرت میں نہیں

یوں بھی تکمیل غم عشق ہوا کرتی ہے
اس کی قسمت میں ہے وہ جو مری قسمت میں نہیں

ہر نفس میں ہے یہاں جلوۂ نو کا عالم
غم فرقت بھی مرا اب غم فرقت میں نہیں

غم عاشقی کا صلہ چاہتا ہوں
خود اپنی نظر سے گرا چاہتا ہوں

بلا پر نزول بلا چاہتا ہوں
سزاوار غم ہوں سزا چاہتا ہوں

محبت بغیر وفا چاہتا ہوں
بڑا نا سمجھ ہوں یہ کیا چاہتا ہوں

جنون محبت یہاں تک تو پہنچا
کہ ترک محبت کیا چاہتا ہوں

وہ یوں پرسش شوق فرما رہے ہیں
کوئی خود یہ کہہ دے سزا چاہتا ہوں

طلسم تمنا سمجھ میں نہ آیا
کوئی مجھ کو سمجھائے کیا چاہتا ہوں

ظہور دو عالم اک اعجاز جس کا
اسی نقش پا پر مٹا چاہتا ہوں

کہاں تک ہیں یہ رنگ و بو کی بہاریں
تجھے دیکھ کر دیکھنا چاہتا ہوں

کہیں چھٹ جائے نہ دل بے کسی کا
نگاہ کرم! آسرا چاہتا ہوں

محبت ہی اپنا بھی مذہب ہے لیکن
طریق محبت جدا چاہتا ہوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

محبت میں یہ کیا ستم دیکھتے ہیں — بہت فرصتِ شوق کم دیکھتے ہیں
غم و درد و رنج و الم دیکھتے ہیں — محبت دکھاتی ہے ہم دیکھتے ہیں
وہاں اپنی ہستی کو ہم دیکھتے ہیں — جہاں موت کا سر قلم دیکھتے ہیں
کہاں تیرے جلوے کہاں اپنی نظریں — غنیمت ہے جو کوئی دم دیکھتے ہیں
وہ کیا دیکھ سکتے ہیں اپنی ادائیں — ہمیں دیکھتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں
ہماری نظر سے کبھی دیکھو تو جانیں — بہت بے نیازانہ ہم دیکھتے ہیں
تجھے بھی کسی دن سمجھنا ہے ظالم — ابھی ادھر اے چشمِ نم دیکھتے ہیں
نگاہِ محبت دکھاتی ہے سب کچھ — نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہیں
غنیمت تھا ارمانِ امید افزا — سو یہ حال بھی اب تو کم دیکھتے ہیں

نہ جانے محبت ہے کیا چیز لیکن
بڑی ہی محبت سے ہم دیکھتے ہیں

محبت کی محبت تک ہی جو دنیا سمجھتے ہیں — خدا جانے وہ کیا سمجھے ہوئے ہیں کیا سمجھتے ہیں
جہاں انگڑائیاں تک حسن کی دنیا سمجھتے ہیں — جو حرفِ نا سمجھتے ہیں آخر کیا سمجھتے ہیں
کہاں تک ہو کہاں جا پہنچتے ہیں یہاں اپنی — ابھی تپتے ہوئے صحرا کو ہم دریا سمجھتے ہیں
سمجھنے دے انہیں اے غیرتِ جوشِ جنوں ظالم — جہاں تک جانتے ہیں دل کو وہ اپنا سمجھتے ہیں
ہم اپنا عشق کیسا؟ انکے غم کے بھی نہیں قابل — یہ انکی مہربانی ہے کہ ہم کو ایسا سمجھتے ہیں
یہ کیا غفلت کہ ہم پر ڈال دے تیری نظر [illegible] — مگر اس [illegible] تعبیر کو [illegible] سمجھتے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہمیں ہیں عشق کے مارے ہمیں ہی نظرِ اُن کی
ہمیں اپنا بنایا ہے ہمیں اپنا سمجھتے ہیں

محبت میں نہیں سیرِ مناظر کی ہمیں پروا
ہم اپنے ہر نفس کو اک نئی دنیا سمجھتے ہیں

نگاہِ شوق ہی کچھ جانتی ہے رازِ مستوری
وہ خود جلوہ ہیں اُن کا سب جسے پردا سمجھتے ہیں

اشاروں میں لٹا دیتے ہیں دولت دین و دنیا کی
گدائے محبت کو، وہ صرف اپنا سمجھتے ہیں

مے و مینا کے پردے اُن کو دھوکا دے نہیں سکتے
ازل کے دن ہی جو رازِ مے و مینا سمجھتے ہیں

خبر اس کی نہیں اِن خام کارانِ محبت کو
اسی کو دکھ بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

فضائے نجد ہو، یا قیس عامر، اے جگر ہم تو
یہ جو کچھ ہے اسے عکسِ رخِ لیلا سمجھتے ہیں

رند جو مجھکو سمجھتے ہیں انہیں ہوش نہیں
میکدہ ساز ہوں میں میکدہ بر دوش نہیں

کونسا جلوہ یہاں آتے ہی بیہوش نہیں
دل مرا دل ہے کوئی ساغرِ سرجوش نہیں

مرنے والے تجھے مرنے کا بھی کیا ہوش نہیں
ہاں کہ آغوش ہے یہ موت کا آغوش نہیں

پاؤں اٹھ سکتے نہیں منزلِ جاناں کے خلاف
اور اگر ہوش کی پوچھو تو مجھے ہوش نہیں

حسن سے عشق جدا ہے نہ جدا عشق سے حسن
کونسی شے ہے جو آغوش در آغوش نہیں

مٹ چکے ذہن سے سب یادِ گذشتہ کے نقوش
پھر بھی اک چیز ہے ایسی کہ فراموش نہیں

ایک گوشے میں سمٹ آئے ہیں دونوں عالم
میرا دامن ہے کسی اور کا آغوش نہیں

اب تو تاثیرِ عشق، یہاں تک پہنچی
کہ ادھر ہوش اگر ہے تو ادھر ہوش نہیں

زیست ہے زیست جو رگ رگ میں رواں ہے عشق
موت ہے موت، اگر رقص نہیں جوش نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کبھی ان مد بھری آنکھوں سے پیا تھا اک جام
آجتک ہوش نہیں ہوش نہیں ہوش نہیں

عشق اگر حسن کے جلووں کا ہے مرہونِ کرم
حُسن بھی عشق کے احساں سے سبکدوش نہیں

اپنے ہی حسن کا دیوانہ بنا پھرتا ہوں
میری آغوش کو اب حسرتِ آغوش نہیں

محوِ تسبیح تو سب ہیں مگر ادراک کہاں
زندگی خود ہی عبادت ہے مگر ہوش نہیں

مل کے اک بار گیا ہے کوئی جس دن سے جگر
مجھکو یہ وہم ہے جیسے مرا آغوش نہیں

مر کے بھی کبتک نگاہِ شوق کو رسوا کریں
زندگی تجھکو کہاں پھینک آئیں آخر کیا کریں

جذبِ دل ممکن نہیں تو چشمِ دل ہی وا کریں
وہ ہمیں دیکھیں نہ دیکھیں ہم انھیں دیکھا کریں

اے میں قرباں لگیا عرضِ محبت کا صلہ
ہاں اسی انداز سے کہدو "تو پھر سمجھا کریں"

دیکھیے کیا شور اٹھتا ہے حریمِ ناز سے
سامنے آئینہ رکھکر خود کو اک سجدہ کریں

ہائے یہ مجبوریاں محرومیاں ناکامیاں
عشق آخر عشق ہے تم کیا کرو ہم کیا کریں

عشق خود اپنی جگہ میں حقیقت ہے جگر!
عشق ہی میں کیوں نہ شانِ ابتری پیدا کریں

جب اپنا اپنا غم احباب سے کہتے ہیں
بہت بیتاب سنتے ہیں بہت بیتاب کہتے ہیں

محبت بھی گنہگاری ہے لیکن کس کا جی چاہے
نہ بے پایاں بتاتے ہیں نہ ہم پایاب کہتے ہیں

زمانے بھر کی دولت ہے غمِ جاناں کی نسبت
یہی نعمت ہے وہ نعمت جسے نایاب کہتے ہیں

عطا کر اے جمالِ حسن وہ داغِ محبت بھی
زبانِ عشق میں جس کو گلِ شاداب کہتے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عبادت گاہِ جانِ عاشقاں کا پوچھنا ہی کیا
خمِ ابروئے جاناں کو خمِ محراب کہتے ہیں

اسی صورت بنا دیتے ہیں اکثر واردات اپنی
کہ جیسے ہم کسی کی داستانِ خواب کہتے ہیں

الٰہی آگ ہی لگ جائے تاثیرِ محبت کو
وہ آج اپنا بھی غم با دیدۂ پُر آب کہتے ہیں

محبت جن کی اک اک موج میں لہریں لیتی ہو
ہم ایسے آنسوؤں کو گوہرِ بے آب کہتے ہیں

ہمارا بھی زمانہ تھا کبھی اے عشق سنتے ہیں
ہمارے پاس بھی تھا اک دلِ بیتاب کہتے ہیں

محبت کی ہر اک موج بلا ہی بحرِ بے پایاں
خوشا وہ اہلِ ہمت پھر بھی جو پایاب کہتے ہیں

کبھی پانی بھی جن آنکھوں کے ماروں نے نہیں مانگا
انھیں آنکھوں کے ماروں کو جگر سیراب کہتے ہیں

اللہ اللہ عشق کی رعنائیاں
حسن خود لینے لگا انگڑائیاں

ہائے وہ غم کی کرم فرمائیاں
بھیگی راتیں اور وہ تنہائیاں

عشق ہے ہر موئے تن کی نغمہ زن
بج رہی ہے ہر طرف شہنائیاں

کوئی دیکھے تو حریمِ شوق میں
خلوتوں کی انجمن آرائیاں

یاد ظالم کو تم اپنی روک لو
لوٹے لیتی ہے مری تنہائیاں

دل کی چوٹیں ابھری آتی ہیں تمام
عشق کی چلنے لگیں پروائیاں

حسن کی جانِ توجہ بن گئیں
بڑھتے بڑھتے عشق کی رسوائیاں

سامنے جیسے وہ خود ہیں جلوہ گر
اللہ اللہ یہ حجاب آرائیاں

خود بڑھے آتے ہیں وہ میری طرف
کوئی دیکھے تو مری پسپائیاں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اب کہاں انساں جسے انساں کہیں   چلتی پھرتی دیکھ لو پرچھائیاں
خیر تو غیر اپنے سائے سے بھی ہم   دیکھنا اس دل کی وحشت زائیاں
حُسن بھی ہے عشق بھی ہے جلوہ گر   ایک دل اور اس کی پہنائیاں
کون پہنچا تا فرازِ بامِ حُسن   کس نے دیکھیں عشق کی گہرائیاں
رہ گئی رکھی ہے عقلِ پختہ کار   عشق کی کام آگئیں خود رائیاں
حُسن کے بھی ڈگمگاتے ہیں قدم   عشق کرتا ہے جہاں درائیاں

یاد ہے اب تک جگر آغازِ عشق
شب ہمہ شب وہ خیال آرائیاں

عشق کی بڑھنے تو دو بربادیاں   کام آئیں گی یہ صحرا زادیاں
اللہ اللہ اعتباراتِ نظر   اور پھر ان سب کی بے بنیادیاں
اُس نگاہِ ناز ہی سے پوچھئے   اک اسیرِ شوق کی صیادیاں
خود نہ تھی اپنی بھی جب تجھکو خبر   یاد کر اے عشق! وہ آزاریاں
کشورِ دل ہی میں گھُٹ کر رہ گئیں   کیسی کیسی نازنیں شہزادیاں

عشق خود کرتا ہے اعلانِ شکست
حُسن کو دیجے مبارکبادیاں

گنہ ہوں کا مرکز بنا جا رہا ہوں   محبت کے ہاتھوں لٹا جا رہا ہوں
میں قطرہ ہوں لیکن بہ آغوشِ دریا   ازل سے ابد تک بہا جا رہا ہوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مبارک مبارک مری یہ فنائیں ۔۔۔ دو عالم پہ چھایا چلا جا رہا ہوں
وہی حسن جس کے ہیں یہ سب مظاہر ۔۔۔ اسی حسن میں حل ہوا جا رہا ہوں
یہ کس کی طرف سے یہ کس کی طرف کو ۔۔۔ میں ہم دوش موجِ فنا جا رہا ہوں
نہ جانے کہاں ہیں نہ جانے کدھر کو ۔۔۔ بس اک اپنی دھن میں اڑا جا رہا ہوں
مجھے روک سکتا ہو کوئی تو روکے ۔۔۔ کہ چھپ کر نہیں برملا جا رہا ہوں
مرے پاس آؤ۔ یہ کیا سامنے ہوں ۔۔۔ مری سمت دیکھو یہ کیا جا رہا ہوں
لگا ہوں میں منزل مری پھر رہی ہے ۔۔۔ یوں ہی گرتا پڑتا چلا جا رہا ہوں
تری مست نظریں غضب ڈھا رہی ہیں ۔۔۔ یہ عالم ہے جیسے، اڑا جا رہا ہوں
کدھر ہے؟ تو اے غیرتِ حسن خوباں ۔۔۔ محبت کے ہاتھوں بکا جا رہا ہوں
نہ ادراکِ ہستی، نہ احساس مستی ۔۔۔ جدھر چل پڑا ہوں چلا جا رہا ہوں

نہ صورت نہ معنی، نہ پیدا نہ پنہاں
یہ کس حسن میں گم ہوا جا رہا ہوں

عہدِ رنگیں کی یادگار ہوں میں ۔۔۔ یعنی اپنا ہی سوگوار ہوں میں
آنکھ بیتاب انتظار ہوں میں ۔۔۔ دل کی اک آخری پکار ہوں میں
ذرۂ آستانِ یار ہوں میں ۔۔۔ صد مہ و مہر در کنار ہوں میں
میری ہستی کا واہ کیا کہنا ۔۔۔ تیری ہستی کا پردہ دار ہوں میں
نہیں تو۔ ترا خیال تو ہے ۔۔۔ یوں بھی فردوس در کنار ہوں میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اُف جواں مرگیاں محبت کی — ہائے کس کس کا سوگوار ہوں میں
نکہتِ گُل کا بھی دماغ نہیں — کتنا آزردۂ بہار ہوں میں
وہ حقیقت ہے خود مری ہستی — جس حقیقت کا پردہ دار ہوں میں
اللہ اللہ نزاکتیں میری — اپنی خاطر پہ بھی تو بار ہوں میں
تجھ کو تکلیفِ صد نظر ہے ہے — اپنے ہونے پہ شرمسار ہوں میں
مجھ کو رنگِ خزاں سمجھ کے نہ دیکھ
مژدۂ آمدِ بہار ہوں میں

جو نہ کعبے میں ہیں محدود نہ بتخانے میں — ہائے وہ اور اک اجڑے ہوئے کاشانے میں
ملتی ہے عمرِ ابد عشق کے میخانے میں — اے اجل تو بھی سما جا مرے پیمانے میں
ہم کہیں آتے ہیں واعظ ترے بہکانے میں — اپنے میخانے کی مٹی اپنے میخانے میں
سب کچھ اللہ نے دے رکھا ہے میخانے میں — خلد شیشے میں ہے، فردوس ہے پیمانے میں
حرم و دیر میں رندوں کا ٹھکانا ہی نہ تھا — وہ تو یہ کہیے اماں مل گئی میخانے میں
بام پر آ کے اٹھا دو رخِ تاباں سے نقاب — اک فسانہ ہی سہی طور کے افسانے میں
آج تو کر دیا ساقی نے مجھے مستِ الست — ڈال کر خاص نگاہیں مرے پیمانے میں
آج ساقی نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے — کبھی میخانے سے باہر کبھی میخانے میں
آپ کہیں تو سہی ربطِ محبت کیا ہے — اپنا افسانہ ملا کر مرے افسانے میں[۱]

۱؎ مقطع کی نظر سے اگر دیکھا جائے تو ردیف "میں" صحیح نہ ہوگی بلکہ اس کی جگہ "سے" درست ہے لیکن میں اس محلِ خاص پر ردیف "میں" ہی مناسب سمجھتا ہوں (جگر عفی عنہ)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جو مے نے ترا اے شیخ بھرم کھول دیا
تو تو مسجد میں ہے نیت تری میخانے میں

مشورے ہوتے ہیں جو شیخ و برہمن میں جگر
رند سن لیتے ہیں بیٹھے ہوئے میخانے میں

شاعر فطرت ہوں میں جب فکر فرماتا ہوں میں
روح بن کر ذرے ذرے میں سما جاتا ہوں میں

آ کہ تجھ بن اس طرح اے دوست گھبراتا ہوں میں
جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں

جس قدر افسانۂ ہستی کو دہراتا ہوں میں
اور بھی بیگانۂ ہستی ہوا جاتا ہوں میں

جب مکان و لامکاں سب سے گزر جاتا ہوں میں
اللہ اللہ تجھ کو خود اپنی جگہ پاتا ہوں میں

تیری صورت کا جو آئینہ اسے پاتا ہوں میں
اپنے دل پر آپ کیا کیا ناز فرماتا ہوں میں

یک بیک گھبرا کے جتنی دور ہٹ آتا ہوں میں
اور بھی اس شوخ کو نزدیک تر پاتا ہوں میں

میری ہستی شوق پیہم میری فطرت اضطراب
کوئی منزل ہو مگر گزرا چلا جاتا ہوں میں

ہائے ری مجبوریاں ترک محبت کے لئے
مجھ کو سمجھاتے ہیں وہ اور ان کو سمجھاتا ہوں میں

میری ہمت دیکھنا میری طبیعت دیکھنا
جو سلجھ جاتی ہے گتھی پھر سے الجھاتا ہوں میں

حسن کو کیا دشمنی ہے عشق کو کیا بیر ہے
اپنے ہی قدموں کی خود ہی ٹھوکریں کھاتا ہوں میں

تیری محفل تیرے جلوے پھر تقاضا کیا ضرور
لے اٹھا جاتا ہوں ظالم لے چلا جاتا ہوں میں

تا کجا یہ پردہ داری ہائے عشق و لاف حسن
ہاں سنبھل جائیں دو عالم ہوش میں آتا ہوں میں

میری خاطر اب وہ تکلیف تجلی کیوں کریں
اپنی گرد شوق میں خود ہی چھپا جاتا ہوں میں

دل مجسم شعر و نغمہ وہ سراپا رنگ و بو
کیا فضائیں ہیں کہ جن میں حل ہوا جاتا ہوں میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تا کجا ضبطِ محبت، تا کجا دردِ فراق ‏ — ‏ رحم کر مجھ پر کہ تیرا راز کہلاتا ہوں میں
واہ رے شوقِ شہادت کوئے قاتل کی طرف ‏ — ‏ گنگناتا، رقص کرتا، جھومتا جاتا ہوں میں
یا وہ صورت خود جہانِ رنگ و بو محکوم تھا ‏ — ‏ یا یہ عالم اپنے سائے سے دبا جاتا ہوں میں
دیکھنا اس عشق کی یہ طرفہ کاری دیکھنا ‏ — ‏ وہ جفا کرتے ہیں مجھ پر اور شرماتا ہوں میں

ایک دل ہے اور طوفانِ حوادث اے جگر
ایک شیشہ ہے کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہوں میں

و

الٰہی، ایک دعا ہے، اگر قبول نہ ہو ‏ — ‏ بہت غریب یہ دل ہے، کبھی ملول نہ ہو
تجھے بھی شاق نہ ہو، شوق بھی ملول نہ ہو ‏ — ‏ نظر قبول ہوئی ہے، اثر قبول نہ ہو
دعائے مرگ تو مانگی ہے آج گھبرا کر ‏ — ‏ میں کیا کروں گا جو یہ بھی اسے قبول نہ ہو
کمالِ عشق! یہ توفیق چاہتا ہوں میں ‏ — ‏ حصولِ جلوہ، باندازۂ حصول نہ ہو
جسے ہم اپنی محبت کا زخم کہتے ہیں ‏ — ‏ تمہارے ہی عارضِ رنگیں کا کوئی پھول نہ ہو
کسی کے خاطرِ نازک کا آگیا ہے خیال ‏ — ‏ دعائیں مانگ رہا ہوں دعا قبول نہ ہو
جو تیرے ہجرِ مبتہر کا راز فاش کرے ‏ — ‏ تری جناب میں وہ دل کبھی قبول نہ ہو

کوئی گناہ نہیں، شوقِ دیدہ، ذوقِ نظر
مگر جو فرصتِ نظارگی کو طول نہ ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ستم ہو، قہر ہو، آفت، بلا ہو یہ سب کچھ ہو، مگر، پھر دلربا ہو
کسی کے غم میں کوئی رو رہا ہو کوئی پردے سے چھپ کر دیکھتا ہو
بتاؤ، کیا تمھارے دل پہ گذرے
اگر کوئی تمھیں سا بے وفا ہو

حسن کے ہاتھ میں گر عشق کی تلوار نہ ہو کوئی یوں جھوم کے سر دینے کو تیار نہ ہو
وصل شایاں نہ رہے ہجر سزاوار نہ ہو میں کہیں کا نہ رہوں تو جو طرفدار نہ ہو
میں بھی ہر حال کو اب ہجر بنا دوں تو بھی میرا انکار ترے وصل کا انکار نہ ہو
میں خطاکار، سیہ کار، گنہگار، مگر کس کو بخشے تری رحمت جو گنہگار نہ ہو
مجھ کو سب کچھ دیا اک بیت نے مگر یہ کہہ کر مجھ کو اللہ کرے کچھ بھی سزاوار نہ ہو
میں چلوں عشق میں وہ راہ جو سب سے الگ کچھ سجھائی نہ دے اور سطح بھی ہموار نہ ہو
آتش شوق جو بھڑکی ہے بھڑکتی ہی رہے مجھ کو اللہ کرے تو بھی سزاوار نہ ہو
ہمک نظارہ بے جلوہ کی توفیق جگر
یہ طلب وہ ہے کوئی جس کا طلبگار نہ ہو

۵۵

اک زندگی اور رحمت سلطان مدینہ ہاں کوئی نظر رحمت سلطان مدینہ
تو صبح ازل آئینہ حسن ازل بھی اے صل علیٰ صورت سلطان مدینہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دامانِ نظر تنگ و فراوانیِ جلوہ — اے طلعتِ حق، طلعتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق — تو خلد ہے، تو جنتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت — دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

اک ننگِ غمِ عشق بھی ہے منتظرِ دید — صدقے ترے، اے صورتِ سلطانِ مدینہ

کونین کا غم، یادِ خدا، وردِ شفاعت — دولت ہے یہی، دولتِ سلطانِ مدینہ

اے عالمِ تکوین! ترے اسرارِ حقیقت — منجملہ اک آیتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا، پھر بھی یہ عالم — شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس امتِ عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا — نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ

اے جانِ بلب آمدہ ہشیار خبردار — وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ ہم کو نہیں کام جگر! اور کسی سے
کافی ہے بس، اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

میری نظروں میں ہے اک جانِ وفا کا نقشہ — کس نے دیکھا ہے؟ اس انداز و ادا کا نقشہ

عشق میں فرقت و قربت ہیں برابر دونوں — یہ قیامت کا سماں ہے، وہ بلا کا نقشہ

دل میں کچھ بھی نہیں اب کفرِ محبت کے سوا — جم گیا ایک بتِ ہوش ربا کا نقشہ

تو نے دیکھا ہی نہیں تجھ سے کہوں کیا زاہد — ہائے اُن شوخ نگاہوں میں حیا کا نقشہ

دل میسر ہو تو کیا سیرِ دو عالم کی ہوس — اسی نقشے میں ہے کُل ارض و سما کا نقشہ

دل میں جب درد اُٹھا نور سا لہرا بھی اُٹھا — کھنچ گیا سامنے اک برقِ ادا کا نقشہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آج جھکتی نظر آتی ہے جبینِ کونین
دیکھنا یار کیے نقشِ کفِ پا کا نقشہ

پاک رکھ اشکِ ندامت سے بہرحال جگر
دیکھنا ہے انہیں آنکھوں سے خدا کا نقشہ

اُف یہ تیغ آزمائیاں توبہ
تیری نازک کلائیاں توبہ

کیا کریں بندگانِ محبوبی
عاشقی کی خدائیاں توبہ

منزلِ عشق اے خدا کی پناہ
ہر قدم کربلائیاں توبہ

یادِ ایامِ شوق و عشق و جنوں
چرخ کی فتنہ زائیاں توبہ

لطفِ بیگانگی معاذ اللہ
اس کی سادہ ادائیاں توبہ

حسن میں رقص کا سا اک عالم
شوق کی بے نوائیاں توبہ

ہائے غمازیاں نگاہوں کی
اپنی بے دست و پائیاں[1] توبہ

اُف وہ احساسِ حسن پہلے پہل
یک بیک کج ادائیاں توبہ

اللہ اللہ عشق کی وہ جھجک
حسن کی کہربائیاں توبہ

اس کے دامن پہ دل کا جا پڑنا
ہم سے یہ بے وفائیاں توبہ

غیظ سے ابروؤں پہ وہ شکنیں
دل پہ زور آزمائیاں توبہ

آستینوں کا وہ چڑھا لینا
گوری گوری کلائیاں توبہ

---

[1] بے دست و پا جس مفہوم میں مستعمل ہے اس اعتبار پر میں نے اسے ایک لفظ سے تعبیر کیا ہے اور اس بناء پر جمع بنا لینا غلط نہیں سمجھتا۔ (جگر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نظروں نظروں میں کاوشِ سربہم — دل ہی دل میں لڑائیاں توبہ
سوزِ غم کی شکایتیں ہے ہے — دردِ دل کی دہائیاں توبہ
برملا سخت رنجشیں باہم — غائبانہ صفائیاں توبہ
اپنے مطلب سے عشق کی چھیڑیں — ظاہری بے وفائیاں توبہ
حسن و توہینِ عشق ہائے غضب — اپنی وہ خودستائیاں توبہ
غیرتِ عشق، اے معاذ اللہ — ایک دم بے وفائیاں توبہ
شبنم آلودہ وہ حسیں آنکھیں — رُخ پہ اُڑتی ہوائیاں توبہ
اس کی غم التفاتیاں ہے ہے — اپنی بے اعتنائیاں توبہ
سرِ سودا کی شورشیں پیہم — ہر طرف جگ ہنسائیاں توبہ
رفتہ رفتہ وہ بے پناہ سکوت — سب سے نا آشنائیاں توبہ
موت ہے ہر نفس وہ رازِ دنیا — موت کی ہم نوائیاں توبہ
ناگہاں آمد آمدِ محبوب — غم کی بے انتہائیاں توبہ
یک بیک آنکھ چار ہو جانا — دیر تک رونمائیاں توبہ
نظروں نظروں میں سرگذشتِ فراق — دونوں جانب دہائیاں توبہ
حسن کی لہر پھر سے دوڑا کر — اس کی معجز نمائیاں توبہ
پھر وہی چشمِ مست و جام بدست — پھر وہی نغمہ زائیاں توبہ
پھر وہی لب، وہی تبسمِ ناز — پھر وہی کج ادائیاں توبہ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھر وہ اک بیخودی کے عالم میں
مل کے باہم جدائیاں توبہ
ہجو مے اور پھر جنابِ جگر
پی پلا کر بُرائیاں، توبہ

کچھ نہ زمان و مکان کچھ نہ سفید و سیاہ
اشہدان لا الہٰ، اشہدان لا الہٰ
غنچہ و نسرین و گل، انجم و خورشید و ماہ
یہ بھی مری رہ گذر، وہ بھی مری گرد راہ
عشق نظر آفریں اور نظر مصیبت
عشق تمنا نژاد، اور تمنا گناہ
حاصلِ صد عرضِ غم، مایۂ صد عرضِ شوق
اک مترنم سکوت، اک متبسم نگاہ

ی

دل میں اک رشکِ حور رہتا ہے
پاس رہتا ہے، دور رہتا ہے
میں تو رکھوں ہزار پہلو میں
کب دلِ نا صبور رہتا ہے
ہو گیا کیا مرید مے زاہد
اب تو چہرے پہ نور رہتا ہے
پوچھتا ہے یہ اُن نگاہوں سے
عشق کیوں نا صبور رہتا ہے
چشمِ ساقی کی خیر ہو یا رب
بے پیئے ہی سرور رہتا ہے
عشق مرنے پہ بھی نہیں مٹتا
یہ تعلق ضرور رہتا ہے
وہی آہیں، وہی ہوں میں لیکن
اب دھواں دور دور رہتا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سن تو اے دل! یہ برہمی کیا ہے　　آج کچھ درد میں کمی کیا ہے
دیکھ لو! رنگ روئے ناکامی　　یہ نہ پوچھو! کہ بے کسی کیا ہے
اپنی ناکامیٔ طلب کی قسم　　عین دریا ہے تشنگی کیا ہے
جسم محدود، روح لامحدود　　پھر یہ اک ربط باہمی کیا ہے
اے فلک! اب تجھے تو دکھلا دوں　　زور بازوئے بے کسی کیا ہے
ہم نہیں جانتے محبت میں　　رنج کیا چیز ہے! خوشی کیا ہے

اک نفس خلد، اک نفس دوزخ
کوئی پوچھے یہ زندگی کیا ہے

اک شوقِ دید بیحد سب کچھ دکھا رہا ہے　　کوئی نہ آ رہا ہے، کوئی نہ جا رہا ہے
غم عشق کے خزینے خوش خوش لٹا رہا ہے　　ان ہاتھ کھو رہا ہے اُس ہاتھ پا رہا ہے
آنکھیں بنی ہوئی ہیں میخانہ تصور　　اک مست آ رہا ہے، اک مست جا رہا ہے
ہم کو یہی ہے مطلب، ناصح کو کیا شکایت　　میرا مٹانے والا، مجھ کو مٹا رہا ہے
معراج شوق کہیے، یا حاصل تصور　　جس سمت دیکھتا ہوں، تو مسکرا رہا ہے
ہمت گزر رہی ہے، جب آ عشق ناگہاں　　دل تیرے نشتروں سے تسکین پا رہا ہے
اُن کی وہ آمد آمد، اپنا یہ حال عالم　　اک رنگ آ رہا ہے، اک رنگ جا رہا ہے

جب حسن و عشق دونوں دریا کریں گے یکسو
وہ بھی جگر! زمانہ نزدیک آ رہا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اسے حال و قال سے واسطہ، نہ غرض مقام و قیام سے
جسے کوئی نسبتِ خاص ہو، ترے حسنِ برق خرام سے

مجھے دے رہی ہیں تسلیاں، وہ ہر ایک تازہ پیام سے
کبھی آ کے منظرِ عام پر، کبھی ہٹ کے منظرِ عام سے

کہوں کیا؟ رہا جو مقابلہ، خطراتِ گام بہ گام سے
سرِ بامِ عشق تمام تک، رہِ شوقِ نیم تمام سے

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے، تری فکر سے، تری یاد سے ترے نام سے

مرے ساقیا مرے ساقیا! تجھے مرحبا، تجھے مرحبا
تو پلائے جا، تو پلائے جا، اسی چشمِ جام بہ جام سے

تری صبحِ عیش ہے کیا بلا؟ تجھے اے فلک جو ہو حوصلہ
کبھی کر لے آ کے مقابلہ، غمِ ہجرِ یار کی شام سے

مجھے یوں نہ خاک میں تو ملا، میں اگرچہ ہوں ترا نقشِ پا
ترے جلوے جلوے کی ہے بقا، مرے شوق نام بنام سے

تری چشمِ مست کو کیا کہوں، کہ نظر نظر ہے فسوں فسوں
یہ تمام ہوش، یہ سب جنوں، اسی ایک گردشِ جام سے

یہ کتابِ دل کی ہیں آیتیں، میں بتاؤں کیا جو ہیں نسبتیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مرے سجدہ ہائے دوام کو ترے نقش ہائے خرام سے

مجھے چاہیئے وہی ساقیا! جو برس چلے جو چھلک چلے
ترے حسن شیشہ بدست سے، تری چشم بادہ بجام سے

جو اٹھا ہے درد اٹھا کرے کوئی خاک اس سے گلا کرے
جسے ضد ہو حسن کے ذکر سے، جسے چڑ ہو عشق کے نام سے

وہ مئے چشم حور چھلک گئی، ابھی پی نہ تھی کہ بہک گئی
کبھی یک بیک جو چھلک گئی کسی رند مست کے جام سے

تو ہزار عذر کرے مگر، ہمیں شک ہوا وہی کچھ جگر!
ترے اضطراب نگاہ سے، تری احتیاط کلام سے

اب مرے سامنے ٹھہرے تو گلستاں کوئی
ہو چلا ہے مری صورت سے نمایاں کوئی

چھپ کے رہتا ہے کہیں از گلستاں کوئی
غنچے غنچے کی زباں ہے کہ گل افشاں کوئی

آہ اے وصل کہ ہے یا غم ہجراں کوئی
پردہ پاس میں ہے سلسلہ جنباں کوئی

اس طرح آج ہی محسوس کرے جاں کوئی
ایک اک سانس میں جیسے ہو خراماں کوئی

خیر ہے آپ نے کیوں غیظ میں تیغ ربلی
اپنی ناکام محبت پہ ہے نازاں کوئی

کیا وہ نظروں کا مری حسن تلاطم سمجھے
جس نے دیکھا ہی نہ ہو جلوۂ رقصاں کوئی

چشم بیباک کی شوخی نہ یہاں بھی کھلی
ہر طرف حشر ہے اور مست غزل خواں کوئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق بھی رنگِ تعین کا اُٹھا دے پردہ — سامنے آئے تو بے قیدِ رگِ جاں کوئی

بے حقیقت نہ سمجھ ناصحِ ناداں ان کو — انھیں اشکوں میں نہ ہو حسن کا طوفاں کوئی

شوق نے توڑ دیے وہ بھی جو باقی تھے قیود — لوٹ لے آکے بہارِ چمنِ جاں کوئی

اور کیا چاہتی ہے بلبلِ شوریدہ مزاج — پردۂ گل میں ہے خود چاک گریباں کوئی

یک بیک سامنے آیا نہ کرو بے پردہ — لے کے اڑ جائے نہ یہ عالمِ امکاں کوئی

غنچے اس کے ہیں گل اس کے ہیں بہاریں اس کی — خون سے اپنے بنائے جو گلستاں کوئی

نگہِ یار کے مخصوص اشاروں کے سوا — مذہبِ عشق میں ہے کفر نہ ایماں کوئی

اللہ اللہ مرے چشمِ جنوں کی لہریں — نظر آجاتا ہے جب چاک گریباں کوئی

چاہیے تیرے تصور ہی کبھی ایسے میں گریز — کیوں کرے تجھ کو شریکِ غمِ ہجراں کوئی

ہائے وہ حسن کا انداز کہ جس وقت جگر
عشق کے بھیس میں آتا ہے نمایاں کوئی

نظر فروز رہے، سامعہ نواز رہے — زہے مجاز کہ وہ زینتِ مجاز رہے

کہاں جمالِ حقیقت؟ کدھر مجاز رہے — جو تیرے رخ پہ نہ حائل حجابِ ناز رہے

ہمیں وہ اب ہیں کہ کھوئے ہوئے سے پھرتے ہیں — ہمیں وہ تھے کہ ترے رازدارِ راز رہے

الٰہی اس دلِ راز آشنا کو کیا کہیے — جو اس طرح سے بھی نا آشنائے راز رہے

نفس کے پردے میں بھی ہے اسی کا عکسِ جمال — بہت سوزِ محبت نفس گداز رہے

کھلا یہ راز تری جلوہ گاہِ قربت میں — جو تجھ سے دور رہے آشنائے راز رہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جبینِ سجدہ میں ایسی کبھی تڑپ تو نہ تھی
وہ آج خود بھی مگر شاملِ نماز رہے

ترے سوا تری محفل سے کیا غرض مجھکو
خروشِ نغمہ رہے یا سکوتِ ساز رہے

تری امانتِ غم کا تو حق ادا کر لوں
خدا کرے شبِ فرقت ابھی دراز رہے

ترے بغیر تو جینا روا نہیں لیکن
میں کیا کروں جو ترا غم ہی جاں نواز رہے

جراحتیں دلِ بسمل کی روح تک پہنچیں
دراز دستیٔ قاتل ابھی دراز رہے

یہ حکمِ خاص ہے ساقی کا آج محفل میں
جگر سا ایک بھی کافر نہ پاکباز رہے

کچھ اس طرح وہ پسِ پردۂ مجاز رہے
حجابِ ساز میں جیسے نوائے ساز رہے

نہ کوئی ناز رہا ہے نہ کوئی راز رہے
نفس نفس میں وہ خود ہی جو نے نواز رہے

تری نگہ جو اسی طرح گرمِ ناز رہے
بشر تو کیا نہ فرشتہ بھی پاکباز رہے

خطا معاف کسی اور کا تو ذکر ہی کیا
نیاز مند ترے تجھ سے بے نیاز رہے

جنونِ سجدہ کو کیا اہلِ ہوش سے مطلب؟
ترا خیال بھی کیوں شاملِ نماز رہے

یہاں تو کام ہے اک نشترِ توجہ سے
نگاہِ قہر رہے یا نگاہِ ناز رہے

محبت اصلِ حقیقت، محبت اصلِ مجاز
وہ کم نظر تھے، جو بیگانۂ مجاز رہے

جبین و سجدہ کی توہین ہے جبیں سائی
جبین و سجدہ میں کچھ بھی جو امتیاز رہے

ترے نثار، عطا کر وہ ایک لطفِ خلش
تمام عمر محبت کو جس پہ ناز رہے

نگاہِ ناز سے چھلکا رہا ہے کوئی
وہ پاکباز نہیں آج جو پاکباز رہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

زمانہ آج ہی غرقِ شراب تھا زاہد سمجھ اور یہ جو وہ چشمِ نیم باز رہے
دکھاؤں عشق کی خودداریاں جگر میں بھی
جو ایک بات پہ قائم غرورِ ناز رہے

مسلسل

پلا کے آنکھ نہ محرومِ ناز رہنے دے
تجھے قسم جو مجھے پاکباز رہنے دے

میرا ہی جان تو قربان کرچکا ہوں تجھکو
یہ چشمِ مست ابھی نیم باز رہنے دے

ترے ہی شیوۂ عاشق کشی کی تجھکو قسم
اسی طرح مژہ ہائے دراز رہنے دے

ہٹا نہ سینۂ عاشق سے رخ کسی جانب
نگاہِ ناز کو نشتر نواز رہنے دے

گلے سے تیغِ ادا کو جدا نہ کر قاتل
ابھی یہ منظرِ راز و نیاز رہنے دے

یہ تیر ناز ہیں تو شوق سے چلائے جا
خیالِ خاطرِ اہلِ نیاز رہنے دے

قتیلِ غمزۂ خوں ریز ہو لیا قصہ معاف
اشارۂ نگہِ دلنواز رہنے دے

بجھا نہ آتشِ پنہاں کرم کے چھینٹوں سے
دلِ جگر کو مجسم گداز رہنے دے

غیر مسلسل

مجھے ملا کے فریبِ مجاز رہنے دے
نہ چھیڑ او نگہِ امتیاز رہنے دے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ جان آج نکلتی ہی حسن کے قدموں
خدا کرے مرا ایمان ناز رہنے دے

میں راز عشق کو بیگانۂ جہاں کرلوں
مگر جو مصلحتِ حسن راز رہنے دے

خدا نے دی ہی یہ نعمت تو رکھ اسے عجیب
غرورِ حسن کو تا حدِ ناز رہنے دے

یہ بات کیا؟ کہ حقیقت ہی مجاز ہی
مجاز ہی تو پھر اس کو مجاز رہنے دے

یہ جان ایک بلا نوش کی ہی اے ساقی
نہ پھینک، دے، مے خانہ ساز رہنے دے

یہ خانقاہ نہیں پی بھی جا ارے اہل
یہ میکدہ ہی، یہاں احتراز رہنے دے

ازل سے حسن تو عاشق نواز ہی لیکن
جو عشق ہی اسے عاشق نواز رہنے دے

اسے نہ آئینہ سمجھو وہ اور ہی شے ہی
جس آئینے کو خود آئینہ ساز رہنے دے

لٹا دے دولتِ کونین اور میرے لئے
بس اک تبسم عاجز نواز رہنے دے

گذرتی ہی جو دل عشق پر نہ پوچھ جگر!
یہ خاص راز محبت ہی راز رہنے دے

حال بھی ماورائے حال بھی ہے
عشق ممکن بھی ہی، محال بھی ہے

پھر بھی تجھ سے ہزار شکوے ہیں
جانتا ہوں، ترا خیال بھی ہے

کرتے جاتے ہیں معاف، عذرِ کرم
اور پھر پرسشِ ملال بھی ہے

دل کے ہر اضطراب نازک میں
شانِ بیتابیِ جمال بھی ہے

ہر ستم ہے کرم کے پردے میں
اس ستم کی کوئی مثال بھی ہے

رہ گئے محوِ یک نظر ہو کر
اب کسے فرصتِ خیال بھی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دور ہٹنا نہ منزلِ دل ہے | وصل بھی ہے نہیں وصال بھی ہے
چھائے جاتے ہیں دردِ دل بن کر | اُس پہ تاکیدِ ضبطِ حال بھی ہے
حُسن کے ہر جمال میں پنہاں | میری رعنائیٔ خیال بھی ہے
دل کو برباد کر کے بیٹھا ہوں | کچھ خوشی بھی ہے کچھ ملال بھی ہے

لاکھ رُسوا سہی جگرؔ لیکن
خوش نظر بھی ہے خوش خیال بھی ہے

کیا خاک سیر کیجئے دنیائے رنگ و بو کی | مہلت نہ آرزو کی فرصت نہ جستجو کی
یہ حدِ آخری ہے عاشق کی جستجو کی | بن بن کے مٹ رہی ہے ہر شکل آرزو کی
تم دل اسی کو سمجھو لو یا جانِ آرزو کی | سینے میں اب ہے پہلے اک بوند بھی لہو کی
اللہ شرم رکھ لے تو میرے جنگجو کی | آئینہ روبرو ہے چوٹیں ہیں دوبدو کی
تو وہ بہارِ تازہ دنیائے رنگ و بو کی | اک بار جس نے دیکھا تا حشر آرزو کی
طے منزلیں ہوئی ہیں یوں عشق و آرزو کی | کچھ میں نے جستجو کی کچھ اُس نے جستجو کی
اب کیا جواب دیں ہم کوئی مجھے بتائے | وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کیوں میری آرزو کی
یہ ترکِ جستجو بھی کیا ترکِ جستجو ہے | اس میں بھی پا رہا ہوں اک شان جستجو کی
پھر دل نوازیاں ہیں پھر چارہ سازیاں ہیں | پہچانتا ہوں نظریں اس شوخ فتنہ جو کی
ہاں نشترِ نوازش اک اور بھی اشارہ | محسوس ہو چلی ہے جنبش رگِ گلو کی
مایوس ہو کے پلٹیں جب ہر طرف سے نظریں | دل ہی کو بت بنایا دل ہی سے گفتگو کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ناکامِ جستجو سب فریاد کر رہے ہیں — اے کاش کوئی سنتا فریادِ جستجو کی
وہ ایک گوشۂ دل جس میں لاکھ تکبر — میں نے بہت چھپایا اُس کی نظر نہ چوکی
آئے مرے مقابل جس کو ہو زعمِ تمکیں — تصویر کھینچتا ہوں اک حسنِ شعلہ خو کی
عالم ہی چھپنے والے! معلوم تیرا چھپنا — سو بار تجھکو دیکھا سو بار گفتگو کی
پردہ جب اٹھ گیا ہے دیکھا یہی ہے اکثر — اپنی ہی آرزو میں اپنی ہی جستجو کی
مجرم بنا ہوا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں — میں وہ ہوں تو نے ظالم خود جس کی آرزو کی
راتیں گزارتے ہیں یوں بیکسانِ فرقت — جب دل کو آ گیا غش تاروں سے گفتگو کی
دل خود بھی تنگ ہے اب لیکن علاج اس کا — عادت سی پڑ گئی ہے ظالم کو جستجو کی
عینِ شگفتگی ہے، حسنِ شکستگی ہے — چاکِ قبائے گل کو حاجت نہیں رفو کی

تو خوب جانتا ہے، او جانِ و دل کے مالک
ہر حال میں جگر نے تیری ہی آرزو کی

یہ مے کشی ہے تو پھر شانِ مے کشی کیا ہے؟ — بہک نہ جائے جو پی کر وہ رندی کیا ہے؟
بس ایک سمت اڑا جا رہا ہوں وحشت میں — خبر نہیں کہ خودی کیا ہے؟ بیخودی کیا ہے؟
میں ہر مرگ گوارا کروں کہ تلخیٔ زیست — مری خوشی تو ہی سمجھے تری خوشی کیا ہے؟
لبوں پہ موجِ تبسم نگہ میں حرفِ غضب — کوئی بتائے؟ یہ انداز برہمی کیا ہے؟
کسے مجال کہ افشائے رازِ یار کرے — یہ زندگی ہی سمجھو کہ زندگی کیا ہے؟
ستم کشانِ محبت سے کوئی پوچھے تو — امید پر ہی بھروسہ امید ہی کیا ہے؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کہاں کی خانقہ و مسجد، کنشت و بہشت | نظیر ہو، مرے ساقی کے گھر کی کیا ہے؟
یہ درس میں نے لیا، مکتبِ محبت سے | کسی طرح، جو بہل جائے زندگی کیا ہے؟

اسی کے واسطے، مے بھی ہے، مے کشی بھی جگر
خبر نہیں جسے، مے کیا ہے؟ مے کشی کیا ہے؟

شائستۂ غرورِ تمنا نہ کیجیے | ایسی نگاہ سے مجھے دیکھا نہ کیجیے
وعدہ تو کیجیے مگر ایفا نہ کیجیے | محدود وصل، شوق کی دنیا نہ کیجیے
رعنائی خیال کو رسوا نہ کیجیے | ممکن بھی ہو تو عرضِ تمنا نہ کیجیے
کیا جانے کب آہ کی تاثیر جاگ اٹھے | گہری نگاہ سے مجھے دیکھا نہ کیجیے
کافی ہے اک نگاہِ کرم، التجا کے بعد | تازہ کوئی فسونِ تماشا نہ کیجیے
موسیٰ کی طرح کون سنے لن ترانیاں | بے عیب ہے جو حسن تو پروا نہ کیجیے
یا دیکھ کر نہ دیکھیے کچھ ماسوائے دوست | یا دیکھنے کی طرح سے دیکھا نہ کیجیے
دیوانہ کر کے دیکھیے پھر مجھکو اذنِ ہوش | ہشیار کر کے، پھر مجھے دیوانہ کیجیے
ماتم گسار کون ہے اب دل کی لاش کا | کہتے نہ تھے کہ خونِ تمنا نہ کیجیے
تاثیرِ شوق دیا اس کا پردہ الٹ نہ دے | اتنے قریب سے مجھے دیکھا نہ کیجیے
ہر جلوہ ہے بجائے خود اک دعوتِ نگاہ | کیا کیجیے جو تیری تمنا نہ کیجیے
یوں چشمِ شوق دیکھ ہی لیتی ہے کچھ نہ کچھ | پردے کا ہے خیال تو پردا نہ کیجیے
تفسیرِ عشق و حسن جگر مصلحت نہیں | افشائے رازِ قطرہ و دریا نہ کیجیے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

محبت میں جدھر دیکھو، بہارِ جاودانی ہے
ہجومِ رنگ و بو ہے، حسن و نغمہ ہے، جوانی ہے

جنونِ عشق میں حاصل یہ لطفِ زندگانی ہے
نظر کو دل سے اور دل کو نظر سے بدگمانی ہے

ترے سر کی قسم تجھ سا ہی اک محبوب ثانی ہے
یہی نقشہ، یہی انداز، ایسی ہی جوانی ہے

خدایا خیر کرنا، نبضِ بیمارِ محبت کی
کبھی دن سے بہت برہم مزاجِ ناتوانی ہے

کسی کو آج مجبورِ ترنم کر بھی دے اے دل
بہت مدت ہوئی خاموش سازِ لن ترانی ہے

الٰہی بھیج دے ایسے میں اک جانِ تمنا کو
سکوتِ شب کا سناٹا ہے اور دل کی کہانی ہے

تجھے اے عشق سینے سے لگا لوں دیدۂ دل سے
ترے ہر درد میں پنہاں نشاطِ جاودانی ہے

یہ بتلا اور کچھ تیرے سوا کونین میں کیا ہے؟
یہ مانا جو بھی ہے تیرے سوا اے دوست فانی ہے

نہ کر آلودہ لفظ و بیاں، شرحِ محبت کو
محبت ہی بجائے خود زبانِ بے زبانی ہے

ترے حسنِ حیات افروز کو دیکھا ہے جس دن سے
بہت مجھ کو عزیز اس دن سے اپنی زندگانی ہے

الٰہی شرم تیرے ہاتھ ہے آدابِ محفل کی
وہ نازک طبع مہماں ہے، جنوں کی میزبانی ہے

لیے پھرتا ہوں اک تصویرِ حسرت اپنی آنکھوں میں
خدا بخشے دلِ مرحوم کی زندہ نشانی ہے

انھیں آنسو سمجھ کر یوں نہ مٹی میں ملا ظالم
پیامِ دردِ دل ہے اور آنکھوں کی زبانی ہے

ترے جورِ مسلسل کی قسم، او پوچھنے والے
جگر کے حال پر، تیرا کرم ہے، مہربانی ہے

جنونِ عشق کا اتنا تو حق ادا کرتے
اسے بھی اپنی طرح عالم آشنا کرتے

حیاتِ درد سہی، پھر بھی آہ کیا کرتے
فنا کی چیز جو ہوتی تو ہم فنا کرتے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تمام منظر ہستی کو ایک جا کرتے — پھر اپنی شرح محبت جدا جدا کرتے
محبت اصل حقیقت ہی اسکو کیا کرتے — ہم التجا جو نہ کرتے، وہ التجا کرتے
وہ ہنس رہی ہیں مرے حال پر ہنسا کرتے — یہ بہہ رہے ہیں جو آنسو یونہی بہا کرتے
نہ تھا پسند کہ محروم التجا کرتے — وگرنہ دل وہ کسی کا پسند کیا کرتے
یہ کیا مجال، کہ ہم ترک التجا کرتے — دہن کو ہی بھی جو لیتے نظر کو کیا کرتے
نماز عشق یہاں ہے نفس نفس جاری — کبھی ادا ہی نہ ہوتی اگر قضا کرتے
یقیں کرو کہ تمھاری جگہ جو ہم ہوتے — محبتوں کے خزانے لٹا دیا کرتے
دل ایک شاہد معنی سہی مگر پھر بھی — تمھارے سامنے ہم بے نقاب کیا کرتے
حجاب نے انھیں رکھا حجاب میں ورنہ — جب آتے سامنے اپنا ہی سامنا کرتے
وہ عرض شوق پہ اے کاش اور کچھ نہ سہی — نگاہ نیچی کئے، مسکرا دیا کرتے
نہ انتہا ہے، نہ کچھ ابتدا محبت کی — جو انتہا کوئی ہوتی، تو ابتدا کرتے
نہیں جو وصل میسر نصیب ہجر تو ہے — ہم اپنے فرق کا ان سے ملال کیا کرتے

عشق کی حد ہی نکلئے پھر یہ منظر دیکھئے — کاش حسن یار کو ہم حسن بن کر دیکھئے
غنچہ و گل دیکھئے یا ماہ و اختر دیکھئے — تم نظر آتے ہیں ہم کوئی منظر دیکھئے
دور جا کر دیکھئے نزدیک آکر دیکھئے — ہم جو ہو سکتا تو ہم ان کو برابر دیکھئے
فطرت مجبور پر قابو ہی کچھ چلتا نہیں — ورنہ ہم تو تجھ سے بھی تجھکو چھپا کر دیکھئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھر وہی حسرت ہے ساقی پھر اسی انداز سے
پھر سوا ساغر کے سب کچھ غرق ساغر دیکھتے

میری چپ ہنسی پہ کیا؟ وہ باز رہتے چھیڑ سے
مسکرا کر دیکھتے، پھر مسکرا کر دیکھتے

عشق سرتا پا نظر، نازک مزاج حسن دوست
دیکھتے بھی ہم اگر اس کو تو جی بھر کر دیکھتے

مل گئیں نظروں سے نظریں اور مل کر رہ گئیں
چشم ساقی دیکھ کر کیا جام و ساغر دیکھتے

تشنگان دید جلوہ ہیں ہمیں سمجھا ہے کیا
تم اگر صورت دکھاتے جان دیکر دیکھتے

مر مٹا اک بات پر کس آن سے کس شان سے
آپ اگر ایسے میں ہوتے دل کے تیور دیکھتے

زاہد مسجد نشیں ہیں اور اک ٹوٹا سا ظرف
میکدے میں اہتمام جام و ساغر دیکھتے

وائے محرومی قسمت، رہ گئی حسرت یہی
ایک دن تو ہم انھیں اپنے میں آکر دیکھتے

ہائے وہ چہرہ اور آنکھیں وہ تڑپتی بجلیاں
کاش اک دن پھر اسے گستاخ بن کر دیکھتے

دم بخود ہیں حضرت زاہد ہمیں تک دیکھ کر
ہوش اڑ جاتے، اگر شیشے سے باہر دیکھتے

یا مذاقِ دید کی ہمت نہ لیتے، اے **جگر**
یا مجسم دل سراپا آنکھ بن کر دیکھتے

کیا برابر کا محبت میں اثر ہوتا ہے
دل ادھر ہوتا ہے ظالم نہ ادھر ہوتا ہے

ہم نے کیا کچھ نہ کیا دیدۂ دل کی خاطر
لوگ کہتے ہیں دعاؤں میں اثر ہوتا ہے

دل تو یوں دل ہی ملایا کہ نہ دکھا میرا
اب نظر کے لئے کیا حکم نظر ہوتا ہے

ہیں گنہگار جنوں میں نے یہ مانا لیکن
کچھ ادھر سے بھی تقاضائے نظر ہوتا ہے

کون دیکھے اسے، بیتاب محبت اے دل
تو وہ نالے ہی نہ کر جن میں اثر ہوتا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خوشا بیداد، خونِ حسرتِ بیداد ہوتا ہے — ستم ایجاد کرتے ہو کرم ایجاد ہوتا ہے
بظاہر کچھ نہیں کہتے مگر ارشاد ہوتا ہے — ہم اس کے ہیں جو ہم پر ہر طرح برباد ہوتا ہے
مرے ناشاد رہنے پر وہ جب ناشاد ہوتا ہے — بتاؤں کیا جو میرا عالمِ فریاد ہوتا ہے
یہی ہے رازِ آزادی جہاں تک یاد ہوتا ہے — کہ نظریں قید ہوتی ہیں تو دل آزاد ہوتا ہے
دلِ عاشق بھی کیا مجموعۂ اضداد ہوتا ہے — ادھر آباد ہوتا ہے، ادھر برباد ہوتا ہے
وہ ہر اک واقعہ جو صورتِ افتاد ہوتا ہے — کبھی پہلے بھی دیکھا تھا کچھ ایسا یاد ہوتا ہے
بڑی مشکل سے ہی پیدا اک وہ آدم زاد ہوتا ہے — جو خود آزاد، جس کا ہر نفس آزاد ہوتا ہے
نگاہیں کیا کہ پھر دل بھی واقف نہیں ہوتا — زبانِ حسن سے ایسا بھی کچھ ارشاد ہوتا ہے
[illegible] ہو طعنہ زن مجھ پر مجھیں اتنا سمجھتے — کوئی ایسی خوشی سے خانماں برباد ہوتا ہے
یہ مانا ننگِ پابندی سے کیا آزاد کو مطلب — مگر وہ شرمِ آزادی سے بھی آزاد ہوتا ہے
تصور میں ہے کچھ ایسا تری تصویر کا عالم — کہ جیسے اب لبِ نازک سے کچھ ارشاد ہوتا ہے

کوئی حد ہی نہیں شاید محبت کے فسانے کی
سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

یوں بھی مجھے تو حاصل آرامِ جاں نہیں ہے — اب تو جو مہرباں ہے دل مہرباں نہیں ہے
جو داستاں ہے اپنی افسانہ ہے کسی کا — شاید مرے دہن میں میری زباں نہیں ہے
ہاں اے جمالِ جاناں اک اور بھی تجلی — دنیا مری نظر میں اب تک جواں نہیں ہے
ہر لحظہ کہہ رہا ہے یہ انقلابِ فطرت — یعنی جہاں ابھی تھی دنیا وہاں نہیں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دل کی جراحتوں کو کچھ دل ہی جانتا ہے ۔ ظاہر میں دیکھیے تو کوئی نشاں نہیں ہے
شاید تری نظر سے کچھ رازِ دل سمجھ لوں ۔ کہتے ہیں عشق جس کو میری زباں نہیں ہے
جو کچھ میں دیکھتا ہوں میری نظر سے دیکھو ۔ عینِ مشاہدہ ہے وہم و گماں نہیں ہے
تیرے کرم کے صدقے، کر لے ستم بھی شامل
دل شادماں ہے لیکن غم شادماں نہیں ہے

دل ترے عشق میں ناشاد بھی ہے شاد بھی ہے ۔ یہی نغمہ، یہی فریاد، یہی یاد بھی ہے
اب بھی کیا دل کو نہ سمجھو گے سزاوارِ کرم ۔ مجرمِ شوق بھی ہے، ملزمِ فریاد بھی ہے
تم مری آنکھ سے دیکھو تو یہ دنیائے جمال ۔ ہائے کیا چیز مرا عشقِ خداداد بھی ہے
ہر وہ ناچیز سا ذرہ جسے تم دیکھتے ہو ۔ اس کو سن لو تو یہ نغمہ بھی ہے فریاد بھی ہے
تم جو ایسے میں چلے آؤ تو رو لوں ہمدم ۔ صبح کا وقت بھی ہے خاطرِ ناشاد بھی ہے
اب کہاں آہ مجھے فرصتِ یک لحظۂ جگر
سینہ عشق بھی ہے، نشترِ فریاد بھی ہے

وہ کون ہے ایسا کہ تری شکل دکھا دے ۔ احسان ہے اس کا جو مجھے مجھ سے ملا دے
ہاں جذبۂ غم عشق کی تاثیر دکھا دے ۔ مجبوریٔ حسن کو مجبور بنا دے
تو چاہے تو اے جلوۂ اعجازِ محبت ۔ تصویر کو تصویر کا دیوانہ بنا دے
تو حسن ہے میں عشق ہوں تو جان ہے میں جسم ۔ کس کی ہے یہ طاقت کہ مجھے تجھ سے چھڑا دے
اے جانِ دو عالم! ترے عالم کے تصدق ۔ اپنا جو بنایا ہے تو اپنا سا بنا دے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جنت میں بھی ایسا تو نہ ہوگا گلِ خنداں!
اے زخمِ جگر! نیتِ قاتل کو دعا دے

کیوں دور ہٹ کے جائیں ہم دل کی سرزمیں سے — دونوں جہاں کی سیریں حاصل ہیں یہیں سے
یہ راز سن رہے ہیں اک موج تہ نشیں سے — ڈوبے ہیں ہم جہاں، اُبھر گئے پھر وہیں سے
خونِ وفائے بسمل، جرمِ نگاہِ قاتل — ظاہر تو ہر جگہ ہے ثابت نہیں کہیں سے
اِن چشمِ خشک سے تم چھیڑیں یہ کر رہے ہو — تڑپے نہ موج کوئی دریائے آستیں سے
انکار اور اس پر، اصرار وہ بھی ہم سے — تم مجھ کو چاہتے ہو ثابت ہوا یہیں سے
اب کیا بتاؤں کیا کیا عالم گزر رہے ہیں — میرے دلِ حزیں پر، میرے دلِ حزیں سے

یوں آج مل رہا ہے جانِ جگر سے کوئی
جس طرح مل رہا ہو کوئی حسیں حسیں سے

اے حسنِ یار! شرم، یہ کیا انقلاب ہے — تجھ سے زیادہ درد ترا کامیاب ہے
عاشق کی بیدلی کا تغافل نہیں جواب — اس کا بس ایک جوشِ محبت جواب ہے
تیری عنایتیں کہ نہیں نذرِ جاں قبول — تیری نوازشیں کہ زمانہ خراب ہے
اے حسن اپنی حوصلہ افزائیاں تو دیکھ — مانا کہ چشمِ شوق بہت بے حجاب ہے
میں عشقِ بے نیاز ہوں، تم حسنِ بے پناہ — میرا جواب ہے نہ تمہارا جواب ہے
میخانہ ہے اسی کا، یہ دنیا اسی کی ہے — جس تشنہ لب کے ہاتھ میں جامِ شراب ہے
اُس سے دلِ تباہ کی روداد کیا کہو — جو یہ نہ سن سکے کہ زمانہ خراب ہے،

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اے محتسب! نہ پھینک، مرے محتسب نہ پھینک
ظالم شراب ہے! اری ظالم! شراب ہے

اپنے حدود سے نہ بڑھے کوئی عشق میں
جو ذرہ جس جگہ ہے، وہیں آفتاب ہے

وہ لاکھ سامنے ہوں مگر اس کا کیا علاج
دل ماننا نہیں کہ نظر کامیاب ہے

میری نگاہِ شوق بھی کچھ کم نہیں مگر
پھر بھی ترا شباب ترا ہی شباب ہے

مانوسِ اعتبارِ کرم کیوں کیا مجھے
اب ہر خطائے شوق اسی کا جواب ہے

میں اس کا آئینہ ہوں وہ ہے میرا آئینہ
میری نظر سے اسکی نظر کامیاب ہے

تنہائیِ فراق کے قربان جائیے
میں ہوں خیالِ یار ہے چشمِ پُر آب ہے

سرمایۂ فراق جگر آہ کچھ نہ پوچھ
اب جان ہے سو اپنے لئے خود عذاب ہے

سُنتا ہوں کہ ہر حال میں وہ دل کے قریں ہے
جس حال میں ہوں اب مجھے افسوس نہیں ہے

زاہد مگر اس رمز سے آگاہ نہیں ہے
سجدہ وہی سجدہ ہے کہ جو ننگِ جبیں ہے

جس دل میں تری یاد ہی تو صدر نشیں ہے
وہ دل بھی حسیں اُسکی محبت بھی حسیں ہے

آئینے میں اے دل ترے کہنے کا یقیں ہے
لیکن میں کروں کیا مجھے فرصت ہی نہیں ہے

جس رنگ میں دیکھو اُسے وہ پردہ نشیں ہے
اور اُس پہ یہ پردہ ہے کہ پردہ ہی نہیں ہے

ہر ایک مکاں میں کوئی اس طرح مکیں ہے
پوچھو تو کہیں بھی نہیں دیکھو تو یہیں ہے

نزدیک ہو یا دور جہاں تم ہو وہیں ہے
عاشق وہی عاشق ہے جو مجبور نہیں ہے

یہ دل ہے ترا دل مجھے کیا تابِ تصرف
تو دیکھ لے جو چیز جہاں پر تھی وہیں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

میری ہی طرح وہ بھی نہ ہو ہجر میں بیتاب — ہر سانس کے ساتھ آج اک آوازِ حزیں ہے
اس طرح نہ ہوگا کوئی عاشق بھی تو پابند — آواز جہاں دو اُسے وہ شوخ وہیں ہے
مجھ سے کوئی پوچھے ترے ملنے کی ادائیں — دنیا تو یہ سمجھی ہے کہ ممکن ہی نہیں ہے
کیا ذوق ہے کیا شوق ہے کیا ربط ہے کیا ضبط — سجدے ہی جبیں میں کبھی سجدہ میں جبیں ہے
ہر لحظہ نیا جلوہ، نئی آن، نئی شان — میری نگہِ شوق بھی کیا شوخ حسیں ہے
میں بے اثرِ جذبِ محبت ہی سہی، لیکن — کیا کم ہے وہ میرے لئے بیتاب نہیں ہے
میں اور ترے ہجرِ جفاکار کے صدقے — اس بات پہ جیتا ہوں کہ مرنے کا یقیں ہے
معلوم ہیں اس سحر نگاہی کے کرشمے — دنیا مرے نزدیک جو ہے بھی تو نہیں ہے
اِس بزمِ حقیقت کی حقیقت میں کہوں کیا — نغموں کا تلاطم تو ہے، آواز نہیں ہے

کس کس سے ترے عشق میں دامن کو چھڑاؤں
کونین ہے، اور ایک مری جانِ حزیں ہے

تڑپ کر دل انہیں تڑپا رہا ہے — قیامت پہ قیامت ڈھا رہا ہے
عجب عالم سا دل پر چھا رہا ہے — حسیں جیسے کوئی شرما رہا ہے
نگاہوں سے نگاہیں لڑ رہی ہیں — قطعہ — غرضِ دردِ محبت پا رہا ہے
پیامِ شوق کا اب پوچھنا کیا — برابر آ رہا ہے، جا رہا ہے
وہ زلفیں دوش پر بکھری ہوئی ہیں — جہانِ آرزو تھرا رہا ہے
گلے مل کر، وہ رخصت ہو رہے ہیں — محبت کا زمانہ آ رہا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ کچھ دل کو مرے سمجھا رہے ہیں — کچھ اُن کو دل مرا سمجھا رہا ہے
وہ خود تسکینِ خاطر کر رہے ہیں — مگر دل ہے کہ ڈوبا جا رہا ہے
ازل ہی سے چمن بندِ محبت — یہی نیرنگیاں دکھلا رہا ہے
کلی کوئی جہاں پر کھل رہی ہے — وہیں اک پھول بھی مرجھا رہا ہے
طبیعت ہے کہ ٹھہری جا رہی ہے — زمانہ ہے کہ گزرا جا رہا ہے
مری رودادِ غم وہ سن رہے ہیں — تبسم سا لبوں پہ آ رہا ہے
سنبھل بیٹھیں حریفانِ شہادت — زباں پر نامِ قاتل آ رہا ہے
غمِ دل کو، خدا آباد رکھے — نشاطِ سرمدی برسا رہا ہے
بلا ہے آج اذنِ باریابی — ہر اک پردہ اُٹھایا جا رہا ہے

جگر ہی کا نہ ہو افسانہ کوئی
در و دیوار کو حال آ رہا ہے

دلی کو جب دل سے راہ ہوتی ہے — آہ ہوتی ہے، واہ ہوتی ہے
جو بجائے خود، آہ ہوتی ہے — ہائے وہ کیا نگاہ ہوتی ہے
اک نظر دل کی سمت دیکھ تو لو — کیسی دنیا تباہ ہوتی ہے
حسنِ جاناں کی منزلوں کو نہ پوچھ — "ہر نفس" ایک راہ ہوتی ہے
کیا خبر تھی کہ عشق کے ہاتھوں — ایسی حالت تباہ ہوتی ہے
سانس لیتا ہوں دم اُلجھتا ہے — بات کرتا ہوں آہ ہوتی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جو اُلٹ دیتی ہے صفیں کی صفیں — اِک شکستہ سی آہ ہوتی ہے
یوں نہ پردہ کرو خدا کے لئے — دیکھو دُنیا تباہ ہوتی ہے
وقفۂ ہوشِ عشق آہ نہ پوچھ — فرصتِ یک نگاہ ہوتی ہے
آہ پیہم یہ تھا مدارِ حیات — وہ بھی اب گاہ گاہ ہوتی ہے
وہ بھی ہے اِک مقامِ عشق جہاں — ہر تمنا گناہ ہوتی ہے
وہ سرہانے کھڑے ہیں اور یہاں — رخصتِ اشک و آہ ہوتی ہے
حاصلِ حسن و عشق اُسے سمجھو — وہ جو پہلی نگاہ ہوتی ہے
ایک ایسا بھی وقت ہوتا ہے — مسکراہٹ بھی آہ ہوتی ہے
ہم سے پوچھو تو عشق کی بھی نگاہ — سخت کافر نگاہ ہوتی ہے
حسن کو بھی جو رنگ دیتی ہے — ایک سادہ نگاہ ہوتی ہے

دردِ بے وجہ کو نہ چھیڑ جگرؔ!
یہ خوشی گاہ گاہ ہوتی ہے

خار کو گل، اور گل کو خار جو چاہے کرے — تو نے جو چاہا کیا، اے یار! جو چاہے کرے
مست و بیخود، غافل و ہشیار، جو چاہے کرے — شوخیٔ طرزِ نگاہِ یار، جو چاہے کرے
اُس نے یہ کہہ کر دیا دل کو فریبِ جستجو — حشر تک اب عاشقِ ناچار جو چاہے کرے
تھا ابھی جلوہ، ابھی پردہ، ابھی کچھ بھی نہیں — آپ کی یہ حسرتِ دیدار جو چاہے کرے
ہر حقیقت حسن کی ہے، بے نیازِ اعتراف — اب کوئی اقرار یا انکار جو چاہے کرے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق کی چوٹ چل ہی جاتی ہے
آہ دِل سے نکل ہی جاتی ہے
خوب رو لے فراق میں اے دِل
کچھ طبیعت سنبھل ہی جاتی ہے
فطرتِ عشق لاکھ پتھر ہو
اِک نہ اِک دِن پگھل ہی جاتی ہے
موجِ خوں ہوں کہ موجِ بادہ ناب
جوش کھا کر اُچھل ہی جاتی ہے
ہم نے ایسی چلی، کہ بس توبہ
ورنہ آپس میں چل ہی جاتی ہے

کیا بتائیں، عشق ظالم! کیا قیامت ڈھائے ہے
یہ سمجھ لو جیسے دِل سینے سے نکلا جائے ہے
جب نہیں تم، تو تصور بھی تمھارا کیا ضرور
اس سے بھی کہہ دو! کہ یہ تکلیف کیوں فرمائے ہے
ہائے وہ عالم نہ پوچھو اضطرابِ عشق کا
یک بیک جس وقت کچھ کچھ ہوش سا آجائے ہے
کس طرف جاؤں؟ کدھر دیکھوں؟ کسے آواز دوں
اے ہجومِ نامرادی! جی بہت گھبرائے ہے

کُن کہتے ہی جلوہ کی یہ کثرت نظر آئی
اللہ کو اللہ کی صورت نظر آئی
جب دِل پہ نظر کی، تری صورت نظر آئی
آغوشِ محبت میں محبت نظر آئی
ہوگا تری محفل میں کوئی اور بھی جلوہ
مجھ کو تو محبت ہی محبت نظر آئی

ہر اِک سے بیگانہ بن رہے ہیں کسی کی جانب نظر نہیں ہے
خبر وہ رکھتے ہیں اس طرح سے کہ جیسے کوئی خبر نہیں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فراق بھی ہے، وصال بھی ہے، ہر ایک لمحہ، ہر ایک ساعت
فراق کیا ہے؟ وصال کیا ہے؟ جو کوئی پوچھے خبر نہیں ہے

تجھے نہیں مجھ سے ربط اصلاً یہ میں نے مانا، مگر یہ بتلا
مرے تصور میں کیوں ہے ایسا؟ تری توجہ اگر نہیں ہے

مری یہ ہستی، مری یہ طاقت، کہ تیر دلدوز عشق روکوں
مری طرف سے یہ کون ہے پھر؟ جو خود وہ سینہ سپر نہیں ہے

شباب میکش، جمال میکش، خیال میکش، نگاہ میکش
خبر وہ رکھیں گے کیا کسی کی؟ انھیں خود اپنی خبر نہیں ہے

نظر سے حسن وہ عالم گرا دیا تو نے / نہ جانے کون سا عالم دکھا دیا تو نے
جواب حسن طلب اور کیا دیا تو نے / تمام شکر و شکایت بنا دیا تو نے
فنائے عشق کو رنگ بقا دیا تو نے / حیات و موت کو یکجا دکھا دیا تو نے
ہزار جان گرامی فدا بایں نسبت / کہ میری ذات سے اپنا پتا دیا تو نے
یہ کیا کیا؟ کہ عطا کر کے عشق لامحدود / مجھے حریف مقابل بنا دیا تو نے
جمال حسن کی ہلکی سی اک لہر دوڑا کر / نفس نفس کو مرے جگمگا دیا تو نے
ہزار دل کو مٹا کر، دیا مجھے اک درد / اس ایک درد کو پھر دل بنا دیا تو نے
خوشا وہ دردِ محبت رہے وہ دل کہ جسے / ذرا سکون ہوا، گدگدا دیا تو نے
ہر ایک دل کو عطا کر کے مدعائے حیات / جگر کو اک دلِ بے مدعا دیا تو نے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

شوقِ گستاخ کا چہرے پہ اثر دیکھ نہ لے ۔ ڈر رہا ہوں کہ وہ سفّاک ادھر دیکھ نہ لے

اب تو خلوت میں بھی اٹھتی نہیں چہرے سے نقاب ۔ ڈر یہ ہے کوئی پسِ پردۂ در دیکھ نہ لے

عاشقوں کی نگہِ شوق کہیں تھکتی ہے ۔ دیکھتے ہی رہیں انکو وہ اگر دیکھ نہ لے

اب نظر خاک اٹھے، عزمِ نظر کے ہمراہ ۔ دل دھڑکتا ہے کہ وہ شوخ ادھر دیکھ نہ لے

بس تو اس چھپنے کے صدقے کہ یہ اب خود ہی انھیں
حسن کو عشق کی صورت میں جگر دیکھ نہ لے

دل کو اشکوہ ہے جو خالی کوئی کر دیتا ہے ۔ ساقی عیب پھر اس جام کو بھر دیتا ہے

مست ہوتا ہے یہ بیخود مجھے کر دیتا ہے ۔ درد اٹھ کر، تری آمد کی خبر دیتا ہے

تو نے ٹانکے جو دئے تھے، وہ مگر ٹوٹ گئے ۔ آج پھر خون ہر اک زخمِ جگر دیتا ہے

دیکھ سکتا نہیں، ساقی مری محرومی کو
جام خالی نہیں ہوتا ہے کہ بھر دیتا ہے

وہ کافر آشنا، نا آشنا، یوں بھی ہے اور یوں بھی
ہماری ابتدا تا انتہا، یوں بھی ہے اور یوں بھی!

تعجب کیا؟ اگر رسمِ وفا یوں بھی ہے اور یوں بھی
کہ حسن و عشق کا ہر مسئلہ، یوں بھی ہے اور یوں بھی!

کہیں ذرہ، کہیں صحرا، کہیں قطرہ، کہیں دریا
محبت اور اس کا سلسلہ، یوں بھی ہے اور یوں بھی!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ مجھ سے پوچھتے ہیں، ایک مقصد میری ہستی کا
بتاؤں کیا؟ کہ میرا مدعا، یوں بھی ہے اور یوں بھی

ہم اُن سے کیا کہیں؟ وہ جانیں اُنکی مصلحت جانے
ہمارا حال دل تو، برملا، یوں بھی ہے اور یوں بھی!

نہ پالینا ترا آساں، نہ کھو دینا ترا، ممکن
مصیبت میں یہ جانِ مبتلا، یوں بھی ہے اور یوں بھی

لگا دے آگ، او برقِ تجلّی، دیکھتی کیا ہے
نگاہِ شوق، ظالم، نارسا، یوں بھی ہے اور یوں بھی

الٰہی کس طرح عقل و جنوں کو ایک جا کر لوں
کہ منشائے نگاہِ عشوہ زا، یوں بھی ہے اور یوں بھی

مجازیؔ[1] سے جگرؔ کہہ دو! ارے او عقل کے دشمن
مُقر ہو، یا کوئی منکر، خدا یوں بھی ہے اور یوں بھی

ترے جمال حقیقت کی تاب ہی نہ ہوئی
ہزار بار نگہ کی مگر کبھی نہ ہوئی

تری خوشی سے اگر غم میں بھی خوشی نہ ہوئی
وہ زندگی تو محبت کی زندگی نہ ہوئی

کہاں وہ شوخ، ملاقات خود سے بھی نہ ہوئی
بس اک بار ہوئی، اور پھر کبھی نہ ہوئی

وہ ہم ہیں اہلِ محبت کہ جان سے دل سے
بہت بخار اُٹھے آنکھ شبنمی نہ ہوئی

---

[1] مجازی ایک لکھنوی فکر خدا کا تخلص ہے جو بدقسمتی یا خوش قسمتی سے میرے دوست بھی ہیں (جگر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ٹھہر ٹھہر دلِ بیتاب پیار تو کر لوں
اب اس کے بعد ملاقات پھر ہوئی نہ ہوئی

میرے خیال سے بھی آہ مجھکو بعد رہا
ہزار طرح سے چاہا برابری نہ ہوئی

ہم اپنی رندی و طاعت پہ کیا ناز کریں
قبول حضرتِ سلطاں ہوئی ہوئی نہ ہوئی

کوئی بڑھے نہ بڑھے ہم تو جان دیتے ہیں
پھر ایسی چشم توجہ ہوئی ہوئی نہ ہوئی

تمام حرف و حکایت، تمام دیدہ و دل
اس اہتمام پہ بھی شرح عاشقی نہ ہوئی

فسردہ خاطریٔ عشق، اے معاذ اللہ
خیال یار سے بھی کچھ شگفتگی نہ ہوئی

تری نگاہ کرم کو بھی آزما دیکھا
اذیتوں میں نہ ہوتی تھی کچھ کمی نہ ہوئی

کسی کی مست نگاہی نے ہاتھ تھام لیا
شریک حال جہاں میری بیخودی نہ ہوئی

صبا! یہ ان سے ہمارا پیام کہدینا
گئے ہو جب سے صبح و شام ہی نہ ہوئی

وہ کچھ سہی نہ سہی پھر بھی زاہد ناداں
بڑے بڑوں سے محبت میں کافری نہ ہوئی

ادھر سے بھی ہے سوا کچھ ادھر کی مجبوری
کہ ہم نے آہ تو کی ان سے آہ بھی نہ ہوئی

خیال یار سلامت تجھے خدا رکھے
ترے بغیر کبھی گھر میں روشنی نہ ہوئی

گئے تھے ہم بھی جگر جلوہ گاہِ جاناں میں
وہ پوچھتے ہی رہے ہم سے بات بھی نہ ہوئی

زخم وہ دل پہ لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے
اور چاہیں کہ چھپالیں تو چھپائے نہ بنے

ہائے بیچارگیٔ عشق کہ اس محفل میں
سر جھکائے نہ بنے آنکھ اٹھائے نہ بنے

یہ سمجھ لو کہ غم عشق کی تکمیل ہوئی
ہوش میں آکے بھی جب ہوش میں آئے نہ بنے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کس قدر حسن بھی مجبورِ کشاکش ہے کہ آہ   منہ چھپائے نہ بنے سامنے آئے نہ بنے

ہائے وہ عالمِ پُرشوق کہ جس وقت جگر!
اُس کی تصویر بھی سینے سے لگائے نہ بنے

یادِ جاناں بھی عجب رُوح فزا آتی ہے   سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے
میری جانب نگہِ ہوش رُبا آتی ہے   پھر وہی ظالم و مظلوم نما آتی ہے
جا بھی اے ناصحِ ناداں نہ کر اسکو بدنام   اِن جفاؤں ہی تو خوشبوئے وفا آتی ہے
مرگِ ناکامِ محبت، مری تقصیر معاف   زیست بن بن کے مرے حق میں قضا آتی ہے
نہیں معلوم وہ خود ہیں کہ محبت اُنکی   پاس ہی سے کوئی بیتاب صدا آتی ہے
ہم تو اِس سادگیِ حسن پہ اُس کے صدقے   نہ جفا آتی ہے جس کو نہ وفا آتی ہے

ہائے کیا چیز ہے یہ تکملۂ حسن و شباب
اپنی صورت سے بھی اب اُن کو حیا آتی ہے

کون یہ جانِ تمنا عشق کی منزل میں ہے   جو تمنا دل سے نکلی پھر جو دیکھا دل میں ہے
وہ کچھ اِس صورت سے آئے جلوہ دکھلاتے ہوئے   میں یہ سمجھا وسعتِ کونین میرے دل میں ہے
شاید اُٹھنے ہی کو ہے پردہ رخِ مقصود سے   آج حاصل کی سی عزت سعیِ لاحاصل میں ہے
اے میں قرباں واہ کیا کہنا ترا اعجازِ عشق   اِک سکونِ مستقل بھی اضطرابِ دل میں ہے
اُس شہیدِ ناز سے کیا خونبہا کا پوچھنا   جس کی رودادِ عمل دامنِ قاتل میں ہے
اٹھ گیا آخر محبت کا بھی پردہ اُٹھ گیا   اب میرے دل میں حسرت ہے نہ اُن کے دل میں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کیا کہیں خونِ دو عالم سے بھی اب بجھتی ہے پیاس — خونِ بسمل کی حرارت خنجرِ قاتل میں ہے
میں ہوا جب سے غریقِ موجِ طوفانِ خیزِ عشق — ڈوب مرنے کی تمنا سینۂ ساحل میں ہے
دیکھئے کرتی ہے کیا کیا اُنکی نظروں میں حقیر — یہ جو ظالم، اِک لہو کی بوند اب تک دل میں ہے

بیخودی منزل سے بھی کوسوں نکل آئی جگر!
جستجو آوارہ اب تک جادۂ منزل میں ہے

آئے زباں پہ رازِ محبت محال ہے — تم سے مجھے عزیز، تمھارا خیال ہے
دل تھا تری خیال سے پہلے چمن چمن — اب بھی روش روش ہے مگر پائمال ہے
کمبخت اِس جنونِ محبت کو کیا کروں — میرا خیال ہے نہ تمھارا خیال ہے

آنکھیں تو کھول، سر تو اُٹھا، دیکھ تو ذرا
کب سے جگر! وہ چاند سا چہرہ نڈھال ہے

محبت آپ اپنی ترجماں ہے — یہی خود چشم و دل، لفظ و بیاں ہے
نگاہوں میں بہارِ جاوداں ہے — جہاں میں ہوں، وہیں اب آشیاں ہے
محبت، دونوں جانب مہرباں ہے — کہ ہم اس سے، وہ ہم سے بدگماں ہے
وہ کب سے مضطرب ہیں اے غمِ عشق — خدا جانے، تیری غیرت کہاں ہے
ہماری رفعتوں کا پوچھنا کیا — جہاں ہم پاؤں رکھدیں آسماں ہے
کوئی آواز ہی دے، گم شدہ دل — کہاں ہے، او مرے یوسف! کہاں ہے
اگر تو ہے، تو اے جانِ دو عالم — یہاں ہر شے جواں ہے جاوداں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مرے سوزِ دروں کے مِل رہے ہیں — بحمد اللہ کہ دل آتش بجاں ہے
تماشا دیدنی ہے، دیکھ جاؤ — زبانِ شوق دِگلبانگ فغاں ہے
مُبارک باد، اے جذبِ محبّت — انھیں، اپنے پر اب، میرا گماں ہے
کسی کو اِک نظر ہی دیکھ تو لیں — اب اتنی بھی ہمیں جراءت کہاں ہے
ترے نقشِ قدم کا ذرّہ ذرّہ — عبادت گاہِ جانِ عاشقاں ہے
الٰہی، خیر کرنا! دیر سے پھر — بہت مضطر نگاہِ رازداں ہے
بھڑکا جاتا ہے دل جس سوزِ غم سے — جہنم میں یہ چنگاری کہاں ہے

جو پڑھ سکتا ہے، تو پڑھ لے غمِ دل
کہ اِن نظروں میں آج اِک داستاں ہے

کچھ اِس ادا سے آج وہ پہلو نشیں رہے — جبتک ہمارے پاس رہے ہم نہیں رہے
ایمان و کفر اور نہ دنیا و دیں رہے — اے عشق! شاد باش کہ تنہا ہمیں رہے
عالم جب ایک حال پہ قائم نہیں رہے — کیا خاک اعتبارِ نگاہ و یقیں رہے
میری زباں پہ شکوۂ دردِ آفریں رہے — شاید مرے حواس ٹھکانے نہیں رہے
جبتک الٰہی! جسم میں جانِ حزیں رہے — نظریں مری جوان رہیں دل حسیں رہے
یارب! کسی کے رازِ محبت کی خیر ہو — دستِ جنوں رہے نہ رہے آستیں رہے
تا چند جوشِ عشق میں دل کی حفاظتیں — میری بلا سے اب وہ جنونی کہیں رہے
جا اور کوئی ضبط کی دنیا تلاش کر — اے عشق! ہم تو اب ترے قابل نہیں رہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مجھ کو نہیں قبول دو عالم کی وسعتیں
قسمت میں کوئے یار کی دو گز زمیں رہے

اے عشق نالہ کش! تیری غیرت کو کیا ہوا
ہے ہے عرق عرق وہ تنِ نازنیں رہے

درد و غمِ فراق کے یہ سخت مرحلے
حیران ہوں میں کہ پھر بھی تم اتنے حسیں رہے

اللہ ری چشمِ یار کی معجز بیانیاں
ہر اک کو ہے گماں کہ مخاطب ہمیں رہے

ظالم اٹھا تو پردۂ وہم و گمان و فکر
کیا سامنے وہ مرحلہ ہائے یقیں رہے

ذات و صفاتِ حسن کا عالم نظر میں ہے
محدودِ سجدہ کیا مرا ذوقِ جبیں رہے

کس درد سے کسی نے کہا آج بزم میں
اچھا یہ ہے وہ ننگِ محبت نہیں رہے

سر دادگانِ عشق و محبت کی کیا کمی
قاتل کی تیغ تیز، خدا کی زمیں رہے

اس عشق کی تلافیٔ مافات دیکھنا
رونے کی حسرتیں ہیں جب آنسو نہیں رہے

دیکھ لے تو بھی کہ اب خیر نہیں جانوں کی
آج ہولی ہے ترے سوختہ سامانوں کی

چاہتے ہیں نہ رہے حدِ تعین کوئی
ہائے معصوم ضدیں عشق کے دیوانوں کی

بزمِ ساقی میں ذرا دیکھ تو چل کر زاہد
کیا بہاریں ہیں چھلکتے ہوئے پیمانوں کی

تیری نظروں کے تصدق تری آنکھوں کے نثار
انھیں پیمانوں سے ساقی! انھیں میخانوں کی

ابھی تکمیل کو پہنچی نہیں تعمیرِ جنوں
ابھی چلتی رہے دیوانوں سے دیوانوں کی

سب جسے کہتے ہیں ارمانوں کا پورا ہونا
میرے نزدیک یہی موت ہے ارمانوں کی

ہر طرف چھا گئے ارمانِ محبت بن کر
مجھ سے اچھی رہی قسمت مرے افسانوں کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق کا ہاتھ سے پیماں نہ جانے پائے — جان جائے مگر ایمان نہ جانے پائے

یہ نہیں دل کسی عنوان نہ جانے پائے — مگر اتنا ہے کہ آسان نہ جانے پائے

عشق کا رازِ جنوں عشق کی حد ہی تو ہے — دل گیا ہے تو گریباں نہ جانے پائے

بات تو جب ہے کہ تو لاکھ اُدھر رُخ نہ کرے — دل سے بچکر کوئی پیکاں نہ جانے پائے

صاف رکھ جان و دل و جسم کو آئینہ صفت — کہ وہ آئے تو پشیماں نہ جانے پائے

دل کو اب ہے یہ ضد حُسن کے ہر جلوے پر — گھر میں جو آئے وہ مہماں نہ جانے پائے

ہوش میں آ دلِ دیوانہ کہ تیری ہی طرح — کوئی حیران پریشاں نہ جانے پائے

داستانِ غمِ ہستی کو مکمل کر لے — ایک بھی عشق کا عنوان نہ جانے پائے

تیری محفل میں ہے اک سنگ محبت بھی ترا — دیکھنا ہو کے پشیماں نہ جانے پائے

اشک ہیں حاصلِ غم، غم ہے ودیعت اُسکی — باہر آنکھوں سے یہ طوفان نہ جانے پائے

حُسن سرگرم نوازش ہے مگر اے غمِ دل — رائگاں عشق کا احسان نہ جانے پائے

جان جائے کہ رہے دیکھ مری جانِ جگر!
عشق کی شان، تری آن نہ جانے پائے

اک لفظِ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے — سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے

یہ کس کا تصور ہے؟ یہ کس کا فسانہ ہے — جو اشک ہے آنکھوں میں تسبیح کا دانا ہے

دل سنگِ ملامت کا ہر چند نشانہ ہے — دل پھر بھی مرا دل ہے، دل ہی تو زمانہ ہے

ہم عشق کے ماروں کا، اتنا ہی فسانہ ہے — رونے کو نہیں کوئی ہنسنے کو زمانہ ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ اور وفا دشمن، مانیں گے نہ مانا ہے — سب دل کی شرارت ہے آنکھوں کا بہانا ہے
شاعر ہوں میں شاعر ہوں میرا ہی زمانا ہے — فطرت مرا آئینہ، قدرت مرا شانا ہے
جو اُن پہ گزرتی ہے کس نے اسے جانا ہے — اپنی ہی مصیبت ہے، اپنا ہی فسانا ہے
کیا حسن نے سمجھا ہے، کیا عشق نے جانا ہے — ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانا ہے
آغازِ محبت ہے، آنا ہے نہ جانا ہے — اشکوں کی حکومت ہے آہوں کا زمانا ہے
آنکھوں میں نمی سی ہے چپ چپ سے وہ بیٹھے ہیں — نازک سی نگاہوں میں نازک سا فسانا ہے
ہم درد بدل نالاں، وہ دست بدل حیراں — اے عشق! تو کیا ظالم! تیرا ہی زمانا ہے
یا وہ تھے خفا ہم سے یا ہم ہیں خفا اُن سے — کل اُن کا زمانا تھا آج اپنا زمانا ہے
اے عشق جنوں پیشہ! ہاں عشق جنوں پیشہ — آج ایک ستمگر کو ہنس ہنس کے رلانا ہے
تھوڑی سی اجازت بھی، اے بزم گہِ ہستی — آنکلے ہیں، دم بھر کو رونا ہے رلانا ہے
یہ عشق نہیں آساں، اتنا ہی سمجھ لیجے — اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے مرنا ہے
بلکہ خود حسن و شباب اُن کا کیا کم ہے رقیب اپنا — جب دیکھیے اب وہ ہیں، آئینہ ہے شانا ہے
ہم عشقِ مجسم ہیں لب تشنہ و مستسقی — دریا کو طلب کیسی؟ دریا کو رلانا ہے
تصویر کے دو رخ ہیں جاں اور غمِ جاناں — اک نقش چھپانا ہے اک نقش دکھانا ہے
یہ حسن و جمال اُن کا، یہ عشق و شباب اپنا — جینے کی تمنا ہے، مرنے کا زمانا ہے
مجھ کو اسی دھن میں ہے ہر لحظہ بسر کرنا — اب آئے، وہ اب آئے، لازم انھیں آنا ہے

۱؎ اگرچہ اس شعر کا اندازِ بیان لکھنوی ہے لیکن مفہومِ شعری واقعیت کے ساتھ نہایت درجہ نازک (جگر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خودداری محرومی، محرومی خودداری — اب دل کو خدا رکھے اب دل کا زمانہ ہے
اشکوں کے تبسم میں آہوں کے ترنم میں — معصوم محبت کا معصوم فسانہ ہے
آنسو تو بہت سے ہیں آنکھوں میں جگر لیکن
بندھ جائے سو موتی ہے رہ جائے سو دانہ ہے

عشق ہے نصف الحقیقت کیوں پشیماں کیجیے — یعنی ہم پر رحم کر کے خود پہ احساں کیجیے
کب تک آخر مشکلاتِ شوق آساں کیجیے — اب محبت کو محبت ہی پہ قرباں کیجیے
چاہتا ہے عشق رازِ حسن عریاں کیجیے — یعنی خود کھو جائیے ان کو نمایاں کیجیے
آپ کے دشمن رہیں وقفِ خلش صرفِ تپش — آپ کیوں غمخواریٔ بیمارِ ہجراں کیجیے
حسن کی رسوائیاں بھی حسن سے کچھ کم نہیں — ہو سکے تو مثلِ بوئے گل پریشاں کیجیے
پھر جنوں سامانیوں میں کچھ کمی سی آچلی — آج پھر برہم مزاجِ حسنِ جاناں کیجیے
آپ کیوں شرمائے کیا آپ کا دامن ہی پاک — ہم گنہگارِ محبت ہیں پشیماں کیجیے
دل پہ جو گزری سو گزری عشق کی ضد ہی سہی — آج اتنا چھیڑیئے ان کو کہ گریاں کیجیے
سرسری آپ اک نگاہِ بے محابا ڈال کر — عمر بھر کے واسطے ممنونِ احساں کیجیے
اللہ اللہ سنتے ہیں تم ہو رگِ جاں سے قریب — اب تو ہر نشتر کو پیوستِ رگِ جاں کیجیے
شانِ رحمت کو نہیں درکار کوئی پیشکش
احتیاطاً اکتسابِ کفر و ایماں کیجیے

خاطرِ عشق الم کوش ہوئی جاتی ہے — زندگی خوابِ فراموش ہوئی جاتی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حیرت جلوہ، ہم آغوش ہوئی جاتی ہے — آنکھ نظارہ فراموش ہوئی جاتی ہے
شوقِ چالاک کہاں، جرأت بیباک کہاں — یاس آغوش در آغوش ہوئی جاتی ہے
وہ خلش جس سے تھا ہنگامۂ ہستی برپا — وقفِ بیتابیٔ خاموش ہوئی جاتی ہے
وہی مستی کہ سماتی ہی نہ تھی عالم میں — غرق اک ساغر سرجوش ہوئی جاتی ہے
وہی اک شورشِ دل تنگ تھی جس کو کونین — وہی اب معتکفِ ہوش ہوئی جاتی ہے
ایک منظر ہے کہ آنکھوں میں کھنچا آتا ہے — ایک دنیا ہے کہ روپوش ہوئی جاتی ہے
ایک جانب نگہِ خاص سے ہے اذنِ جنوں — اک طرف مرحمت ہوش ہوئی جاتی ہے
نگہِ شوق کہاں ہے؟ یہ تماشا کیا ہے؟ — جیسے ہر شے لب خاموش ہوئی جاتی ہے
ہائے وہ سرخوشیٔ عشق کہ تھی جزوِ حیات — کس قدر زود فراموش ہوئی جاتی ہے
یا تو ہی موت کہ تھی خادمۂ زیست کبھی — یا وہی ہے کہ ہم آغوش ہوئی جاتی ہے
اف وہ پروانے کہ سمٹے ہی چلے آتے ہیں — ہائے وہ شمع کہ خاموش ہوئی جاتی ہے
عشق کی قسمت محروم، الٰہی توبہ — یادِ جاناں بھی فراموش ہوئی جاتی ہے
بال کھولے ہوئے یہ کون چلا آتا ہے — بزمِ دل محشرِ خاموش ہوئی جاتی ہے
مجھ گنہگار کو شکوہ ہے تری رحمت کا — کیوں خطا بخش خطاپوش ہوئی جاتی ہے

یادِ ایام کہ جب پوچھے کہتے تھے جگر!
دعوتِ چشم و لب گوش ہوئی جاتی ہے

دل میں غم ہو نزع کا ہنگام ہے — کچھ سحر کا وقت ہے کچھ شام ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق ہی خود عشق کا انعام ہے — واہ کیا آغاز کیا انجام ہے
حسن ہے، نغمہ ہے، مے ہے جام ہے — اب کہاں اے گردشِ ایام ہے
کیا اسی کو کہتے ہیں آئینِ حسن — جو تمہارا ہو گیا ناکام ہے
پینے والے ایک ہی دو ہوں تو ہوں — مفت سارا مے کدہ بدنام ہے
درد و غم دل کی طبیعت بن چکے — اب یہاں آرام ہی آرام ہے
عشق کے ہاتھوں تری سرکار سے — مل گیا جو کچھ وہی انعام ہے
پی رہا ہوں آنکھوں آنکھوں میں شراب — اب نہ شیشہ ہے نہ کوئی جام ہے
دیکھ لینا عشق کی بھی نخوتیں — حسن کی برہم مزاجی عام ہے
وہ سراپا ناز، اُن سے کیا گلہ — تجھ سے شکوہ گردشِ ایام ہے
ہوشیار او شکوہ سنجِ زندگی — زندگی، انعام ہی انعام ہے
حسن سے ہیں عشق کی رسوائیاں — بادہ جب تک ہے فروغِ جام ہے
کیجیے کیا دورِ شرحِ زندگی — کچھ سحر کچھ دوپہر کچھ شام ہے
ایک بوسہ اُس لبِ جاں بخش کا — عمر بھر کے واسطے انعام ہے
ہوشیار، او کامیابِ زندگی — زندگی ناکامیوں کا نام ہے

کیا جگرؔ سے آپ بھی واقف نہیں
ایک ہی تو رندِ مے آشام ہے

آئینے میں عشق کی تاثیر پنہاں دیکھئے — میری صورت، اپنی صورت سے نمایاں دیکھئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بے تکلف ہر طرف تصویرِ جاناں دیکھئے — میری آنکھوں سے جمالِ شامِ ہجراں دیکھئے

دل کی ہستی بیش از یک شیشۂ ساعت نہیں
اس میں جو کچھ دیکھئے تقویمِ دوراں دیکھئے

پھر وہ ہم سے خفا ہے کیا کہئے — زندگی بے حیا ہے کیا کہئے
دل بھلا یا بُرا ہے کیا کہئے — آپ کا نقشِ پا ہے کیا کہئے
چاندنی ہے ہوا ہے کیا کہئے — مفلسی کیا بلا ہے کیا کہئے
بندگی جس کی ہے فقط رونا — وہ ہمارا خدا ہے کیا کہئے
انتہا کے ہیں عشق میں صدمے — اور ابھی ابتدا ہے کیا کہئے
شوقِ بے انتہا کے پردے میں — کون ہنگامہ زا ہے کیا کہئے
حسن جتنا ہے جنگ جو ظالم — عشق اس سے سوا ہے کیا کہئے
دل میں پنہاں ہے اک لطیف خلش — صورتِ التجا ہے کیا کہئے
پھر وہی سرِ حشر ہیں وہی جلوے — پھر وہی سامنا ہے کیا کہئے
ابھی پابند ہے ابھی آزاد — عشق کا دل بھی کیا ہی کیا کہئے
پردہ رکھ لیتے ہم زمانے سے — آنکھ پہچانتا ہے کیا کہئے
پوچھتے ہیں مزاجِ دل ہم سے — ایک ہی خود نما ہے کیا کہئے
شورشِ بیخودیِ شوق نہ پوچھ — کس طرف کی ہوا ہے کیا کہئے
عشق تو عشق حسن سے بیزار — دل کو کیا ہو گیا ہے کیا کہئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

شوق سرتاقدم نگاہ و زباں   وہ مجسّم حیا ہے، کیا کہئے

آج حالِ دلِ تباہ جگرؔ!
ہم نے کیونکر سُنا ہے، کیا کہئے

کچھ جو پشیمانِ جفا ہو گئے   اور وہ گھبرا کے خفا ہو گئے
نالۂ دل خاک رسا ہو گئے (قطعہ) آئے وہ آتے ہی جدا ہو گئے
کچھ نہ سُنا اور یونہیں چل دیئے   کچھ نہ کہا اور خفا ہو گئے
اور بھی اس عشق میں کچھ سانحات   دل کی ہلاکت کے سوا ہو گئے
اُن کا اُدھر گوشۂ دامن بڑھا   تنگ اِدھر بندِ قبا ہو گئے
وہ بھی، جو تھے منکرِ آئینِ عشق   سُنتے ہیں پابندِ وفا ہو گئے
ہم سے نظر پھیر لی، اُس شوخ نے   ہم بھی ہیں انسان خفا ہو گئے
ہم کو گرفتارِ بلا دیکھ کر   وہ بھی گرفتارِ بلا ہو گئے
کچھ مرے چہرے سے کھُلے رازِ عشق   کچھ تری نظروں سے ادا ہو گئے
ڈھونڈھ کے اب لائیے کیونکر اُنھیں   ہائے وہ نالے، کہ رسا ہو گئے

چپ ہیں وہ یوں سُن کے مری عرضِ شوق
جیسے کہ سچ مچ ہی خفا ہو گئے

سب پہ تو مہربان ہے پیارے   کچھ ہمارا بھی دھیان ہے پیارے
آ، کہ تجھ بن بہت دنوں سے یہ دل   ایک سُونا مکان ہے پیارے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو جہاں ناز سے قدم رکھدے — وہ زمین آسمان ہے پیارے
مختصر ہے یہ شوق کی روداد — ہر نفس داستان ہے پیارے
اپنے جی میں ذرا تو کر انصاف — کب سے نامہربان ہے پیارے
صبر ٹوٹے ہوئے دلوں کا نہ لے — تو یونہی دھان پان ہے پیارے
ہم سے جو ہو سکا سو کر گزرے — اب ترا امتحان ہے پیارے
مجھ میں تجھ میں تو کوئی فرق نہیں — عشق کیوں درمیان ہے پیارے

کیا کہے حالِ دلِ غریب جگر
ٹوٹی پھوٹی زبان ہے پیارے

جب سے تو مہربان ہے پیارے — اور دل بدگمان ہے پیارے
اس کی باتوں میں تو نہ آجانا — عشق جادو بیان ہے پیارے
تو کہاں؟ یہ غریب خانہ کہاں — وہم ہے یا گمان ہے پیارے
صدقے تیری نوازشوں کے مگر — سخت تر امتحان ہے پیارے
ان دنوں دل کے رنگ ڈھنگ نہ پوچھ — کچھ عجب آن بان ہے پیارے
سچ بتا اس میں کوئی بات بھی ہے — یا یونہیں مہربان ہے پیارے
وہ بھی ہلکی سی اک نگاہِ کرم — دل بہت ناتوان ہے پیارے

تیرا دیوانہ غریب جگر!
فخرِ ہندوستان[1] ہے پیارے

[1] اس اعلان نون کو میں جائز سمجھتا ہوں (جگر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق کی داستان ہے پیارے — اپنی اپنی زبان ہے پیارے
کل تک اے درد! یہ تپاک نہ تھا — آج کیوں مہربان ہے پیارے
سایۂ عشق سے خدا ہی بچائے — ایک ہی قہرمان ہے پیارے
اس کو کیا کیجیے جو لب نہ کھلیں — یوں تو منہ میں زبان ہے پیارے
یہ تغافل بھی ہے نگہ آمیز — اس میں بھی ایک شان ہے پیارے
جس نے اے دل دیا ہے اپنا غم — اس سے تو بدگمان ہے پیارے
دل کا عالم نگاہ کیا جانے — یہ تو صرف اک زبان ہے پیارے
میرے اشکوں میں اہتمام نہ دیکھ — عاشقی کی زبان ہے پیارے
ہم زمانے سے انتقام تو لیں — اک حسیں درمیان ہے پیارے
عشق کی ایک ایک نادانی — علم و حکمت کی جان ہے پیارے
تو نہیں میں ہوں میں نہیں تو ہے — اب کچھ ایسا گمان ہے پیارے
کہنے سننے میں جو نہیں آتی — وہ بھی اک داستان ہے پیارے
رکھ قدم پھونک کر ناداں — ذرے ذرے میں جان ہے پیارے
کس کو دیکھے ہی دل کو چوٹ لگی — کیوں یہ اتری کمان ہے پیارے
تیری برہم خرامیوں کی قسم — دل بہت سخت جان ہے پیارے

ہاں ترے عہد میں جگر کے سوا
ہر کوئی شادمان ہے پیارے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

درد بڑھ کر فغاں نہ ہو جائے / یہ زمیں آسماں نہ ہو جائے
پھر کوئی مہرباں نہ ہو جائے / سعیٔ غم رائیگاں نہ ہو جائے
دور ہے عرصۂ عدم آباد / کم کوئی ناتواں نہ ہو جائے
دل کو دے دیجئے، جو لینا ہے / پھر یہ سودا گراں نہ ہو جائے
آسماں کو نہ دیکھئے تن کر / پھر یہ بوڑھا جواں نہ ہو جائے
ڈر ہے مجھ کو کہ میری عرضِ سکوت / آپ ہی کی زباں نہ ہو جائے
دردِ دل کیا ہی میہماں ہے اگر / اشک بن کر رواں نہ ہو جائے
موت سے ڈر نہیں مگر ہے یہ وہم / عشق بے خانماں نہ ہو جائے
دل میں ڈوبا ہوا ہے جو نشتر / میرے دل کی زباں نہ ہو جائے
نعمتوں سے بڑا ہے دردِ حبیب / کہیں آرامِ جاں نہ ہو جائے
عشق اپنی خوشی سے کون کرے / عشق اگر ناگہاں نہ ہو جائے
آہ کیجے، مگر لطیف ترین / لب تک آ کر دھواں نہ ہو جائے
عشق کر ہی چکا تھا اپنا کام / دل اگر درمیاں نہ ہو جائے
عشق میں جتنے بدگماں ہیں ہم / یوں کوئی بدگماں نہ ہو جائے
آہ، اک تیر ہی سہی لیکن / آشنائے کماں نہ ہو جائے
خاک سیرابیٔ بہار، اگر / آنکھ شبنم فشاں نہ ہو جائے
حسن کا آئینہ تو دل ہے مگر / یہی خود درمیاں نہ ہو جائے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تا کجا انتظارِ خلد جگر!
حور اک دن یہاں نہ ہو جائے

ادا جو آئے وہ بے عیب بے قصور آئے
خدا وہ دن نہ کرے آپکو غرور آئے

نکل کے عشق جو حدِ ادب سے دور آئے
ادھر سے کعبہ چلے اس طرف سے طور آئے

ذرا تو آنکھ کھلے، عقل میں شعور آئے
ہم اپنے آپ میں آئیں تو وہ ضرور آئے

جسے ذرا بھی غمِ عشق پر غرور آئے
ترے حضور نہ جائے مرے حضور آئے

چلوں میں راہِ محبت میں بے نیازانہ
مری بلا سے اگر وہ بھی ناصبور آئے

خود اپنی منزلِ دل محو ہوتی جاتی ہے
نظر میں جب سے مقاماتِ دور دور آئے

نہیں وہ شوق سے تنہا، مگر یہ کیا ممکن
ہمیں سرور نہ آئے، انھیں سرور آئے

ہزار سجدے کرے رات رات بھر زاہد
جو دل ہی صاف نہ ہو کیا جبیں پہ نور آئے

زمانے تک تری گلیوں کی خاک چھانی ہے
مری نگاہ میں کیا جلوہ گاہِ طور آئے

کسی کی مست خرامی کا واہ کیا کہنا
کہ جیسے حافظِ شیراز چور چور آئے

الٰہی! جذبِ محبت کی بخش دے تقصیر
وہ آج دستِ بدل بخت ناصبور آئے

مری طرف سے بھی اے کاروانِ شوق سلام
کہیں جو راہِ طلب میں مقامِ طور آئے

انھیں ہی عشق سے چشمک مگر یہ کون کہے
وہ خود حسین ہیں اسکو نہ کیوں غرور آئے

عجیب چیز ہے میخانہ، تصور بھی
یہاں سے ہوش میں پہنچے وہاں سے چور آئے

نظر ہی اپنی نہ اب دل ہی رہ گیا اپنا
سزا ملی ہے کہ ہم کیوں ترے حضور گئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اجل جو آتی ہے آئے، مگر اسی صورت
کہ جیسے زلفِ پریشان و رنگِ چہرہ آئے

مجاز ہو کہ حقیقت، یہاں تو حال یہ ہے
ترے حضور سے اُٹھے، ترے حضور آئے

درِ حبیب سے ہم کو ملا ہے سکونِ دل کیا کیا
جہاں سے لوگ بہت ہو کے ناصبور آئے

ہزار بار لکھے تو بہار، نامۂ شوق
ترے بلائے جگر آئے، وہ ضرور آئے

پسینہ محبت کا بن کر نہ کیوں لہو آئے
ارے غضب کہ یونہی برہنہ تو آئے

کرے نہ کام جو بلبل کا نالۂ خونیں
نہ غنچے نیند سے چونکیں، نہ رنگ و بو آئے

دیا ہے عشق نے وہ مرتبہ بحمد اللہ
کہ آنکھ تک نہ اٹھاؤں اگرچہ تو آئے

کیا گھڑی ہے کیا سماں ہے کس غضب کا جوش ہے
عشق کی بیتابیاں ہیں حسن کا آغوش ہے

وجد میں ہے مطربِ غم، کل فضا خاموش ہے
تیرتے پھرتے ہیں نغمے، بزمِ جاں بیہوش ہے

کیسے کیسے مست صہبائے محبت کٹ مرے
او نشیلی آنکھ والے! کچھ تجھے بھی ہوش ہے

ایک دل ہی سینۂ عاشق میں لیکن الاماں
ایک قطرہ ہی، مگر ایسا کہ دریا نوش ہے

دیدۂ یار بھی پرنم ہے خدا خیر کرے
آج کچھ اور ہی عالم ہے خدا خیر کرے

حشر میں حشر کا عالم ہے خدا خیر کرے
چشمکِ خلد و جہنم ہے خدا خیر کرے

اِس طرف غیرتِ خورشیدِ جہاں اور اُدھر
زعمِ خودداریِ شبنم ہے خدا خیر کرے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دل ہی پہلو میں کہ مچلا ہی چلا جاتا ہے — اور وہ خود بھی برہم ہی خدا خیر کرے
راز بیتابیٔ دل کچھ نہیں کھلتا لیکن — کل ہی درد آج بہت کم ہی خدا خیر کرے

حسن ہر گام پہ ہے سایہ فگن، دام فگن
عشق آزادِ دو عالم ہے خدا خیر کرے

عاشقی امتیاز کیا جانے — فرقِ ناز و نیاز کیا جانے
نگہ شوق کی ہے سب تحریک — حسن تمہیدِ ناز کیا جانے
ہم سمجھتے ہیں راز رامش و رنگ — زاہدِ پاک باز کیا جانے
ناخنِ عشق کتنے ٹوٹ گئے — گرہِ نیم باز کیا جانے
ہیچ ہے سب نیک و بد ہمیں سے ہے — گردشِ چشم باز کیا جانے
مسلکِ آشتیٔ دیدہ و دل — شوقِ ہنگامہ ساز کیا جانے
شیخ پندارِ عشق سمجھا ہے — نازِ اہلِ نیاز کیا جانے
غیرتِ بندگی و ناچاری — کوئی بندہ نواز کیا جانے
آئینہ کی نزاکتیں ہے ہے — دستِ آئینہ ساز کیا جانے
آنکھ جو دیکھتی ہے، دیکھتی ہے — دل کے راز و نیاز کیا جانے
سینۂ نے پہ جو گزرتی ہے — وہ لبِ نے نواز کیا جانے
کثرتِ جلوہ و ہجومِ نظر — عشقِ وحدت طراز کیا جانے
حسن کی دل گدازیاں توبہ — عشق یہ سوز و ساز کیا جانے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ حقیقت کہ جو گزرتی ہے — لبِ افسانہ ساز کیا جانے
ہائے گل کاریاں محبت کی — دامنِ پاکباز کیا جانے

وہ رہِ راہِ بے خودی ہے جگرؔ
وہ نشیب و فراز کیا جانے

دل گیا رونقِ حیات گئی — غم گیا ساری کائنات گئی
دل دھڑکتے ہی پھر گئی وہ نظر — لب تک آئی نہ تھی کہ بات گئی
دن کا کیا ذکر تیرہ بختوں میں — ایک رات آئی ایک رات گئی
تیری باتوں سے آج تو واعظ — وہ جو تھی خواہشِ نجات گئی
اُن کے بہلائے بھی نہ بہلا دل — رائگاں سعیِ التفات گئی
مرگِ عاشق تو کچھ نہیں لیکن — اِک مسیحا نفس کی بات گئی
اب جنوں آپ ہے گریباں گیر — اب وہ رسمِ تکلفات گئی
ہم نے بھی وضعِ غم بدل ڈالی — جب سے وہ طرزِ التفات گئی
ترکِ الفت بہت بجا ناصح — لیکن اس تک اگر یہ بات گئی
ہاں مزے لوٹ لے جوانی کے — پھر نہ آئے گی یہ جو رات گئی
ہاں سرشاریاں جوانی کی — آنکھ جھپکی ہی تھی کہ رات گئی
جلوۂ ذات اے معاذ اللہ — تابِ آئینۂ صفات گئی
نہیں ملتا مزاجِ دل ہم سے — غالباً دور تک یہ بات گئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قیدِ ہستی سے کب نجات جگرؔ!
موت آئی اگر حیات گئی

عشق ہی تنہا نہیں شوریدہ سر میرے لیے
حسن بھی بیتاب ہے اور کس قدر میرے لیے

ہاں مبارک اب معراجِ نظر میرے لیے
جس قدر وہ دور تر نزدیک تر میرے لیے

کھیل ہے بازیچۂ شام و سحر میرے لیے
دو گلِ بازی ہیں شمس و قمر میرے لیے

وقف ہے صیاد کی اک اک نظر میرے لیے
ہاں مبارک یہ شکستِ بال و پر میرے لیے

گرم ہے ہنگامۂ شام و سحر میرے لیے
رات دن گردش میں ہیں شمس و قمر میرے لیے

میں ہوں وحشی آہ کس صحرائے آفت خیز کا
ہے گلِ ویرانہ بھی بیگانہ تر میرے لیے

اس مقامِ عشق میں ہوں مرحبا اے بیخودی
ذرہ ذرہ ہے جہاں گرمِ سفر میرے لیے

جذب ہو کر رہ گیا ہوں میں جمالِ دوست میں
عشق ہے تابندہ تر پایندہ تر میرے لیے

میں نہیں کہتا کہ میں ہوں تو ہو تیری جلوہ گر
ہاں مگر سب سے جدا خاص اک نظر میرے لیے

اللہ اللہ میں بھی کیا نازک دماغِ عشق ہوں
نکہتِ گل بھی ہے وجہِ دردِ سر میرے لیے

پھر بھی آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں اک سہارا ناز کو
میں نے مانا کچھ نہیں حدِ نظر میرے لیے

رہروِ راہِ طلب کو خضر کی حاجت نہیں
ذرہ ذرہ ہے چراغِ رہ گزر میرے لیے

اپنے دل میں جا جو تیرے بن سما سکتا نہیں
میرا ہر ہر سانس ہے زنجیرِ در میرے لیے

مجھ کو جنت ہی جو دینا ہے تو یارب بخش دے
بس یہی دامانِ تر[1] چشمانِ تر میرے لیے

---

[1] کہ چشمانِ دل مبین جز دوست (سعدی) یہ لفظ متروک کر دیا گیا ہے لیکن میں جائز سمجھتا ہوں (جگرؔ)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ترکِ مے سے اور بھی میں تو شرابی بن گیا
روز آجاتا ہے مینائے سحر[1] میرے لئے

جس نے زاہد سے بھی کافر کے اُڑا ڈالے ہیں ہوش
اس سے بھی کچھ اور ساقی تیز تر میرے لئے

وہ مرا ساغر بکف ہونا پشیمانی کے ساتھ
ابرِ رحمت کا وہ اُٹھنا جھوم کر میرے لئے

کل شبِ مہتاب میں اک بلبلِ آفت نوا
مرکزِ غم بن رہا تھا رات بھر میرے لئے

ناگہاں لب ہائے برگِ گل سے یہ آئی ندا
نالے کرنا ہے عبث اے بےخبر میرے لئے

میں بھی ہوں اپنی جگہ خونیں جگر خونیں کفن
تو نہ اپنی جان کھو اے مشتِ پر میرے لئے

بس یہ سننا تھا کہ پائے گل پہ گر کر مر مٹا
بن گیا اک نقشِ عبرت عمر بھر میرے لئے

زندگی اک تہمتِ بیجا ہے میری ذات پہ
موت اک الزامِ ناجائز جگر میرے لئے

میں تو ہر حالت میں خوش ہوں لیکن اُس کا کیا علاج
ڈبڈبا آتی ہیں وہ آنکھیں جگر میرے لئے

نگاہِ شوق جگر وقفِ چار سو کیا ہے
جو دل حسیں ہے تو دنیائے رنگ و بو کیا ہے

خبر نہیں مجھے میں کیا ہوں آرزو کیا ہے
کسی نے جب سے یہ سمجھا دیا کہ تو کیا ہے

جو دل میں ڈوب نہ جائے وہ گفتگو کیا ہے
جو چھا نہ جائے وہ پیغامِ آرزو کیا ہے

یہ چپکے چپکے دل و جاں سے گفتگو کیا ہے
یہ چھیڑ چھاڑ یہ اندازِ آرزو کیا ہے

یہی خبر نہیں اے وائے عشق و محرومی
کہ آرزو کسے کہتے ہیں جستجو کیا ہے

---

[1] شرابی عموماً آخر شب تک پیتے پیتے بدمست ہو کر سو جاتا ہے اور دن چڑھے اس لئے صبح صادق کے نشہ پاش منظر سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ ترکِ مے کے بعد اس لطیف منظر سے متاثر ہوتے رہنا بھی کچھ کم نہیں (جگر)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پارہائے جگر

آج ایسا نگہِ مست کا اک وار ہوا
دل کا کیا ذکر سنبھلنا مجھے دشوار ہوا

وہی ہے عشق، وہی حسن ہے، وہی سب کچھ
مگر کسی سے کسی کا جواب ہو نہ سکا

اب کیا کریں اے جوشِ طلب تیری قسم اور
بڑھتا ہے اگر شوق تو رکتے ہیں قدم اور

مُطر نیں غمِ عشق کے ہیں تازہ ستم اور
اب دیکھئے کیا ہو کہ نہ تم اور نہ ہم اور

عشق کی! اللہ ری آتش کاریاں
خون کی بوندیں ہیں یا چنگاریاں

قتل گہ میں آج ہولی ہے جگر!
چل رہی ہیں خون کی پچکاریاں

شکوہ تو کیا ہو نہ سکی آہ تک
ہمتِ اربابِ وفا، کچھ نہیں

لطف سے کچھ اس نے کہا زیر لب
میں نے جو پوچھا تو کہا کچھ نہیں

ئے وائے ساکن پر یقیناً اعتراض کیا جا سکتا ہے لیکن اس قسم کے اعتراضات محض قدامت پرستی کی بناء پر ہونگے۔ صاحبانِ فکر و نظر اس دنیا سے کبھی کے آگے بڑھ چکے ہیں۔ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یونہی حیران پریشان روز صبح و شام رہتے ہیں
جنونِ عشق کے مارے کہیں آرام کرتے ہیں

ہجوم آرزو، شوقِ فراواں، درد بیتابی
وہ جس پر چاہتے ہیں اُس پہ یوں اکرام کرتے ہیں

اک جگہ بیٹھ کے پی لوں مرا دستور نہیں
میکدہ تنگ بنا دوں مجھے منظور نہیں

قیدِ آدابِ محبت مجھے منظور نہیں
عشق دستور ہے خود عشق کا دستور نہیں

برقِ غیرت مری ہستی کو جلا دے تسلیم
چھپ کے پردہ میں رہے حسن یہ منظور نہیں

کیا انا الحق کا ترانہ کہ اب اس دنیا میں
رسن و دار نہیں شبلی و منصور نہیں

تجھی میں ہے جگر اک حسنِ معتبر پنہاں
بہار در بر و میخانہ در نظر پنہاں

بہت اشارۂ مبہم مگر لطیف ترین
ہزار ہا نگہ ملتفت مگر پنہاں

جگر کو درسِ حقیقت بہت دیئے واعظ
وہ بے خبر تو بظاہر ہے باخبر پنہاں

دل ہے قدموں پہ کسی کے سر جھکا ہو یا نہ ہو
بندگی تو اپنی فطرت ہے خدا ہو یا نہ ہو

یہ جنوں بھی کیا جنوں ہے یہ حال بھی کیا حال ہے
ہم کہے جاتے ہیں کوئی سن رہا ہو یا نہ ہو

عبث دہر کاری ہے عشق میں اہلِ فنا تجھکو
مجسم زندگی ہوں چھو نہیں سکتی قضا مجھکو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جلوہ وہ کونسا ہے؟ جو صورت کشا نہ ہو — اے اعتبارِ شوق! جو تو ہو تو کیا نہ ہو
خود ہی جمالِ دید ہے، وجہ حجابِ دید — دیکھوں اسے، وہ مجھ کو اگر دیکھتا نہ ہو

کس کی نگاہ کافر، غماز بن گئی ہے — میری تمام ہستی آواز بن گئی ہے
دیکھ لو رنگ روئے ناکامی — یہ نہ پوچھو، کہ بیکسی کیا ہے
گذر گیا ہوں، یوں بھی میں ناظر حیات سے — کہ جیسے خود غرض نہیں حیات سے ممات

جب سے وہ آنکھ شرمساری ہے — دل کو تسکین بے قراری ہے
دیکھئے پاس بھی رہے نہ رہے — یوں تو ظاہر میں وضعداری ہے

مرے گناہوں کا کیا ٹھکانا، خیال سے شرم آرہی ہے
رواں ہیں آنکھوں سے اشکِ پیہم حیات گنگا بہا رہی ہے

جب سے مری آنکھوں میں تری ہی جلوہ گری ہے — دنیا مرے نزدیک تبسم سے بھری ہے
یہ نشہ بھی کیا نشہ ہے کہتے ہیں جسے حسن — جب دیکھئے کچھ نیند سی آنکھوں میں بھری ہے

یہ چاہتا ہوں الٰہی، کہ کچھ دلوں کیلئے — خود اپنے عشق میں وہ شوخ مبتلا ہو جائے
خدا کی شان، کہ شورشِ حجاب انبنے — سکوت آئینہ روئے مدعا ہو جائے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حسنِ خود عشق کی صورت میں نمایاں آ جائے　　کاش ایسا ہو کہ تجھ پر بھی ترا دل آ جائے

جب اس طرف سے کوئی اہلِ نظر گیا ہے　　دل کی نزاکتوں پہ عالم گزر گیا ہے

مجھے تو رشک آتا ہے غمِ جاناں کی ہستی پر　　بدل لے کاش اپنی زندگی سے زندگی میری
اُسے صیاد نے کچھ گل نے کچھ بلبل نے کچھ سمجھا　　چمن میں کتنی معنی خیز تھی اک خامشی میری

نگاہِ کرم کی ضرورت نہیں ہے　　کہ اب مجھ میں تابِ محبت نہیں ہے
مجھے بھی ہے احساس اپنی خودی کا　　اگر ان کو میری ضرورت نہیں ہے
محبت سے بھی ماورا ہے کوئی شے　　محبت ہی تنہا محبت نہیں ہے
کسے یاد رکھوں کسے بھول جاؤں　　اب اتنی بھی اے عشق فرصت نہیں ہے

جب نظر اپنی حقیقت آئی　　مجھ پہ خود میری طبیعت آئی
جو مصیبت جو قیامت آئی　　سب اسی دل کی بدولت آئی
دلِ مرحوم کے ماتم کے لئے　　بال کھولے شبِ فرقت آئی
کوئی طوفاں بھی نہ ہوگا ایسا　　کیا اندھا دھند طبیعت آئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جذباتِ جگر

یعنی

کلامِ دورِ سوم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف

اُس کی نگہِ ناز کے قابل نہ سمجھنا
اے بیخبرو! دل کو کبھی دل نہ سمجھنا

بے کار سہی اک ہستیِ باطل نہ سمجھنا
نقشِ قدمِ یار ہے یہ دل نہ سمجھنا

دل ہی کو فقط درد کے قابل نہ سمجھنا
اُس شوخ سے خالی کوئی محفل نہ سمجھنا

میں دل سے سہی دور مگر اے غمِ جاناں!
دل کو مرے آوارۂ منزل نہ سمجھنا

جو موجِ نظر ہے وہ ہے اک برقِ تجلّی
آنکھوں کو فقط پردۂ حائل نہ سمجھنا

ہر جلوے کے پردے میں ہیں خود بیگراں ہیں
تنہا اسے ہنگامۂ محفل نہ سمجھنا

خود ڈوبے کے کہا ور محبت یہ کسی نے
اب آج سے اپنا اسے تم دل نہ سمجھنا

کہتی ہے یہ اب وحشتِ دیوانگیِ شوق
منزل بھی جو آ جائے تو منزل نہ سمجھنا

اے قیس نظر! حسنِ حقیقت سے خبردار
سایہ ہی اسے صاحبِ محفل نہ سمجھنا

ہر سانس ہے دربردہ نگہبانِ محبت
زنہار کبھی حسن کو غافل نہ سمجھنا

ہر ذرہ ہے اک پیکرِ صد حسنِ حقیقت
ہستی کو جگر! ہستیِ باطل نہ سمجھنا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

محال تھا کہ میں آزادِ دو جہاں ہوتا — بقیدِ جسم نہ ہوتا بقیدِ جاں ہوتا

نہاں کئے سے کہیں رازِ غم نہاں ہوتا — زباں دہن میں نہ ہوتی تو میں زباں ہوتا

یہ سوچتا ہوں ٹھکانا مرا کہاں ہوتا — اگر وہ تیری طرح مجھ سے بدگماں ہوتا

محال تھا کہ غمِ عشق، بے نشاں ہوتا — جو میں نہیں تو مری آہ کا دھواں ہوتا

جو میں خود اپنی حقیقت کا راز داں ہوتا — تمام منظرِ فطرت مری زباں ہوتا

یہ سب ہیں فیض اسی دم قدم کے اے بلبل — خزاں نہ تنکے اڑاتی، نہ آشیاں ہوتا

بھلا ہوا، کہ نظر، حیرتوں میں ڈوب گئی — کہاں کہاں نہ ترا حسن رائگاں ہوتا

صفاتِ عشق کی تکمیل بھی ضروری تھی — جبیں یہ سجدۂ بت کا بھی اک نشاں ہوتا

بہارِ توبہ شکن، چشمِ مستِ یار، مُصر — میں آج پی جو نہ لیتا، وہ بدگماں ہوتا

کہاں فراغ، تلون مزاجیوں سے تری — یہ دردِ ہجر ہی اے کاش جاوداں ہوتا

کمالِ اہلِ حرم، مستند سہی لیکن — کوئی تو باخبرِ جلوۂ بتاں ہوتا

یہ ذوقِ سجدہ کہیں مطمئن نہ رہ سکتا — مری جبیں سے جو باہر وہ آستاں ہوتا

کہاں ہم، اور کہاں اب فسانۂ غمِ عشق — وہ التفات نہ کرتے تو کچھ بیاں ہوتا

وہ حالِ دل، لبِ خاموش سے بھی سنتے ہیں — یہ جانتا، تو نہ شرمندۂ فغاں ہوتا

گداز عشق کی اب شرح مختصر یہ ہے — وہ مہرباں جو نہ ہوتا، تو مہرباں ہوتا

نثار ہو گئے، اک جلوۂ تبسم پر — کہاں نصیب یہ وقتِ وداعِ جاں ہوتا

تمام اٹھ گئے پردے تو اس سے کیا حاصل — مزا تو جب تھا کہ میں بھی نہ درمیاں ہوتا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ سب نمود و نمائش ہے تیری چھپنے سے
جو تو نہ پردے میں ہوتا، تو میں کہاں ہوتا

یادِ ایام، کہ جلووں کا ترے ہوش نہ تھا
حیرت آوارہ نہ تھی، عشق جنوں کوش نہ تھا
حسن بھی بزم میں جبتک کہ قدح نوش نہ تھا
بادۂ عشق میں نشہ تھا، مگر جوش نہ تھا
ہائے آغازِ محبت کا وہ دورِ سرشار
کونسا اشک تھا، جو ساغرِ سرجوش نہ تھا

دن جوانی کے جگر بیخبری میں گزرے
ہوش کا وقت جب آیا، تو مجھے ہوش نہ تھا

محیطِ عشق میں جو کچھ بھی تھا اک عالمِ دل تھا
اسی ذرے میں دریا تھا، اسی قطرے میں ساحل تھا
خوشا وہ دور جب آغازِ دردِ عشق کامل تھا
مجھے محسوس ہوتا تھا، کہ میں سرتاپا دل تھا
سمجھنے پر بھی سمجھانا، جسے ہر طرح مشکل تھا
اسی کا نام شاید اصطلاحِ عشق میں دل تھا

جنوں میں بھی کیا کم یہ سامان ہوگا
گریباں سے پیدا، گریبان ہوگا
نہ جاں دل بنے گی نہ دل، جان ہوگا
غمِ عشق، خود اپنا عنوان ہوگا
ٹھہر اے دلِ دردمندِ محبت
تصور کسی کا پریشان ہوگا
مرے دل میں بھی اک وہ صورت ہے پنہاں
جو تو دیکھ لے گا، تو حیران ہوگا
یہ کہہ کر دیا اس نے دردِ محبت
جہاں ہم رہیں گے، یہ سامان ہوگا
گوارا نہیں، جان دے کر بھی دل کو
تری اک نظر کا جو نقصان ہوگا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کٹے گی شبِ غم بڑی راحتوں سے — تری یاد ہوگی، ترا دھیان ہوگا

چلو دیکھ آئیں جگر کا تماشا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

حُسن کے احترام نے مارا — عشق بے ننگ و نام نے مارا
وعدۂ ناتمام نے مارا — روز کی صبح و شام نے مارا
لرزشِ دستِ شوق آہ نہ پوچھ — لغزشِ نیم گام نے مارا
عشق کی سادگی تو ایک طرف — شوق کے اہتمام نے مارا
اللہ اللہ نفس کی آمد و شد — اس پیام و سلام نے مارا
عشق مرتا نہ اپنی موت سے آہ — عاشقانِ کرام نے مارا
کاش وہ عمرِ خضر بن جاتے — جن خیالاتِ خام نے مارا

میں نہیں بسملِ خیام جگر!
حافظِ خوش کلام نے مارا

جدھر سے حسن کا اک گوشۂ نقاب اٹھا — تمام ذرے پکارے وہ آفتاب اٹھا[۱]
یہ کون جام تہی کردہ و خراب اٹھا — کہ میکدے کو لئے شورِ اضطراب اٹھا
نظر کو مستِ مے حسن کر حجاب اٹھا — جگر! شراب نہ پی، تہمتِ شراب اٹھا

۱۔ آفتاب اٹھا، درحقیقت خلافِ محاورہ ہے مگر میرا مفہوم بجز اسکے اور کسی طرح ادا نہیں ہوتا۔ اگر مذاقِ سلیم سے کام لیا جائے تو یہ ایک اجتہاد ہوگا جسے رائج ہونا چاہیئے۔ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ سب جو حسنِ حقیقت پہ ہیں حجاب اٹھا نظر کو ہے جو اٹھانا تو کامیاب اٹھا
نشانِ منزلِ جذبِ تمام چھپ نہ سکا ادھر فنا ہوا قطرہ، ادھر حباب اٹھا
کہاں مشاہدۂ روح میں ہے پابستہ! بہت لطیف سہی پھر بھی یہ حجاب اٹھا
نمودِ حسن کی یہ گرمیِ مزاج تو دیکھ ہزار قطرے فنا کر کے اک حباب اٹھا
کہیں نہ فتنہ کوئی اٹھ کے تھام لے دامن قدم نہ راہِ محبت میں بے حساب اٹھا
رہِ طلب میں نہ کر خوفِ لغزشِ پا سے یہاں جو گر کے اٹھا بس وہ کامیاب اٹھا
جہانِ حسن سے تکمیلِ تشنگی کر لے ابھی نظر سے نہ یہ پردۂ سراب اٹھا
بھری ہوئی ہیں فضائیں جمالِ غم سے تمام گناہگارِ نظر! لذتِ عذاب اٹھا
وداعِ ہوش کو پابندِ انحصار نہ کر سکونِ شوق سہی بھی کیفِ اضطراب اٹھا
اٹھا چکا ہے بہت نازِ بادہ و ساغر! شکستِ نشہ اب لذتِ شراب اٹھا
فضائے عشق پہ ساکت ہوئے شوق ہر پخ کدھر ہی مطربِ آتش نوا، رباب اٹھا
کوئی خرابِ تماشا، وہاں پہنچ نہ سکا مگر جو میکدۂ عشق سے خراب اٹھا
یہی تھا وہ تسکین، یہی تھا عہدِ وفا نظر تو اپنی ارے شوخ پر حجاب اٹھا
نسیمِ شوق یہ لائی جوابِ نامۂ درد کچھ اور دن ابھی تکلیفِ اضطراب اٹھا
جدھر کو ہستیِ دریا نے رخ کیا اپنا تڑپ کے موج اٹھی جھوم کر حباب اٹھا
تجھے اٹھانے کو آیا ہے واعظِ ناداں جو اٹھ سکے تو مرا ساغرِ شراب اٹھا
کدھر سے برق چمکتی ہے دیکھیں اے واعظ میں اپنا ساغر اٹھاتا ہوں تو کتاب اٹھا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کہاں یہ یار کہاں پائے نازکِ جاناں — اٹھا سر آو جگر خانماں خراب اٹھا

قریبِ ساعتِ وصل آچکی ہے اب تو جگر
نچوڑ دامنِ تر دیدۂ پُر آب اٹھا

ہزار دل فریبوں پر یوں مرا مجبور ہو جانا — جہاں سے چاہنا انکا وہیں سے دور ہو جانا
نقابِ روئے نادیدہ کا از خود دور ہو جانا — مبارک اپنے ہاتھوں حسن کو مجبور ہو جانا
سراپا دید ہو کر غرقِ موجِ نور ہو جانا — ترا ملنا ہے خود ہستی سے اپنی دور ہو جانا
نہ دکھلائے خدا اے دیدۂ تر دل کی بربادی — جب ایسا وقت آئے پہلے تو بے نور ہو جانا
جو کل تک لغزشِ پائے طلب پر مسکراتے تھے — وہ دیکھیں آج ہر نقشِ قدم کا طور ہو جانا
ان آنکھوں کا نہ پوچھو ضبط جن آنکھوں نے دیکھا ہے — سحر ہونے سے پہلے شمع کا بے نور ہو جانا
محبت کیا ہے؟ تاثیرِ محبت کس کو کہتے ہیں — ترا مجبور کر دینا، مرا مجبور ہو جانا
یکایک دل کی حالت دیکھ کر میرا تڑپ اٹھنا — اُسی عالم میں پھر کچھ سوچ کر مسرور ہو جانا
محبت عین مجبوری سہی لیکن یہ کیا باعث — مجھے باور نہیں آتا، مرا مجبور ہو جانا
مگر اس رمز سے ناآشنا تھے حضرتِ موسیٰ — کہ ہے ننگِ نظر پابندِ برقِ طور ہو جانا
نگاہِ ناز کو تکلیفِ جنبش تا کجا آخر — مجھی پر منحصر کر دو، مرا مجبور ہو جانا

جگر! وہ حسنِ یکسوئی کا منظر یاد ہے اب تک
نگاہوں کا سمٹنا، اور ہجومِ نور ہو جانا

ادب شناسِ محبت، دلِ خراب ہوا — ترا حجاب نہ کرنا بھی اب حجاب ہوا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سکونِ شوق، جو مائل بہ اضطراب ہوا
شراب و شیشہ بنا، نغمہ و رباب ہوا

انھیں سے دل کا ہر اک نقش جلوہ تاب ہوا
مری نظر نہ ہوئی آپ کا حجاب ہوا

خراب ہو کے بھی دل کب جہاں خراب ہوا
اک آفتاب کا سایہ تھا، آفتاب ہوا

فروغِ بادہ، ترے حسن کا جواب ہوا
سنبھالنا، تجھے ساقی! امیں نقاب ہوا

مجھی میں گم، مرا ہر کیفِ اضطراب ہوا
جو بچ رہا، وہ مرا شوقِ کامیاب ہوا

کتابِ عشق کا مشکل ترین باب ہوا
وہ ایک دورِ محبت جو صرف خواب ہوا

معاملاتِ محبت یہاں تک اب پہنچے
کمالِ ضبطِ نفس شرطِ اضطراب ہوا

نگاہِ شوق کی جذب و کشش ارے توبہ
جبیں آئنے پہ نظر کی ترا جواب ہوا

ستم ظریفیِ حسنِ ازل ارے توبہ
وہ دل دیا کہ جسے قرب بھی عذاب ہوا

اس ایک دل کی حقیقت کوئی کیا جانے
جو لاکھ بار بنا اور پھر خراب ہوا

نگاہِ دل بھی یکایک اسے سمجھ نہ سکی
وہ ہر کرم، جو پسِ پردہ عتاب ہوا

دلِ تباہ کی کرتی ہی تھی کوئی تاویل
سمجھ لیا کہ محبت کا گھر خراب ہوا

نگاہ خاک پہ پہنچی، جمالِ معنی تک
خیال دل میں اترتے ہی اضطراب ہوا

بہت ملال ہے دل کو سنا ہے یہ جب سے
بہ حدِ تابِ نظر کوئی بے حجاب ہوا

سکونِ اصل عدم تھا، محیطِ قدرت میں
دلیلِ ہستیِ ہر موج، اضطراب ہوا

جہانِ شوق کی محرومیاں نہ پوچھ جگرؔ!
سکوں تو کیا؟ کہ میسر نہ اضطراب ہوا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رحمت نے مجھ کو مائلِ عصیاں بنا دیا — اک پیکرِ حقیقتِ عریاں بنا دیا
ساقی نے آج بندۂ احساں بنا دیا — ڈالی وہ اک نظر، کہ مسلماں بنا دیا
دل کو حریفِ جلوۂ جاناں بنا دیا — میں وہ ہوں جس نے حسن کو حیراں بنا دیا
تیری ہر ایک شان کے شایاں بنا دیا — انساں کو دردِ عشق نے انساں بنا دیا
بربادیوں نے لوٹ کے سامانِ آرزو — ناکامیوں کو حاصلِ عرفاں بنا دیا
اس عشقِ ہرزہ کار سے ہوتا ہی کیا مگر — اک کیفِ مستقل کو، رگِ جاناں بنا دیا
اک اک ادائے عشق کو، تاثیرِ حسن نے — آئینۂ لطافتِ پنہاں بنا دیا
ساقی کے فیضِ مست نگاہی کے میں نثار — ایک ایک موجِ مے، کو رگِ جاں بنا دیا
اس کے لئے تو ننگِ محبت ہی فخر تھا — تیرا کرم، کہ جان کو جاناں بنا دیا
کس نے غمِ فراق میں بھر کر نشاطِ روح — اک محشرِ تبسمِ پنہاں بنا دیا
آج اس نظر نے دل سے کیا یوں معانقہ — سمجھا یہ میں کہ درد کو درماں بنا دیا

ہم بھی ہیں کلمہ گو اسی کافر نگاہ کے
کافر جگر کو جس نے مسلماں بنا دیا

خالی ز اداہائے پریشاں نہیں دیکھا — ہم نے کسی آئینہ کو حیراں نہیں دیکھا
مدت ہوئی چھیڑے ہوئے افسانۂ ہستی — اب تک اثرِ خوابِ پریشاں نہیں دیکھا

اللہ ری مجبوریِ آدابِ محبت
گلشن میں رہے اور گلستاں نہیں دیکھا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وارفتگیِ شوق میں حد سے نہ گزر جا ٹھہر اے جہانِ مصلحتِ عشق ٹھہر جا
کونین کی ان بھول بھلیوں سے گزر جا اپنی ہی طرف دیکھ ادھر جا نہ ادھر جا
تقلیدِ صبا اک روشِ عام ہے اے دل! تو موجِ فنا بن کے ابھر اور بکھر جا
مجھ سا کوئی دیوانہ تجھے کون ملے گا؟ آ اے اجل آ! تو بھی مرے ساتھ ہی مر جا
قاتل کی نگاہوں میں ہے، اک معنیٔ پنہاں
اے جانِ بلب آمدہ! کچھ دیر ٹھہر جا

ت

نہ دیکھا رخِ بے نقابِ محبت محبت ہے شاید حجابِ محبت
برستا ہے کیفِ شبابِ محبت ہر آنسو ہے جامِ شرابِ محبت
عجب جوش پر ہے شبابِ محبت محبت ہی مستِ شرابِ محبت
زہے خواب و تعبیرِ خوابِ محبت محبت ہی نکلی جوابِ محبت
مجھے کیا پڑی ہے ترے در سے اٹھوں ٹھہرنے جو دے اضطرابِ محبت
دلِ ذرہ ذرہ ہے، طورِ تجلی زہے، جلوۂ آفتابِ محبت
سبھی اٹھ گئے، دیدہ و دل سے پردے نہ اٹھا، مگر، اک حجابِ محبت
نہ رکھو غرض ہم سے اتنا ہی کہہ دو ہلا اک تبسم، خرابِ محبت
لہو کی ہر اک بوند دل بن گئی ہے خوشا لذتِ کامیابِ محبت

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حدودِ محبت سے بھی بڑھ گئے ہم
سلامت رہے اضطرابِ محبت

ر

ترے جلووں میں گم ہو کر، خودی سے بیخبر ہو کر
تمنا ہے کہ رہ جاؤں، سراپا نظر ہو کر

نہ جو نکلے اہلِ دل، تا حشر مست و بیخبر ہو کر
زمانہ کروٹیں بدلا کیا، شام و سحر ہو کر

جنونِ بیخودی نے کہہ دیا کیا؟ پردہ در ہو کر
نگاہِ قہر بھی اٹھی، محبت کی نظر ہو کر

بہارِ لالہ و گل، شوخیِ برق و شرر ہو کر
وہ آئے سامنے، لیکن، حجاباتِ نظر ہو کر

نگاہِ اہلِ دل بھی رہ گئی زیر و زبر ہو کر
کہاں پہنچے مرے اجزائے ہستی منتشر ہو کر

بھرم کھونا کہیں اے دل! نہ عشقِ معتبر ہو کر
گزر جا، ہاں گزر جا حسن سے بھی بیخبر ہو کر

حجاب اندر حجاب و جلوہ اندر جلوہ کیا کہیے
بلائیں پھنس گئے عشاق، پابندِ نظر ہو کر

یہاں تک جذب کر لوں کاش تیری حسن کاری کو
مجھی کو سب پکار اٹھیں، گزر جاؤں جدھر ہو کر

اب اس رحمت کے آگے حشر میں کیسا ہاتھ پھیلاؤں
رہی وابستہ جو مجھ سے مرا دامانِ تر ہو کر

معاذ اللہ انکا کیفِ جدائی، معاذ اللہ
اثر کا منہ چڑھاتی ہیں جو آہیں بے اثر ہو کر

پڑا رہ سبزۂ بیگانہ پر تو! صورتِ شبنم
شعاعِ حسن اڑا لیجائیگی، خود بال و پر ہو کر

کہاں جاتی ہے ملکر، او نگاہِ ناز بے پروا!
مرے پہلو میں رہ جا، لذتِ دردِ جگر ہو کر

لطافت مانعِ نظارہ صورت سہی لیکن
دھڑکنا دل کا کہتا ہے وہ گزرے ہیں ادھر ہو کر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حریمِ حسنِ معنی ہے جگرؔ! کاشانۂ اصغرؔ[۱]
جو بیٹھو، باادب ہو کر، تو اٹھو باخبر ہو کر

ف

اللہ اللہ، اثر انگیزیِ جذبِ غمِ کیف
ٹپکا پڑتا ہے نگاہوں سے مری عالمِ کیف

اُس نے ساغر کو اچھالا تھا کسی عالمِ کیف
بن گیا عالمِ ہستی، ہمہ تن عالمِ کیف

کھل گیا آج مجھے دیکھ کے بیخودیٔ دمِ کیف
زاہدِ خشک کو سمجھا تھا میں نامحرمِ کیف

دیکھ! کہتے ہیں اسے حاصلِ کیفِ غمِ کیف
رقص کرتا ہے نگاہوں پہ مری عالمِ کیف

میں نہ کہتا تھا کہ بے سود ہے اب شانِ حجاب
پھر وہی تو ہے، وہی دل ہے، وہی عالمِ کیف

گوشۂ دل میں بھی خاک اڑاتی تھی آنکھیں بھی ہیں خشک
دیکھئے آج برستی ہے کدھر شبنمِ کیف

دیکھنا تھا مجھے جب میں ہنستا تھا، اے زاہد
اب جو دیکھی بھی تو، کیا انجمنِ بزمِ کیف

جذب ہو کے ترے جلووں میں عجب حسن بنا
چھا رہا تھا، نگۂ شوق پہ جو عالمِ کیف

سب ہیں اک بادۂ بیکیف کے پینے والے
محرمِ کیف ہے کوئی، کہ ہو نامحرمِ کیف

ہر نفس جس کا ہو اک جادۂ نو سے ملحق
پوچھ اس مست سے اندازۂ نشر و رمِ کیف

کب اسی وسعتِ کونین بھی کافی ہوتی
تو نہ بنتی اگر اے جانِ حزیں محرمِ کیف

دیکھتے دیکھتے یوں عشق نے کروٹ بدلی
انتہا کیف کی خود بن گئی وجہِ رمِ کیف

ہمہ پابستۂ قیود و ہمہ ایں نقشِ وجود
حلقہ ہست زہے سلسلۂ برہمِ کیف

۱؎ حضرت اصغرؔ گونڈوی نور اللہ مرقدہٗ ۱۲ جگرؔ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ایک ہی منظرِ فطرت ہی بدل دیتی ہیں
یہ تری مست نگاہیں یہ مرا عالمِ کیف

ق

مجھ سے سنو مآلِ غمِ انتہائے عشق — میں سازِ عشق ہوں مری نظریں صدائے عشق
اللہ ری یہ شانِ فنا و بقائے عشق — اب حسن آپ جلوہ نما ہے بجائے عشق
وہ جانتا ہے اسکو جو ہے آشنائے عشق — ہر ذرہ ہے مقام پہ اپنے خدائے عشق
اب کوئی سن سکے تو سنے ماجرائے عشق — اک اک نظر ہے مضطربِ آفتِ نوائے عشق

دنیا کے آتشِ گل کی ہوا گرم ہو چلی
کھلنے نہ پائے تھے ابھی بندِ قبائے عشق

ن

نالہ پابندِ نفس اے دلِ ناشاد نہیں — یہ تو فریاد کی توہین ہے فریاد نہیں
اب یہ کیا بات کہ آباد نہیں شاد نہیں — دل گزرگاہ تری ہے تجھے کیا یاد نہیں
عشق محرومِ اثر اور ستم ایجاد نہیں — ہے یہ تیری ہی صدا درد کی فریاد نہیں
آنکھ کہہ دیتی ہے جو عشق کی روداد نہیں — دل سے آ جائے جو لب تک مری فریاد نہیں
تجھ سے اے دوست کوئی شکوۂ بیداد نہیں — دل ستم ساز ہے خود تو ستم ایجاد نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نقش بنکر اسے رہنا ہے سنو یا نہ سنو　　دل کی آواز ہے یہ درد کی فریاد نہیں

دور ہے منزلِ عرفانِ خودی اور یہاں　　بیخودی کا ہے یہ عالم کہ خدا یاد نہیں

غم سلامت ہے تو کر لے گا بہت دل پیدا　　سچ کہا آپ نے ہستی تری برباد نہیں

ہم وہ مدہوشِ ازل ہیں کہ الٰہی توبہ　　دل سے کیا کہہ کے چلے تھے ہمیں کچھ یاد نہیں

میری ہستی ہے مری عرضِ تمنا اے دوست　　خود میں فریاد ہوں میری کوئی فریاد نہیں

موت ہے ذوقِ طلب کے لئے عرفانِ حصول　　سعی برباد ہے جو سعی کہ برباد نہیں

مستیِ غم کا ہے ادراک جسے کہتے ہیں درد　　ہستیِ دل کا ہے احساس تری یاد نہیں

پھونک دے قیدِ تعین کو بھی اے برقِ جمال　　دل ہے آزاد نگاہیں ابھی آزاد نہیں

آنکھ غافل ہے کہ ہے تشنۂ دیدار ہنوز　　دل ہے آگاہ کہ خود ہی یہ تری یاد نہیں

تم نے کیوں انجمنِ ناز میں تیور بدلے؟　　دل کے ٹوٹنے کی صدا ہے کوئی فریاد نہیں

دیکھنا، بیخودیِ عشق کا اعجاز، جگر!
کہہ رہا ہوں وہ فسانہ، جو مجھے یاد نہیں

عشق کا پیغام مستی، شوق کی روداد ہوں　　زندگی جس سے ہے ہستی ہے میں فریاد ہوں

ہر نفس سرمایہ دارِ عشقِ کامل ہے مرا　　مرحبا، ذرے کہ حسنِ دوست کی روداد ہوں

مائلِ فرزانگی ہے اب مرا ذوقِ جنوں　　آج کل میں محوِ تعمیرِ خراب آباد ہوں

عشق بے پروا مرا، کافی حقیقت ہے مری　　کچھ سمجھ کر میں ہلاکِ حسنِ بے بنیاد ہوں

اور بھی شوقِ فنا سے بڑھ گئی ایذائے فکر　　جس طرف اب دیکھتا ہوں میں ہی میں آباد ہوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

میری ہستی، جستجو میری حقیقت احتیاج
میں سراپا درد ہوں لیکن میں مستقل فریاد ہوں

کچھ نہیں کھلتا جگرؔ! رازِ طلسمِ کائنات
مجھ میں یہ آباد ہے یا اس میں میں آباد ہوں

و

لیکے نکلا ہی مرا جوشِ لطافت مجھ کو
خوب پہچان لیا آج اِس مری صورت مجھ کو

منزلِ غم میں کہاں؟ وقفۂ راحت مجھ کو
ہر نفس تازہ ہے درپیشِ قیامت مجھ کو

گر پڑی روح، تعین کدۂ ہستی میں
کاش ہوتا ہی نہ احساسِ محبت مجھ کو

عشق نے خدمتِ شوارہ کی ہے تفویض
خود سے ملنے کی بھی اتنی نہیں فرصت مجھ کو

علم کے جہل سے بہتر ہے کہیں جہل کا علم
میری دل لے یہ یا دے ہی بصیرت مجھ کو

برسوں آوارہ پھرا بادِ صبا کے ہمراہ
دل نے جب تک نہ دکھا دی مری وسعت مجھ کو

قلزم آشامیِ یک قطرۂ بیتاب تو دیکھ!
گم کیے دیتی ہے میری ہی محبت مجھ کو

رندِ میخوارہ ہوں میکدۂ ہستی میں
ہر خمِ موج ہے محرابِ عبادت مجھ کو

اڑ چلا ہوں نگہِ یار سے شوخی لیکر
اب جو ممکن ہو تو روکے مری حیرت مجھ کو

لے لیا کام جو لینا تھا غمِ ہستی نے
گرچہ ثابت نہ ہوئی میری ضرورت مجھ کو

گلِ ویرانہ کو کیا اہلِ ہوس سے مطلب؟
ننگ ہے میری پریشانیِ نکہت مجھ کو

یوں تو ہونے کو جگرؔ! اور بھی ہیں اہلِ کمال
خاص ہے حضرتِ اصغرؔ[۱] سے ارادت مجھ کو

۱؎ حضرت اصغر گونڈوی نور اللہ مرقدہٗ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اے وہ کہ تجھ سے تازہ گلستانِ آرزو
بھرنے گلِ مراد سے دامانِ آرزو

اللہ رے فیضِ جلوۂ تابانِ آرزو
صبحِ ازل ہے شامِ غریبانِ آرزو

نکلی تڑپ کے آنکھوں سے اک موجِ بیقرار
اب آرزو کہو اسے یا جانِ آرزو

قطرے تمام خونِ شہیداں کے بن گئے
نقش و نگارِ پردۂ ایوانِ آرزو

جنبش میں ہیں تمام حروفِ خطِ نیاز
اللہ رے فیضِ شوخیِ عنوانِ آرزو

سب کچھ ہوا مگر نہ کھلا آج تک یہ راز
تم جانِ آرزو ہو؟ کہ ہم جانِ آرزو

ہاں اس طرف بھی اک نگہِ نیشتر نواز
کب سے تڑپ رہی ہے رگِ جانِ آرزو

۵

اندازۂ ساقی تھا کس درجہ حکیمانہ
ساغر سے اٹھیں موجیں بن کر خطِ پیمانہ

انجام سے بے پروا، آغاز سے بیگانہ
پروانے کی دنیا ہے بیتابیِ پروانہ

تشنے ہی سہی مجھ کو مطلب ای ساقیِ میخانہ
ان مست نگاہوں سے بھر دے مرا پیمانہ

آجائے اگر اپنی ضد پر کوئی دیوانہ
خود گرد پھرے آ کر کعبہ ہو کہ بتخانہ

ادراک ہے بے ہستی کا احساس ہے ہستی کا
ہاں لائے نگہِ ساقی! اک اور بھی پیمانہ

ٹکرا دیا شیشوں کو، لڑوا دیا رندوں کو
بجلی نہ کبھی بیٹھی وہ نرگسِ مستانہ

لہ حرف لفظی حسن ہے جسے میں بالطبع پسند نہیں کرتا۔ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ی

بے نقاب آج تو یوں جلوۂ جاناں ہو جائے — جو جہاں پر ہو وہیں بیخود و حیراں ہو جائے

واقفِ سرِّ حقیقت اگر انساں ہو جائے — غم سے نزدیک ہو راحت سے گریزاں ہو جائے

اُسکی اک موجِ تبسم جو نمایاں ہو جائے — دل کا ہر ذرہ بے کیف خمستاں ہو جائے

اِک ذرے کا اگر حُسن نمایاں ہو جائے — آدمی شدتِ انوار سے حیراں ہو جائے

حُسن خود ہو نگراں عشق جو حیراں ہو جائے — جان خود جسم بنے جسم اگر جاں ہو جائے

کفر ہی کا اگر انسان کو عرفاں ہو جائے — جس جگہ ٹیک دے سر کعبۂ ایماں ہو جائے

تم سنا دو کسی پردے سے جو اپنی آواز — روح خوابیدہ ابھی جسم میں رقصاں ہو جائے

دل ہے گنجینۂ اسرار نگاہیں محدود — کاش اس کل کا ہر اک جزو پریشاں ہو جائے

مستیٔ عشق کا افسانہ اگر چھیڑ دوں میں — کفر کی شرح میں گم شیخ کا ایماں ہو جائے

عرش تک ہو نہیں سکتی جو رسائی نہ سہی — یہی انساں کی ہی معراج کہ انساں ہو جائے

اس سے بڑھ کر کوئی دلسوز بھی دنیا میں نہیں — نفس چالاک اگر تابعِ فرماں ہو جائے

یوں بڑھے پائے طلب حسنِ قدم کی جانب — ایک ہی جست میں طے عالمِ امکاں ہو جائے

عام ہے بیعتِ ساقی درِ میخانہ ہے باز — آج ہونا ہو جسے آ کے مسلماں ہو جائے

اللہ اللہ یہ عرفانِ جنوں کی تاثیر — آج جس خار سے کہدوں وہ گلستاں ہو جائے

خام سمجھو طلبِ شوق کا اعجاز جگر! — ہر نفس عشق میں جب تک نہ رگِ جاں ہو جائے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دل کو کسی کا تابعِ فرماں بنائیے ۔ دشواریِ حیات کو آساں بنائیے
درماں کو درد، درد کو درماں بنائیے ۔ جس طرح چاہیے، مجھے حیراں بنائیے
پھر دل کو محوِ جلوۂ جاناں بنائیے ۔ پھر شامِ غم کو صبحِ درخشاں بنائیے
پھر کیجیے اسی رخِ تاباں سے کسبِ نور ۔ پھر داغِ دل کو شمعِ شبستاں بنائیے
پھر لکھیے خطِ شوق میں بیتابیِ فراق ۔ پھر خونِ دل کو زینتِ عنواں بنائیے
پھر پیکرِ حیات میں بھریے فنا کا رنگ ۔ پھر جانِ دل کو شعلہ بداماں بنائیے
منشا ہے حسنِ دوست کہ نکلیں نہ حسرتیں ۔ سینہ تمام گنجِ شہیداں بنائیے
آباد اگر نہ دل ہو، تو برباد کیجیے ۔ گلشن نہ بن سکے، تو بیاباں بنائیے
ایک اک لہو کی بوند میں بھر لیجیے دردِ عشق ۔ جتنی رگیں ہیں سب کو رگِ جاں بنائیے
دل کو اسی نگاہ کے کر دیجیے سپرد ۔ گلشن بنائیے نہ بیاباں بنائیے
ان کی طرف سے دل پہ جو پڑ جائیں مشکلیں ۔ اپنی طرف سے ان کو نہ آساں بنائیے

برقِ جمالِ یار یہ کہتی ہے اے جگر!
کون اہلِ ہوش ہے؟ جسے حیراں بنائیے

خود اپنے عکس کو اپنے مقابل دیکھنے والے! ۔ ذرا آنکھیں تو کھول اے نقشِ باطل دیکھنے والے!
حقیقت کو حقیقت کے مقابل دیکھنے والے! ۔ مجھے بھی دیکھ میری ہستیِ بسمل دیکھنے والے!
یہ محفل ہی یہاں ہے رنگِ محفل دیکھنے والے! ۔ ارے بیگانہ بن کر جانبِ دل دیکھنے والے!
نقوشِ پرتوِ رنگینیِ دل دیکھنے والے! ۔ کبھی خود کو بھی دیکھ او خود سے غافل دیکھنے والے!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ترے جلووں کو دیکھیں اور میرے دل کی طرف دیکھیں
کہاں ہیں[۱] اتصالِ موج و ساحل دیکھنے والے!

ترے کوچے میں آکر فخر سمجھے ہیں اسیری کو
زمیں سے آسماں تک وسعتِ دل دیکھنے والے!

نہ دیکھیں آنکھ اٹھا کر بھی جمالِ شاہدِ مقصد
غمِ بے حاصلی کا حسنِ حاصل دیکھنے والے!

تری صورت کا مظہر ہوگئے ہم پرتوِ رنگیں
تجھی کو دیکھتے ہیں تیری محفل دیکھنے والے!

تماشا انتقامِ عشق کی صورت بدلتی ہے
سنبھلنا ہاں سنبھلنا رقصِ بسمل دیکھنے والے!

مری ہستی کا ہر ذرہ اڑا جاتا ہے منزل سے
ذرا منہ دیکھتے ہیں جذبِ منزل دیکھنے والے!

زمین و آسماں کیا ہیں مکان و لامکاں کیا ہے!
سما جا تو بھی او گنجائشِ دل دیکھنے والے!

انھیں تہہ کی خبر کیا؟ گوہرِ مقصد کو کیا جانیں
یہ سب ہیں رقصِ موج و شورِ ساحل دیکھنے والے!

شہیدانِ محبت سے لڑا آنکھیں نہ اے ناصح!
یہی وہ ہیں جنھیں کہتے ہیں قاتل دیکھنے والے!

ادھر آ، ہر قدم پر حسنِ منزل تجھ کو دکھلا دوں
فلک کو پاس سے منزل بہ منزل دیکھنے والے!

مری آتش نوائی کا بھی کچھ اندازہ فرمائیں
ابھی محفل میں ہونگے نبضِ محفل دیکھنے والے!

انھیں میں کھینچ کر روحِ محبت میں نے بھر دی ہے
مرے اشعار دیکھینگے مرا دل دیکھنے والے!

مجھے آغوشِ طوفاں ہی جگر آغوشِ مادر ہے
وہ کوئی اور ہونگے اہلِ ساحل دیکھنے والے!

اِک حسن کا دریا ہے، اِک نور کا طوفاں ہے
اس پیکرِ خاکی میں! یہ کون خراماں ہے

اِک سازِ محبت ہے کل عالمِ امکاں ہے
تو چھیڑ تو دے ظالم! ہر تار رگِ جاں ہے

پھر عشقِ جنوں پیشہ یوں سلسلہ جنباں ہے
راہیں بھی گریزاں ہیں منزل بھی گریزاں ہے

---

۱ مصرع طرح مشاعرہ مسلم ہوسٹل الہ آباد یونیورسٹی ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو رازِ محبت کو سمجھا ہی نہیں ورنہ — پابندیِ انساں ہی آزادیِ انساں ہے
تجھکو مرے عصیاں سے کیا خاک ڈرائے گا — زاہد وہی زاہد ہے رحمت سے گریزاں ہے

[illegible] ہوں کی رنگینی رعنائی — اک موجِ تبسم میں کل رازِ گلستاں ہے
اک شاہدِ حقانی اک پیکرِ محبوبی — ہر ذرہ میں شامل ہے ہر سانس میں پنہاں ہے
عالم کا تلون کیا؟ ہستی کا تعین کیا؟ — تو خود جو خراماں ہے سایہ بھی خراماں ہے
بیہوشی و ہشیاری مجبوری و آزادی — جو کچھ بھی محبت میں احساں ہی احساں ہے
اللہ تجھے رکھے محفوظ حوادث سے — اے کفر ترے دم تک آرائشِ ایماں ہے

یہ تربتِ عاشق ہے ٹھکرا کے نہ چل غافل!
اس خاک کا ہر ذرہ خورشید بداماں ہے

فطرت نے محبت کی اس طرح بنا ڈالی — جو قید نظر آئی اک بار اٹھا ڈالی
ہر ذرے کے سینے میں اک روحِ وفا ڈالی — اپنی ہی سی کل دنیا عاشق نے بنا ڈالی
اس جلوۂ رنگیں کی دیکھے تو کوئی شوخی — بتخانے کے پردے میں کعبہ کی بنا ڈالی
بربادِ ستم ہو کر پامالِ کرم بن کر — پردے بھی نقاب اپنے چہرے سے اٹھا ڈالی

ہستی جسے کہتے ہیں اک سادہ حقیقت تھی
رنگین نگاہوں نے رنگین بنا ڈالی

عشق میں مقصودِ اصلی کو مقدم کیجئے — شرح و تفصیلات پر یعنی نظر کم کیجئے
ہر طرف بے فائدہ کیوں سعیِ پیہم کیجئے — تشنگی سے اپنی پیدا بحرِ اعظم کیجئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق کی عظمت نہ ہرگز جیتے جی کم کیجئے | جان دیجئے مگر آنکھیں نہ پرنم کیجئے
اپنی ہستی پر نہ طاری کیجئے کوئی اثر | دور سے نظارۂ حسنِ دو عالم کیجئے
آنسوؤں میں کھینچ لیجئے جلوۂ حسنِ ازل | پھر پیدا کیجئے اور غرقِ شبنم کیجئے

بیخودی میں چھیڑ دیجئے نغمہ ہائے سازِ دل
پھر انھیں موجوں پہ خود ہی رقصِ پیہم کیجئے

احساسِ عاشقی سے بیگانہ کر دیا ہے | یوں بھی کسی نے اکثر دیوانہ کر دیا ہے
اب کیا امید رکھوں اے حسنِ یار تجھ سے | تو نے تو مسکرا کر دیوانہ کر دیا ہے
بخشی خدا ہی سمجھے تو نے کسے اے دل | مجھ سے بھی کچھ زیادہ دیوانہ کر دیا ہے
پھر اسکے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں | یادش بخیر جس نے دیوانہ کر دیا ہے
مجھ کو جنوں سے اپنی شکوہ جو ہے تو یہ ہے | میری محبتوں کو افسانہ کر دیا ہے
اے حسنِ روز افزوں عمرت دراز بادا | دونوں جہاں سے مجھ کو بیگانہ کر دیا ہے
جب سے دل میں آ گیا ہے اک جنبشِ نظر نے | دیوانہ کہہ دیا ہے دیوانہ کر دیا ہے

مجھ سے ہی پوچھتے ہیں یہ شوخیاں تو دیکھو
میرے جگر کو کس نے دیوانہ کر دیا ہے

ہم ہی رندوں کا زمانے سے جدا میخانہ ہے | آسماں خم ہے فضائے آسماں پیمانہ ہے
اک نمودِ مضطرب اک جوشِ بیتابانہ ہے | عشق دیوانہ سہی کیا حسن بھی دیوانہ ہے
حیرت آبادِ فنا بھی کیا تجلی خانہ ہے | ہر تصور شمعِ محفل ہر نگہ پروانہ ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اللہ اللہ بیخودی شوق کی صورت گری — ہر قدم پر اسطرف کعبہ ادھر بتخانہ ہے

کھینچکر اک آہ کسنے رکھ دیا جامِ شراب — دیدنی ہے آج اضطرابِ ساقی و پیمانہ ہے

ہوشیار اے جانِ دل سے چھپنے والے ہوشیار — آج جوشِ شوق کا انداز بے باکانہ ہے

اسکے دل سے پوچھ رازِ جلوۂ بے رنگِ حسن — کعبہ بھی جس کی نظر میں صورتِ بتخانہ ہے

فیضِ ساقی نے مجھے لبریزِ مستی کر دیا — ہر نظر جام و سبو ہے ہر نفس میخانہ ہے

اس تبسم کے تصدق اس تجاہل کے نثار — خود مجھی سے پوچھتے ہیں وہ کون یہ دیوانہ ہے

یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی — ہجو سے کرتا ہے زاہد آگیا کوئی دیوانہ ہے

میں ہوں رندِ لم یزل اک ساقیِ بے نام کا — شش جہت میرے لئے ٹوٹا سا اک پیمانہ ہے

کوئی قیدِ ہوشیاری ہے نہ شرطِ بیخودی — تم سمجھ لو جس کو دیوانہ وہی دیوانہ ہے

جس کا جتنا ظرف ہے اس سے سوا ملتا نہیں — جلوۂ ساقی بقدرِ ہمتِ مردانہ ہے

ہر قدم پر ناصحِ مشفق کی دلسوزی نہ پوچھ — آدمی اچھا ہے لیکن اک ذرا دیوانہ ہے

پی کے اک جامِ شرابِ شوق آنکھیں کھل گئیں — دیکھتا ہوں جسطرف میخانہ ہی میخانہ ہے

عشقِ وحدت آشنا و شوقِ صورت آفریں — اک نظر اپنی ہی کعبہ اک نظر بتخانہ ہے

آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ فرما دیجئے
سب یہ کہتے ہیں جگر دیوانہ ہے دیوانہ

ہر گھڑی پیشِ نظر اک تازہ طوفاں چاہئے — حشر کیا شے ہے؟ مذاقِ حشر ساماں چاہئے

ذوقِ پیہم چاہئے شوقِ گریزاں چاہئے — مجھکو اب تیری ہوا ہے مجھ پریشاں چاہیئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ کرم بھی اے نگاہِ فتنہ ساماں! چاہیے
دل کی خاطر ایک دل سا دشمنِ جاں چاہیے

اک جمالِ نو بنو، طوفاں بہ طوفاں چاہیے
اب بجائے ہر نگہ تصویرِ جاناں چاہیے

عشق، بے قیدِ تصور، شوق بے قیدِ نظر!
مجھ کو جو کچھ چاہیے، بے حد و پایاں چاہیے

لذتِ باقی کو اے ذوقِ فنا رہنے بھی دے
کچھ تو ہر امتیازِ جان و جاناں چاہیے

اب تو وہ جلوہ میں چھپتی ہی کہیں رندوں کی پیاس
ہر نگاہِ مستِ ساقی، ساغرستاں چاہیے

عفو کیسا! جلوۂ رحمت بھی نکلے گا کہیں
ذوقِ عصیاں چاہیے عرفانِ عصیاں چاہیے

آرزو و شوق تو ہیں انجمن در انجمن
اب ترا جلوہ گلستاں در گلستاں چاہیے

حسن کی کافر نگاہیں عشق کا معصوم دل
اب تجھے کیا اے حیاتِ فتنہ ساماں چاہیے

سیرگاہِ عشق ہیں کانٹے ہی کانٹے ہوں تو ہوں
دیکھنے والی نظر گلشن بداماں چاہیے

آرزوئے دل سلامت درد پیہم برقرار
آنکھ لگ ہی جائیگی گہوارہ جنباں چاہیے

منتشر کر دے فضائے حسن میں ذراتِ دل
عشق کی تصویر کا ہر رخ نمایاں چاہیے

حسن بے تابِ تجلی خود ہے لیکن اے جگر!
ایک ہلکا سا حجابِ چشمِ حیراں چاہیے

یہ جذبِ شہادت کا حاصل نظر آتا ہے
جو پردہ اٹھاتا ہوں قاتل نظر آتا ہے

عالم مجھے نادیدہ بسمل نظر آتا ہے
بسمل ہے وہی جس کو قاتل نظر آتا ہے

تصدیقِ حقیقت بھی محتاجِ حقیقت ہے
باطل ہی نظر جب تک باطل نظر آتا ہے

اس جانِ تمنا کا کس طرح پتا پوچھیں!
ہم خود ہی نہیں رہتے جب دل نظر آتا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اب اُس رخِ رنگیں کے جلووں کو تو کیا کہئے ۔ اپنا بھی نظر آنا مشکل نظر آتا ہے
ہر سمت سے مقتل میں کیوں ٹوٹ پڑیں نظریں ۔ کیا صورتِ بسمل میں قاتل نظر آتا ہے
ہستی کے عدم پر بھی شک ہے ترے منکر کو ۔ تصویر کا یہ رخ بھی باطل نظر آتا ہے

پروردۂ طوفاں کو کشتی کی نہیں حاجت
موجوں کے تلاطم میں ساحل نظر آتا ہے

فکرِ منزل ہے نہ ہوشِ جادۂ منزل مجھے ۔ جا رہا ہوں جس طرف لیجا رہا ہے دل مجھے
اب زباں بھی دی ادائے شکر کے قابل مجھے ۔ درد بخشا ہے اگر تو نے بجائے دل مجھے
یوں تڑپ کر دل نے تڑپایا سرِ محفل مجھے ۔ اس کو قاتل کہنے والے کہہ اٹھے قاتل مجھے
اب کدھر جاؤں؟ بتا اے جذبۂ کامل مجھے ۔ ہر طرف سے آج آتی ہے صدائے دل مجھے
روک سکتی ہو تو بڑھ کر روک لے منزل مجھے ۔ لے اڑی ہے ایک موجِ بیقرارِ دل مجھے
جان دی کر حشر تک میں میری تنہائیاں ۔ ہاں مبارک فرصتِ نظارۂ قاتل مجھے
ہر اشارے پر ہے پھر بھی گردنِ تسلیم خم ۔ جانتا ہوں صاف دھوکے دے رہا ہے دل مجھے
جا بھی اے ناصح! کہاں کا سود اور کیسا زیاں ۔ عشق نے سمجھا دیا ہے عشق کا حاصل مجھے
میں ازل سے صبحِ محشر تک فروزاں ہی رہا ۔ حسن سمجھا تھا چراغِ کشتۂ محفل مجھے
خونِ دل رگ رگ میں جم کر رہ گیا اس وہم سے ۔ بڑھ کے سینے سے نہ لپٹا لے مرا قاتل مجھے
کیسا قطرہ؟ کیسا دریا؟ کس کا طوفاں؟ کس کی موج ۔ تو جو چاہے تو ڈبو دے خشکیِ ساحل مجھے
پھونک دے اے غیرتِ سوزِ محبت پھونک دے ۔ اب سمجھتی ہیں وہ نظریں رحم کے قابل مجھے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

توڑ کر بیٹھا ہوں راہِ شوق میں پائے طلب — دیکھنا ہے جذبۂ بے تابیِ منزل مجھے
اے ہجومِ ناامیدی شاد باش زندہ باش — تو نے سب سے کر دیا بیگانہ و غافل مجھے
دردِ محرومی سہی احساسِ ناکامی سہی — اس نے سمجھا تو بہر صورت کسی قابل مجھے

یہ بھی کیا منظر ہے بڑھتے ہیں نہ ہٹتے ہیں قدم
تک رہا ہوں دور سے منزل کو میں منزل مجھے

اک عجب بے نام جوش اس دل کے پیمانے میں ہے — وہ کسی شیشے میں ہے ساقی نہ میخانے میں ہے
پوچھنا کیا ہے کتنی وسعت میرے پیمانے میں ہے — سب الٹ دے ساقیا جتنی بھی میخانے میں ہے
یوں تو ساقی ہر طرح کی تیرے میخانے میں ہے — وہ بھی تھوڑی سی جو ان آنکھوں کے پیمانے میں ہے
ایک ایسا راز بھی دل کے نہاں خانے میں ہے — لطف جس کا کچھ سمجھنے میں نہ سمجھانے میں ہے
یاد ہائے کہ جب تھا ہر نفس اک زندگی — زندگی اب ہر نفس کے ساتھ مر جانے میں ہے
ایک کیفِ ناتمام درد کی لذت ہی کیا — درد کی لذت سراپا درد بن جانے میں ہے
غرق کر دے تجھ کو زاہد تیری دنیا کو خراب — کم سے کم اتنی تو ہر میکش کے پیمانے میں ہے
پھر نقاب اس نے الٹ کر روح تازہ پھونک دی — اب نہ کعبے میں ہے سناٹا نہ بت خانے میں ہے
منتشر کر دے نہ اے دل حسنِ بے پایاں کے ساتھ — زندگی شیرازۂ دل کے بکھر جانے میں ہے
پی بھی جا زاہد! خدا کا نام لے کر پی بھی جا! — بادۂ کوثر کی بھی اک موج پیمانے میں ہے
شیشہ مست و بادہ مست و حسن مست و عشق مست — آج پینے کا مزا پی کر بہک جانے میں ہے
بے تحاشہ پی رہی ہیں کب سے رندانِ الست — آج بھی اتنی ہی مے ہر دل کے پیمانے میں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اب اُس رخِ رنگیں کے جلووں کو تو کیا کہیے — اپنا بھی نظر آنا مشکل نظر آتا ہے

ہر سمت سوئے مقتل میں کیوں ٹوٹ پڑیں نظریں — کیا صورتِ بسمل میں قاتل نظر آتا ہے

ہستی کے عدم پر بھی شک ہے تری مستی کو — تصویر کا یہ رخ بھی باطل نظر آتا ہے

پروردۂ طوفاں کو کشتی کی نہیں حاجت
موجوں کے تلاطم میں ساحل نظر آتا ہے

فکرِ منزل ہے نہ ہوش جادۂ منزل مجھے — جا رہا ہوں جس طرف لیجا رہا ہے دل مجھے

اب زباں بھی دی ادائے شکر کے قابل مجھے — درد بخشا ہے اگر تو نے بجائے دل مجھے

یوں تڑپ کر دل نے تڑپایا سرِ محفل مجھے — اس کو قاتل کہنے والے کہہ اٹھے قاتل مجھے

اب کدھر جاؤں بتا، اے جذبۂ کامل مجھے — ہر طرف سے آج آتی ہے صدائے دل مجھے

روک سکتی ہو تو بڑھ کر روک لے منزل مجھے — لے اڑی ہے ایک موجِ بیقرارِ دل مجھے

جان دی کر حشر تک میں بھی مری تنہائیاں — ہاں مبارک فرصتِ نظارۂ قاتل مجھے

ہر اشارے پر ہے پھر بھی گردنِ تسلیم خم — جانتا ہوں صاف دھوکے دے رہا ہے دل مجھے

جا بھی اے ناصح! کہاں کا سود اور کیا زیاں — عشق نے سمجھا دیا ہے عشق کا حاصل مجھے

میں ازل سے صبحِ محشر تک فروزاں ہی رہا — حسن سمجھا تھا چراغِ کشتۂ محفل مجھے

خونِ دل رگ رگ میں جم کر رہ گیا اس وہم سے — بڑھ کے سینے سے نہ لپٹا لے مرا قاتل مجھے

کیسا قطرہ؟ کیسا دریا؟ کس کا طوفاں؟ کس کی موج — تو جو چاہے تو ڈبو دے خشکیٔ ساحل مجھے

پھونک دے اے غیرتِ سوزِ محبت پھونک دے — اب سمجھتی ہیں وہ نظریں رحم کے قابل مجھے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

توڑ کر بیٹھا ہوں راہِ شوق میں پائے طلب
دیکھنا ہے جذبۂ بے تابیٔ منزل مجھے

اے ہجومِ ناامیدی شاد باش و زندہ باش
تو نے سب سے کر دیا بیگانہ و غافل مجھے

دردِ محرومی سہی احساسِ ناکامی سہی
اس نے سمجھا تو بہر صورت کسی قابل مجھے

یہ بھی کیا منظر ہے بڑھتے ہیں نہ ہٹتے ہیں قدم
تک رہا ہوں دور سے منزل کو میں منزل مجھے

اک عجب بے نام جذبہ اس دل کے پیمانے میں ہے
وہ کسی شیشے میں ہے ساقی نہ میخانے میں ہے

پوچھنا کیا ہے کتنی وسعت میری پیمانے میں ہے
سب الٹ دے ساقیا جتنی بھی میخانے میں ہے

یوں تو ساقی ہر طرح کی تیری میخانے میں ہے
وہ بھی تھوڑی سی جو ان آنکھوں کے پیمانے میں ہے

ایک ایسا راز بھی دل کے نہاں خانے میں ہے
لطف جس کا کچھ سمجھنے میں سمجھانے میں ہے

یاد وہ ہے کہ جب تھا ہر نفس اک زندگی
زندگی اب ہر نفس کے ساتھ مر جانے میں ہے

ایک کیفِ ناتمام درد کی لذت ہی کیا
درد کی لذت سراپا درد بن جانے میں ہے

غرق کر دے تجھ کو زاہد تیری دنیا کو خراب
کم سے کم اتنی تو ہر مے کش کے پیمانے میں ہے

پھر نقاب اس نے الٹ کر روحِ تازہ پھونک دی
اب نہ کعبے میں ہے سناٹا نہ بت خانے میں ہے

منتشر کر دے اسے بھی حسنِ بے پایاں کے ساتھ
زندگی شیرازۂ دل کے بکھر جانے میں ہے

پی بھی جا زاہد! خدا کا نام لے کر پی بھی جا!
بادۂ کوثر کی بھی اک موج پیمانے میں ہے

شیشہ مست و بادہ مست و حسن مست و عشق مست
آج پینے کا مزا پی کر بہک جانے میں ہے

بے تحاشا پی رہی ہیں کب سے رندانِ الست
آج بھی اتنی ہی مے ہر دل کے پیمانے میں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اب اُس رُخِ رنگیں کے جلووں کو تو کیا کہیے — اپنا بھی نظر آنا مشکل نظر آتا ہے

ہر سمت سوئے مقتل ہیں کیوں ٹوٹ پڑیں نظریں — کیا صورتِ بسمل میں قاتل نظر آتا ہے

ہستی کے عدم پر بھی شک ہے تری مستی کو — تصویر کا یہ رخ بھی باطل نظر آتا ہے

پروردۂ طوفاں کو کشتی کی نہیں حاجت
موجوں کے تلاطم میں ساحل نظر آتا ہے

فکرِ منزل ہے نہ ہوشِ جادۂ منزل مجھے — جا رہا ہوں جس طرف لیجا رہا ہے دل مجھے

اب زباں بھی دے ادائے شکر کے قابل مجھے — درد بخشا ہے اگر تو نے بجائے دل مجھے

یوں تڑپ کر دل نے تڑپایا سرِ محفل مجھے — اس کو قاتل کہنے والے کہہ اٹھے قاتل مجھے

اب کدھر جاؤں بتا اے جذبۂ کامل مجھے — ہر طرف سے آج آتی ہے صدائے دل مجھے

روک سکتی ہو تو بڑھ کر روک لے منزل مجھے — لے اڑی ہے ایک موجِ بیقرارِ دل مجھے

جان دی کر حشر تک میں ہی مری تنہائیاں — ہاں مبارک فرصتِ نظارۂ قاتل مجھے

ہر اشارے پر ہے پھر بھی گردنِ تسلیم خم — جانتا ہوں صاف دھوکے دے رہا ہے دل مجھے

جا بھی اے ناصح! کہاں کا سود اور کیسا زیاں — عشق نے سمجھا دیا ہے عشق کا حاصل مجھے

میں ازل سے صبحِ محشر تک فروزاں ہی رہا — حسن سمجھا تھا چراغِ کشتۂ محفل مجھے

خونِ دل رگ رگ میں جم کر رہ گیا اس وہم سے — بڑھ کے سینے سے نہ لپٹا لے مرا قاتل مجھے

کیسا قطرہ؟ کیسا دریا؟ کس کا طوفاں؟ کس کی موج — تو جو چاہے تو ڈبو دے خشکیِ ساحل مجھے

پھونک دے اے غیرتِ سوزِ محبت پھونک دے — اب سمجھتی ہیں وہ نظریں رحم کے قابل مجھے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

توڑ کر بیٹھا ہوں راہِ شوق میں پائے طلب
دیکھنا ہے جذبۂ بے تابیِ منزل مجھے

اے ہجومِ ناامیدی شاد باش زندہ باش
تو نے سب سے کر دیا بیگانہ و غافل مجھے

دردِ محرومی سہی احساسِ ناکامی سہی
اس نے سمجھا تو بہر صورت کسی قابل مجھے

یہ بھی کیا منظر ہے بڑھتے ہیں نہ ہٹتے ہیں قدم
تک رہا ہوں دور سے منزل کو میں منزل مجھے

اک عجب بے نام چاشنی دل کے پیمانے میں ہے
وہ کسی شیشے میں ہے ساقی نہ میخانے میں ہے

پوچھنا کیا ہے کتنی وسعت میرے پیمانے میں ہے
سب الٹ دے ساقیا جتنی بھی میخانے میں ہے

یوں تو ساقی ہر طرح کی تری میخانے میں ہے
وہ بھی تھوڑی سی جو ان آنکھوں کے پیمانے میں ہے

ایک ایسا راز بھی دل کے نہاں خانے میں ہے
لطف جس کا کچھ سمجھنے میں نہ سمجھانے میں ہے

یاد ہے کہ جب تھا ہر نفس اک زندگی
زندگی اب ہر نفس کے ساتھ مر جانے میں ہے

ایک کیفِ ناتمام درد کی لذت ہی کیا
درد کی لذت سراپا درد بن جانے میں ہے

غرق کر دے تجھ کو زاہد تیری دنیا کو خراب
کم سے کم اتنی تو ہر میکش کے پیمانے میں ہے

پھر نقاب اس نے الٹ کر روح تازہ پھونک دی
اب نہ کعبے میں ہے سناٹا نہ بتخانے میں ہے

منتشر کر دے اسے بھی حسنِ بے پایاں کے ساتھ
زندگی شیرازۂ دل کے بکھر جانے میں ہے

پی بھی جا زاہد! خدا کا نام لے کر پی بھی جا!
بادۂ کوثر کی بھی اک موج پیمانے میں ہے

شیشہ مست و بادہ مست و حسن مست و عشق مست
آج پینے کا مزا پی کر بہک جانے میں ہے

بے تحاشہ پی رہے ہیں کب سے رندانِ الست
آج بھی اتنی ہی ہے ہر دل کے پیمانے میں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حسن کی ایک اک ادا پر جان و دل صدقے مگر
لطف کچھ دامن بچا کر ہی گزر جانے میں ہے

عشق نے توڑی سر پہ قیامت، زورِ قیامت کیا کہئے؟
سننے والا، کوئی نہیں، رودادِ محبت، کیا کہئے؟
دل ہے کسی کا رازِ حقیقت، رازِ حقیقت کیا کہئے؟
حیرتِ جلوہ، مہر بہ لب ہے، جلوۂ حیرت کیا کہئے؟
جب سے اس نے پھیر لیں نظریں، رنگ تباہی آہ نہ پوچھ؟
سینہ خالی، آنکھیں ویراں، دل کی حالت، کیا کہئے؟
ایک تجلی، ایک تبسّم، ایک نگاہِ بندہ نواز
اس سے زیادہ اے غمِ جاناں، دل کی قیمت کیا کہئے؟
شیشۂ دل، وہ ہستی نازک، ٹھیس لگی اور ٹوٹ گیا
اس پہ کسی کے تیرِ ستم کی، مشق سیاست کیا کہئے؟

ذرہ، ذرہ، دیدۂ و دل ہے، گوشہ گوشہ بستی ہے
عشق ہے جب تک سلسلہ جنباں، دل کی مستی ہستی ہے
جینے تک ہیں، ہوش کے جلوے آگے ہوش کی ستی ہے
موت سے ڈرنا، کیا معنی؟ موت بھی جزو ہستی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

معنیِ صورت، صورتِ معنی، فکر و نظر کے دھوکے ہیں
فکر و نظر تک رہ جانا، فکر و نظر کی پستی ہے

چشمکِ حسن و عشق مبارک دیدہ و دل ہیں خرم و شاد
حشر تک اب یہ بحث سلامت کس کی کہاں تک ہستی ہے

نالۂ بے قرار کون کرے؟ حسن کو شرمسار کون کرے؟
ہوش کی مستیاں ارے توبہ ہوش کو ہوشیار کون کرے؟
عشق ہے اعتماد کے قابل حسن کا اعتبار، کون کرے؟
ہمیں بنجائیں کیوں نہ صورت یار؟ دل کو پابند یار کون کرے؟
جان و دل پر نہیں رہا قابو جان و دل اب نثار کون کرے؟

سوئے صحرا، نکل چلے وحشی
انتظارِ بہار، کون کرے؟

لازم ہے کچھ تو خاطرِ دلدار کے لئے دنیا سمیٹ لوں نگہ یار کے لئے
بیہوش کئے لئے ہیں نہ ہشیار کیلئے جلوے ہیں خاص چشم گہربار کے لئے
ہم سے نہ پوچھیے! شورشِ درماندگی کا راز جیتے ہیں اک نگاہ طرفدار کے لئے
ان کا حریم خاص ہیں جلووں کا ذکر کیا؟ وہ خود ہیں اپنے طالب دیدار کے لئے
دل تک خیالِ غیر بھی لانا روا نہیں مخصوص ہے یہ جام لب یار کے لئے
آساں نہیں معاملۂ جلوہ و نظر چشم کلیم چاہیئے دیدار کے لئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جو جہنم میں بھی فردوس بداماں ہونگے — دیکھ لینا! وہ ہمیں سوختہ ساماں ہونگے

ایک پردہ کشش سعی پریشاں ہونگے — خود کو جتنا وہ چھپائیں گے نمایاں ہونگے

نہیں معلوم، وہ کس وضع کے انساں ہونگے — جن پہ تیرے ستم خاص کے احساں ہونگے

وہ جدھر ناز سے بے پردہ خراماں ہونگے — ذرے سب جام بکف مست غزلخواں ہونگے

جمع سب حسن کے اجزائے پریشاں ہونگے — ہم تو ہم بت بھی کسی روز مسلماں ہونگے

میری حیرت کی قسم آپ اٹھائیں تو نقاب — میرا ذمہ ہے کہ جلوے نہ پریشاں ہونگے

میں چھپاتا ترے اسرار محبت ظالم! — کیا خبر تھی مری رگ رگ سے نمایاں ہونگے

حسن تک دیکھ لیں سب حسن کے جلووں کی بہار — مجھ تک آئے تو مرا حال پریشاں ہونگے

نغمۂ بربط غم، کیف اثر، شورش جاں — انھیں پردوں سے کسی دن وہ نمایاں ہونگے

لطف آزادیٔ زندان بلا کیا کہیے؟ — اب جو چھوٹے تو اسیر غم زنداں ہونگے

تجھ کو گلشن کی قسم اچھیڑ نہ اے باد صبا!! — کھل گئیں غنچوں کی آنکھیں تو پریشاں ہونگے

حسن بے قید نہیں، عشق بھی محدود نہیں — مجھ کو پائیں گے جہاں تک وہ نمایاں ہونگے

شعلہ سامانیٔ غم پر نہ کرو ناز جگر!
تم سے کتنے ہی جگر شعلہ بداماں ہونگے

کوئی نہ گھر ہی اپنا، کوئی نہ آستاں ہے — ہر شاخ ہے نشیمن ہر پھول آشیاں ہے

تو سامنے ہے پھر بھی بتلا کہ تو کہاں ہے — کس طرح تجھ کو دیکھوں نظارہ درمیاں ہے

میں اپنی اس نظر کی رعنائیوں کے صدقے — جو شکل ہے حسیں ہے، دوشیزہ ہے جواں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

میں عشق ہوں مکمل، میں شوق ہوں مسلسل — گویا تمام عالم میری ہی داستاں ہے
سب نذرِ حسن کر کے بیٹھا ہے عشق رسوا — کوئی نہ راز ہے اب کوئی نہ رازداں ہے
میں کس کے سامنے اب اپنی جبیں جھکاؤں — میری جبیں نہیں ہے تیرا ہی آستاں ہے

رنگین ہیں فضائیں، جاری ہیں اشکِ خونیں
افسانہ حسن کا ہی اور عشق کی زباں ہے

پارہائے جگر

زبانِ شوق سے شکرِ وصال ہو نہ سکا — وہ حال تھا کہ کچھ احساسِ حال ہو نہ سکا
نگاہِ شوق نے بدلے ہزار ہا منظر! — مرے لئے کوئی شایانِ حال ہو نہ سکا

ستم کشوں نے نہ سمجھا کمالِ حیرت میں — چھپے ہوئے تھے وہ خود پردۂ محبت میں
اگر نہیں پسِ پردہ کوئی حقیقت ہے — یہ کون بول رہا ہے طلسمِ صورت میں
جب آئے محفلِ وحدت سے بزمِ کثرت میں — نظر کا بن گئے پردہ نظر کی صورت میں

آنکھوں کے سامنے اب منزل رہی نہ راہیں — جلووں نے تیری ملکر سب لوٹ لیں نگاہیں
سینے سے حسن نے خود لپٹا لیا تڑپ کر — فریاد بن کے اٹھیں آج اس طرح نگاہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اک بزمِ ناز میں چل، زاہد تجھے دکھا دوں ۔ مینا بدوش آنکھیں ساغر بکف نگاہیں

دوست الفت نہ کریں غیر عداوت نہ کریں ۔ میں کہیں کا نہ رہوں وہ جو عنایت نہ کریں
وقت آئے تو ہمیں جان بھی کردیں گے فدا ۔ کیا یہ ممکن ہے ترے نام کی عزت نہ کریں

یہ بھی گر اک، جلوۂ جانانہ ہو ۔ میری محرومی عجب افسانہ ہو

یہ حاصلِ سرمایۂ عرفاں طلبی ہے ۔ یعنی ہوسِ دید، خود اک بے ادبی ہے
بجھتی ہی نہیں اب کسی ساغر سے مری پیاس ۔ شاید مرا مقصد ہی مری تشنہ لبی ہے

حسن میں جبتک کہ یہ شانِ خود آرائی نہ تھی ۔ عشق میں مستی تھی لیکن خوئے رسوائی نہ تھی

یہ کس نے منتشر کردیں جنوں سامانیاں میری ۔ زمیں سے آسماں تک ایک ہیں ہو ہائے فغاں میری

راس آئی مجھ کو حیرانی مری ۔ اب وہ کرتے ہیں نگہبانی مری

ہو گیا سیراب باغِ آرزو، ۔ اللہ اللہ شبنم افشانی مری

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تجلیاتِ جگر

یعنی

کلامِ دورِ دوم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الف

دل کیا ہے؟ نقشِ حسنِ حقیقت طراز کا
آئینہ کیا ہے؟ عکس ہے آئینہ ساز کا

عالم نہ پوچھ، عشق کی شانِ نماز کا
کونین ایک ذرہ ہے خاکِ نیاز کا

آخر کھلا یہ رازِ طلسمِ مجاز کا
اک شعبدہ تھا غفلتِ بیگانہ ساز کا

دھوکا قدم قدم پہ، تری بزمِ ناز کا
کیا سخت مرحلہ ہے طلسمِ مجاز کا

اللہ رے اثر نگہِ مستِ ناز کا
ہر پردہ ارتعاش میں ہے دل کے ساز کا

چھایا یہ رنگ مستیِ وحدت طراز کا
مفتی نے دیدیا مجھے فتویٰ جواز کا

عالم نہ پوچھ کشمکشِ ضبطِ راز کا
ہر سانس ہے پیامِ غمِ جاں گداز کا

کس لطف سے کٹیں شبِ غم کی مصیبتیں
ممنوں ہوں، محبتِ افسانہ ساز کا

تو محوِ بیخودی ہی رہا، ورنہ بے خبر!
پنہاں تھا نازِ حسن میں عالم نیاز کا

پیراہنِ جنوں سے تنِ عشق ڈھک لیا
یہ ایک طریق خاص ہے اخفائے راز کا

ناگاہ سامنے نظر آیا جمالِ دوست
میں شکوہ سنج تھا غمِ ہستی گداز کا

مجھ سے گناہگار پہ یہ بارشِ کرم
منہ دیکھتا ہوں رحمتِ عاجز نواز کا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صوفی نے حسن کو شاہدِ مطلق سمجھ لیا — اک پرتوِ لطیف تھا حسنِ مجاز کا
تنہائی فراق میں کیوں گریہ کیجئے — اے دل! یہ وقتِ خاص ہے راز و نیاز کا
تصویرِ یار سامنے ہے سر پہ ہے ہوائے شوق — ایسے میں کس کو ہوش نشیب و فراز کا
مجھ کو وصال و ہجر سے کیا واسطہ جگر!
عاشق ہوں اک تبسمِ دیوانہ ساز کا

فاش اہلِ بزم پہ کل رازِ نہاں کر دیا — آئینہ جھٹکا ہمیں نے سب کو حیراں کر دیا
حسن کے جلووں کو رگ رگ میں خراماں کر دیا — دل کی اک جنبش نے کیا کارِ نمایاں کر دیا
جان تو نذر، صدقے تصدق دین و ایماں کر دیا — ہم نے جو کچھ تھا، نثارِ روئے جاناں کر دیا
ہائے یہ کیا قہر تو نے چشمِ گریاں کر دیا — اور بھی کچھ آتشِ دل کو فروزاں کر دیا
بن رہی تھیں میرے آگے میاں کیا کیا عجب — موت نے سب مشکلوں کو آخر آساں کر دیا
حسن نے تا شام ہنس کر جو بنایا تھا چمن — عشق نے تا صبح رو کر شبنمستاں کر دیا
زخمہ حسنِ تبسم کی فسوں کاری نہ پوچھ — ہر نگاہِ شوق کو تارِ رگِ جاں کر دیا
پھیلا تھا ہو کے صحرا کھینچ کر جوشِ جنوں — پاسِ ناموسِ وفا نے پابہ زنداں کر دیا
اب اسی دستِ جنوں پر آستیں ہے خندہ زن — دھجیوں کو بار ہا جس نے گریباں کر دیا
عشق نے لذت جو دی تھی آہ تو نے عندلیب — اس کو بھی صرفِ نوائے پریشاں کر دیا
بے خودی حد سے زیادہ بڑھ چلی جب عشق میں — بے حسی نے پردہ دارِ رازِ پنہاں کر دیا
عشق نے دردِ زلیخا بھر دیا کونین میں — حسن نے ساری فضا کو یوسفستاں کر دیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

شمع جب فانوس میں تھی آنکھ تھی محوِ جمال — جب ہوئی عریاں نگاہوں کو پریشاں کر دیا

بتکدے کو وہ میسر ہے نہ کعبے کو نصیب
اس نے جس جلوے کو وقفِ سینۂ چاکاں کر دیا

زمین و آسماں ہونا، مکان و لامکاں ہونا — غرض دل کو کسی صورت محیطِ دو جہاں ہونا
فنائے عشق کیا ہے؟ کاروانی کارواں ہونا — یہاں تک منتشر ہونا کہ بے نام و نشاں ہونا
ترے جلوؤں میں گم ہو کر جہاں اندر جہاں ہونا — مبارک عمرِ رفتہ کو حیاتِ جاوداں ہونا
نظر صیاد کی کیا؟ برق بھی ہو تو لرز اٹھے — ابھی آیا نہیں تنکوں کو جانِ آشیاں ہونا
تماشہ دیدنی ہے دیکھ لیں اہلِ نظر آکر — مرے ہمراہ منزل کا بھی گردِ کارواں ہونا
لہو کا قطرہ قطرہ بن گیا تو شمعِ وحدت کی — بجا ہے اب مرا پروانۂ آتش بجاں ہونا
زہے صورت زہے معنی زہے جلوہ زہے پردہ — بیک لحظہ بیک ساعت عیاں ہونا نہاں ہونا
کسی کے سامنے وہ میری عرضِ شوق کا عالم — مرے ذراتِ ہستی کا مسلسل داستاں ہونا
کبھی دریائے بیتابی کا سینے میں سمٹ آنا — کبھی ہر اشک کے قطرے کا بحرِ بیکراں ہونا

سنا ہے ہر طرف لٹتی ہیں جلوے حسنِ صورت کے
کبھی تم بھی جگر! آوارۂ کوئے بتاں ہونا

جادو قلمِ کاتبِ تقدیر میں کیا تھا — میں اول ساعت ہی سے مائل بہ فنا تھا
ہیں اُس کی نظر اور وہ مجھے دیکھ رہا تھا — اے حیرتِ خاموش! یہ منظر ابھی کیا تھا
جب نقطۂ ہستی کا تعین نہ ہوا تھا — تا ہم اُس ستم ایجاد کا کیا جانے کیا تھا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پہنچا ہوں اسی راہ سے تا منزلِ عرفاں
کھلتے ہیں جسے ہوش وہی ہوش ربا تھا

یہ فصلِ گل، سماں یہ شبِ ماہتاب کا
لا ساقیا! شراب! مزا ہے شراب کا

چھوڑا نہ راز کوئی، جہانِ خراب کا
سب کہہ گیا میں خواب میں افسانہ خواب کا

بگڑا ہوا ہے رنگ، جہانِ خراب کا
بھر لوں نظر میں حسن کسی کے شباب کا

اپنی نظر کی برق وشی کو بھی دیکھئے
مجھ سے ہی پوچھئے نہ مزاج اضطراب کا

نکلی تڑپ کے پردۂ خاکی سے روحِ پاک
ٹوٹا طلسم جلوۂ حسن حجاب کا

آہ یہ عالمِ کثرت تری رعنائی کا
ایک مرکز نہ رہا چشمِ تماشائی کا

کیا ٹھکانا ہے اس آوارہ دسودائی کا
حشر اک لمحہ ہے جسکی شبِ تنہائی کا

نور کہتے ہیں جسے چشمِ تماشائی کا
غیر فانی ہے وہ پرتو تری رعنائی کا

عشق کیا چیز ہے؟ ایک حشر در آغوشِ خیال
حسن کیا؟ خواب ہے اک چشمِ تماشائی کا

منحصر جلوت و خلوت پہ نہیں وصلِ حبیب
خاص اک وقت ہوا کرتا ہے یکجائی کا

رہ گئیں پردۂ ظاہر میں الجھ کر نظریں
حسن دیکھا نہ کسی نے مری رسوائی کا

نظر میں ہیچ ہے اِگلشن تمام دنیا کا
نہ پوچھ! حوصلۂ مرغانِ رشتہ برپا کا

اترے ہوئے حسیں ہیں کہ ہر موج کار فرما کا
وہ ایک قطرہ ہی حاصل تمام دریا کا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نجات روح کو ملتی نہیں ہر نفس سے آہ ۔۔۔ بنا ہوا ہے یہ مجنوں حجاب لیلا کا
ہر ایک ذرے سے نکلے تڑپ کے برق جمال ۔۔۔ بنے تو کوئی طلبگار حسن معنی کا
خدا ہی رحم کرے اسکی تشنہ کامی پر ۔۔۔ سراب پر جسے کامل یقین ہو دریا کا
رواں اگرچہ ہیں اس میں بھی سب وہی جلوے
مگر ہے قطرے یہ فرض احترام دریا کا

وہ ہجر کے پردے میں جس وقت کہ واصل تھا ۔۔۔ اس درجہ لطافت تھی احساس بھی مشکل تھا
کل دیکھ کے یہ منظر قابو میں بھی دل تھا ۔۔۔ بیتاب تھیں خود موجیں لب تشنہ جو ساحل تھا
کیا سیر تھی میں جب تک آوارہ ساحل تھا ۔۔۔ دریا کی طرح غم تھا کشتی کی طرح دل تھا
کل اپنی حقیقت تھی منصور انا الحق کی ۔۔۔ ناچیز سا اک قطرہ دریا کے مقابل تھا
کونین کا غم دل نے سب لے لیا اپنے سر ۔۔۔ آغاز کا دیوانہ انجام سے غافل تھا
جب غور کیا دم بھر سب نقش حرم اٹھے ۔۔۔ جب آنکھ ذرا کھولی آئینہ مقابل تھا
دل کیلئے الفت کی قیدیں ہی مناسب تھیں ۔۔۔ دیوانہ یہ ایسی ہی زنجیر کے قابل تھا
خود اپنی تجلی میں جب عشق تھا مستغرق ۔۔۔ ہر ثابت و سیارہ مدہوش تھا غافل تھا
کیا دن تھی جگر وہ دن جب صحبت اصغر میں
مسرور طبیعت تھی مسرور مرا دل تھا

سینے سے دل اچھلتے ہی رفعت نشاں ہوا ۔۔۔ یہ ذرا جب بلند ہوا آسماں ہوا
دل مبتلائے نالہ و آہ و فغاں ہوا ۔۔۔ اے شان عشق حسن ترا رائگاں ہوا

ع حضرت مولانا اصغر گونڈوی نور اللہ مرقدہٗ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صیاد! دونوں گھر ہیں بس اک گل کے نام کے — تیرا قفس ہوا، کہ مرا آشیاں ہوا

غفلت ہی کے ساتھ ساتھ ہے یہ قید جسم بھی — پھر میں کہاں؟ اگر مجھے عرفان جاں ہوا

صحرائے جستجو سے نہ آگے بڑھے قدم — گم اُسکی وسعتوں میں ہر اک کارواں ہوا

صیاد سے چھپا نہ سکی کوئی شاخ نخل — پہنچی وہیں نگاہ جہاں آشیاں ہوا

چھوٹا نہ رشتۂ طلب دوست ہاتھ سے — میں خاک ہو کے گرد پس کارواں ہوا

تبدیلی مقام سے بدلی فضائے عشق — جو درد تھا ابھی وہی آرام جاں ہوا

عالم تمام میرا ثنا خواں ہوا جگر
میں آپ اپنے شعر کا جب قدرداں ہوا

یہ مزا تھا، خلد میں بھی نہ مجھے قرار ہوتا — جو وہاں بھی آنکھ کھلتی یہی انتظار ہوتا

میں جنون عشق میں یوں ہمہ تن فگار ہوتا — کہ مرے لہو سے پیدا اثر بہار ہوتا

مرے رشک بے نہایت کو نہ پوچھ میرے دل سے — تجھے تجھ سے بھی چھپاتا، اگر اختیار ہوتا

مری بیقراریاں ہی تو ہیں اسکی وجہ تسکیں — جو مجھے قرار ہوتا، تو وہ بیقرار ہوتا

جسے چشم شوق میری کسی طرح دیکھ پاتی — کبھی حشر تک وہ جلوہ نہ پھر آشکار ہوتا

یہ دل اور یہ بیان غم عشق بے محابا — اگر آپ طرح دیتے مجھے ناگوار ہوتا

کبھی یہ ملال اسکا نہ دکھے کسی طرح دل — کبھی یہ خیال وہ بھی یونہیں بیقرار ہوتا

مرا حال ہی جگر! کیا وہ مریض عشق ہوں میں
کہ وہ زہر بھی جو دیتا مجھے سازگار ہوتا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق جب تک حرفِ املا خارج و تن میں تھا ‏ دفترِ عالم مرے اک گوشۂ دامن میں تھا

آشنا قیدِ مکاں سے کب رہی برقِ جمال ‏ ذرے ذرے میں ہر وہ جو وادیِ ایمن میں تھا

ہم نے تکمیلِ جنوں بھی جلوۂ راز غم میں کی ‏ دور کیوں جاتے؟ کہ صحرا بھی ابھی گلشن میں تھا

مجھ کو سب معلوم ہے افسانۂ برق و کلیم ‏ میرے دل کا ذرہ ذرہ وادیِ ایمن میں تھا

رخصت اے بیگانگی! اب کھل گیا تیرا فریب ‏ اپنا میں دشمن رہا جب تک غمِ دشمن میں تھا

ورنہ ممکن ہی نہ تھا نظارۂ برقِ جمال ‏ ذوقِ موسیٰ بھی حدودِ وادیِ ایمن میں تھا

تھا جنونِ عشق خود ہی کارفرما اے جگر!
تو عبث دیوانہ، فکرِ وسعتِ دامن میں تھا

دہر کی نیرنگیوں کا خوب عرفاں ہو گیا ‏ لا، شرابِ کہنہ ساقی! دل پریشاں ہو گیا

محو رنگا رنگیِ صحرائے امکاں ہو گیا ‏ اپنے جلووں میں مقید آپ انساں ہو گیا

برق چمکی تھی کہ برپا جوشِ طوفاں ہو گیا ‏ المدد اے شوق! نظارہ پریشاں ہو گیا

ہر تڑپ کے ساتھ اک جلوہ نمایاں ہو گیا ‏ آج ثابت یار کا قربِ رگِ جاں ہو گیا

ذوقِ سجدہ ہر جبیں ہو سے نمایاں ہو گیا ‏ میں کیا شے ہوں کہ اپنا آپ عنواں ہو گیا

روح قالب سے نکل کر اصل میں گم ہو گئی ‏ نے سے ہوتے ہی جدا، نغمہ پریشاں ہو گیا

انتہائے جستجو میں دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ ‏ ابتدا، یہ ہے کہ ہر ذرہ بیاباں ہو گیا

روح جب تڑپی، نگاہِ شوقِ عاشق بن گئی ‏ دل جب اچھلا، جلوہ گاہِ حسنِ جاناں ہو گیا

ایک مرکز پر سمٹ آیا جہانِ آرزو ‏ کثرتِ موہوم ہی جب دل پریشاں ہو گیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کس کو دیکھا پردۂ خاکی میں اپنی جلوہ گر — ڈالتے ہی اک نظر، مغرور انساں ہو گیا
کم نہ تھا یہ عالمِ ہستی، کسی صورت مگر — وسعتیں دل کی بڑھیں اتنی کہ زنداں ہو گیا
دل کے پرتو بن گئے، سب نقش ہائے رنگ رنگ — ایک ذرہ، موجدِ کل بزمِ امکاں ہو گیا
غم کی جنبش قلب کو دی جاگ اٹھی روحِ شوق — ساز چھیڑا درد نے، مطربِ غزلخواں ہو گیا
چشم پرنم، زلف آشفتہ، نگاہیں بیقرار — اس پشیمانی کے صدقے میں پشیماں ہو گیا
زعم تھا، ذوقِ نگاہ و جذبِ دل پر ناگہاں — محو اک جلوے میں سب وجدانِ عرفاں ہو گیا
چھوٹ سکتا تھا کہیں اس جسم سے دامانِ روح — پھر کبھی ملنے کا شاید عہد و پیماں ہو گیا
دل گلستاں تھا، تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار — یہ بیاباں جب ہوا، عالم بیاباں ہو گیا
ورنہ کیا تھا، صرف ترتیبِ عناصر کے سوا — خاص کچھ بیتابیوں کا نام انساں ہو گیا

یوں بسر کی زندگی میں نے اسیری میں جگر!
ہر طریقہ داخلِ آدابِ زنداں ہو گیا

ب

تیری نگاہِ ناز بایں شانِ اضطراب — ہم جانِ دردِ عشق و ہم ایمانِ اضطراب
ابتک تو تیری فیض سے ای عشق معتبر! — داغِ سکوں سے پاک ہے دامانِ اضطراب
تو خود اگر نہیں، تو بتا اے نگاہِ شوق — پھر کون ہے؟ یہ سلسلہ جنبانِ اضطراب
ہر چند نجدِ عشق سے اٹھے ہزار قیس — نکلا مگر نہ ایک بھی شایانِ اضطراب

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پھری وہیں چلا تھا جہاں سے دلِ غریب — آغاز ہی پہ لے گیا پایانِ اضطراب

بے وجہ یہ سکونِ محبت نہیں جگرؔ!
اٹھنے کو ہے مگر کوئی طوفانِ اضطراب

ر

ہو چکا، تکملۂ صورت و معنائے بہار — تو بھی اب سامنے آ، اے چمن آرائے بہار
میری نظروں میں ہے وہ منظرِ زیبائی بہار — سب بہاریں ہیں جہاں گردِ کفِ پائے بہار
تیرا گلشن ہی نہ بن جائے قفس، اے بلبل! — دیکھ محدود نہ کر وسعتِ دنیائے بہار
عکسِ افسردگیِ شوق سراپائے خزاں — پرتوِ حسنِ نظر، صورتِ زیبائے بہار
باہر آنا ہی نہ تھا پردۂ بے رنگی سے — خود خزاں سازی برقِ تجلائے بہار

تیرے دیوانے ہیں آزادِ تعین، ورنہ
یہ خزاں کو بھی جو دیکھیں تو نظر آئے بہار

ز

دل مرا توڑ کر کہا، اس نے زبانِ راز میں — ساز میں نغمہ وہ کہاں؟ ہے جو شکستِ ساز میں
ہو کے فنائے ذاتِ حق، دل مرا سوز و ساز میں — مرکزِ اصل بن گیا، دائرۂ مجاز میں
دونوں جہاں تھے غرق و محو، جس کی نگاہِ ناز میں — ایسا بھی ایک بت ملا بتکدۂ مجاز میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خاک بھی اس غریب کی آہ کہ پھر نہ اڑ سکی
تم نے جسے مٹا دیا، پردۂ امتیاز میں

درد کا دل بڑھائے کون؟ پردہ دراٹھائے کون
موت کو نیند آگئی، غم کی حریمِ ناز میں

پھیلے پڑے ہیں جسقدر حسن کے جلوۂ لطیف
جمع ہیں سب سمیٹ کر دامنِ امتیاز میں

وحدتِ خاص عشق میں ذکر ہی غیریت کا کیا؟
اپنے ہی جلوے دیکھئے اپنی ہی بزمِ ناز میں

یوں ہی مری نگاہ میں نقش و نگارِ کائنات
عالمِ خواب جسطرح، دیدۂ نیم باز میں

حسن کمالِ عشق کا، کوئی کمال رہ نہ جائے
ناز کا ایک سبق بھی لی، درس گہِ نیاز میں

مشرقِ غم سے کر طلوع ایک وہ آفتابِ حسن
ڈوب سکے نہ جو کبھی مغربِ امتیاز میں

دونوں جہاں ہیں قدم اول و آخر ہوس
انکو اٹھا، تو ہو ابھی خاص حریمِ ناز میں

غیر جو تلخ کام ہے اسکے نصیب کی کمی!
مجھ کو تو اک مزا ملا، ہر غمِ جانگداز میں

توڑ کے سب قیودِ عشق چل دلِ مدعا طلب!
ہاں لبِ خشک، آہِ سرد، اس کی حریمِ ناز میں

جا بہ سکون و عیش سے ہاتھ اٹھا کہ بے خبر!
تیری بقا کا راز ہے شورشِ جانگداز میں

اصل ہے ہو کی بیخبر ڈھونڈ رہا ہے دلِ حزیں
عیشِ دوامِ عافیت، غم کدۂ مجاز میں

یہ جو تمام نغمہ ہے دعوتِ عام نغمہ ہے
موجِ خرام نغمہ ہی نغمہ نہیں ہے ساز میں

میری نیازِ عشق کا ہو ہی رہیگا فیصلہ
آپ کمی نہ کیجئے اپنے جنونِ ناز میں

کام نہ آئیں عقل کی عقدہ کشائیاں جگر!
اور اضافہ ہو گیا سلسلہ ہائے راز میں

ندرت پسند کتنے ہیں عشاق خوش نظر ہیں
سینے تمام ویراں آنکھیں تمام تر ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رنگینیٔ عالم میں دیکھا ہی جن کو اکثر! ‏ اے دل! وہی تو جلوے سرمایۂ نظر ہیں
آساں نہیں گزرنا صحرائے بیخودی سے ‏ ہشیار اہلِ تمکیں! رستے یہ پر خطر ہیں
اپنا نشاں بتائیں کیا رہروانِ غربت ‏ بربادِ جستجو ہیں پامالِ رہ گزر ہیں
درماندگی کے نالے بیچارگی کی آہیں ‏ وہ شام کی ہیں رونق یہ زینتِ سحر ہیں
کیوں آسماں سے مل کر اپنا وقار کھوئیں ‏ کیا کم ہے یہ کہ تیری ہم خاکِ رہ گزر ہیں

بزمِ مشاعرہ ہے یا گلشنِ تخیل
بلبل چہک رہا ہے یا حضرتِ جگر ہیں

و

سمجھائے کون؟ بلبلِ غفلت شعار کو ‏ محدود کر لیا ہے چمن تک بہار کو
عصیاں کی بھی نہ ہو سکی تکمیل مجھ سے آہ ‏ کیا منہ دکھاؤں رحمتِ پروردگار کو
اے دل! جو راہِ عشق میں رکھا ہے تو نے پاؤں ‏ کرنا نہ تنگ دائرۂ اختیار کو
پھر دیکھنا بہار، بیابانِ عشق کی ‏ گلشن بنا چکوں گا جب اس خار زار کو

بھڑکا رہا ہوں آتشِ عصیاں ہر ایک سمت
پھیلا رہا ہوں رحمتِ پروردگار کو

بیخودی کا نہ ہوا شک کسی بیگانے کو ‏ فطرتِ عشق سنبھالے رہی دیوانے کو
جب سے معلوم کیا دل کے نہاں خانے کو ‏ آنکھ اٹھانے کی بھی فرصت نہیں دیوانے کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشق معصوم صفت حسن ثقاہت دشمن
مختصر کون کرے شوق کے افسانے کو

پی کے اک جام، وہ جلوے نظر آئے مجھ کو
دیکھتا ہوں کبھی خم کو، کبھی میخانے کو

بجلیاں طورِ تصور پر گرانے والے!
پھونک دے پھونک دے ہستی کے سیہ خانے کو

میکشِ افسردہ کہ باقی نہ رہی قیدِ مکاں
آج اک موج بہا لے گئی میخانے کو

غیر از دوست نہ تھا ہستیِ عاشق کا وجود
کم نگاہی نے دیا طول اس افسانے کو

قیس و فرہاد ہوں یا سرمد و منصور جگر
ہم نے بے مایہ نہ دیکھا کسی دیوانے کو

نگراں کوئی بجز دیدۂ مسحور نہ ہو
جلوہ اس طرح دکھا، برق ہو طور نہ ہو

خود ضیا بار، جو اک جادۂ مستور نہ ہو
آئینہ خانۂ عالم میں کہیں نور نہ ہو

رازِ غم فاش نہ ہو، عشق جو مجبور نہ ہو
دیکھنا! کوئی پسِ پردۂ منصور نہ ہو

آج ہر زخم نظر آتا ہے پیمانہ بدست
اس میں کچھ شعبدۂ نرگسِ مخمور نہ ہو

کھول کر آنکھ ذرا دیکھ تو نے او غافل
تیری ہستی ہی حجابِ رخِ پر نور نہ ہو

خاک ہے سوزِ غمِ عشق کی تاثیر کلیم!
دل کا ہر ذرہ اگر برق سرِ طور نہ ہو

جتنے وہ پاس ہیں اتنا ہی نہ ہو پاس کوئی
جتنے وہ دور ہیں اتنا بھی کوئی دور نہ ہو

عین ایماں ہے انا الحق کا ترانہ لیکن
ہے یہی کفر اگر دیدۂ منصور نہ ہو

اس تقید پہ تو عالم ہے یہ آزادی کا
کیا قیامت کرے انساں جو مجبور نہ ہو

ایک اک سانس ہے اس کے لئے پیغام حیات
آدمی اپنی حقیقت سے اگر دور نہ ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کوچۂ عشق سے باہر وہ نکل جائے جگرؔ!
جیتے جی خاک میں ملنا جسے منظور نہ ہو

ابھی کچھ روز بھی گزرے نہ تھے تخلیقِ انساں کو
ابھارا خود کسی کی مصلحت نے ذوقِ عصیاں کو

ملک اور سجدہ کرتا ایک مشتِ خاکِ انساں کو
کمالاتِ نبوت نے کیا کافر مسلماں کو

کسی صورت نہ ہوتی دیں عیاں اسرارِ جاناں کو
جو چاکِ سینہ فرصت دے تو میں سی لوں گریباں کو

خدا رکھے سلامت اس دلِ برباد و ویراں کو
بیاباں میں لیے بیٹھا ہے اک جانِ گلستاں کو

خزاں آتے ہی لوٹیں جلوۂ ظاہر کی رنگینیاں
شکستِ رنگ نے پرواز بخشی طائرِ جاں کو

غبارِ تمنا ہوں نہ پوچھو میری بربادی
گراں بارِ مصیبت ہوں نہ دیکھو میرے ساماں کو

یہیں سے روز کر لیتے ہیں سیرِ دو جہاں وحشی
خدا رکھے سلامت سایۂ دیوارِ زنداں کو

نہ پوچھی بات بھی اس شوخ کی کافر نگاہوں نے
لیے بیٹھا رہا زاہد متاعِ دین و ایماں کو

ابھی اے جوشِ وحشت کون یہ کہتا ہوا گزرا
ترے دامن کے ٹکڑے یاد کرتے ہیں گریباں کو

عطا کر وہ مذاقِ عشق اے بیگانۂ عالم
کہ تیری آنکھ سے دیکھوں ترے حسنِ نمایاں کو

کمالِ لذتِ ذوقِ اسیری تو کہاں ممکن
بقدرِ ظرف حصہ مل گیا ہر اہلِ زنداں کو

نہ تھا کوئی حجاب اک لغزشِ مستانہ کے آگے
مآل اندیشیوں ہی نے کیا گمراہ انساں کو

مزاجِ حسن و تکلیفِ تجلی اے معاذ اللہ
بس اب ایسا نہ کر اے بیخودی شوقِ پشیماں کو

نہیں آپے میں کوئی کس کو ہو احساسِ نظارہ
تحیر ہی نگاہوں کو تو واجد ہے رگِ جاں کو

نکاتِ عشق حل کرتی ہے ہر جنبش نگاہوں کی
زبانِ آگہی سمجھو سکوتِ اہلِ عرفاں کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دکھا کر اک جھلک سامانِ راحت جس نے لوٹا تھا   نگاہیں ڈھونڈتی ہیں پھر اسی غارت گرِ جاں کو

تغافل بھی کسی کا وجہِ تسکیں اے جگرؔ! کیا ہو
سمجھتا ہے یہ دل کمبخت پرسش ہائے پنہاں کو

ی

قدرت کی آن والے! رحمت کی شان والے   تجھ پر جہاں تصدق او پاک جان والے!

دونوں جہاں کی نعمت ہے ہیچ بن تیری   بوسیدہ کپڑوں والے! ٹوٹے مکان والے!

ایسے بھی آپ اُمی! کھولی زبان جس دم   دم بھر میں تھی زباں پہ ساری زبان والے!

پوچھے پر اے صبا تو جا کر یہ عرض کر دے   ہجور کب تک آخر ہندوستان والے!

اک جنبشِ نگہ کے، سب منتظر کھڑے ہیں
پردرد قلب والے پُرسوز جان والے

ہنسی پھر اڑنے لگی عشق کے فسانے کی   نقاب اٹھاؤ بدل دو فضا زمانے کی

چلی کچھ ایسی مخالف ہوا زمانے کی   پناہ برق نے لی میرے آشیانے کی

یہ شرح ہے دلِ عشاق کے فسانے کی   کہ گردشیں اسی محور پہ ہیں زمانے کی

اب آگے دیکھیں کدھر کیا ہوا زمانے کی   قفس میں طرح توڑالی ہے آشیانے کی

جنہیں سمجھتے ہو نیرنگیاں زمانے کی   جدا جدا ہیں یہ شرحیں مری فسانے کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ بزمِ دل، خس و خاشاک پر نہیں موقوف — اجڑ کے بھی ہے یہی رونق آشیانے کی
خزاں فسردگیِ شوقِ ناتمام مری — بہارِ ہستیِ ناقص مرے فسانے کی
تعینات کے ہیں وصل و ہجر، دو پہلو — حیات و موت ہیں، دو کروٹیں زمانے کی
زبانِ غیب کجا؟ انکشافِ راز کجا؟
کھلی نہ مجھ پہ حقیقت مرے فسانے کی

ہر پردۂ ہستی میں جب تو متشکل ہے — حیراں ہوں میں جلوہ پھر کونسا باطل ہے؟
صحرا ہی نہ بستی ہی، دریا ہی نہ ساحل ہے — جو کچھ نظر آتا ہے اک شعبدۂ دل ہے
کیا چیز ہے کل عالم؟ کیا چیز مرا دل ہے — حیرت کا اک آئینہ حیرت کے مقابل ہے
حیراں ہوں کہ آخر کیوں بیچ میں حائل ہے — میرا ترا، رشتہ تو بے واسطۂ دل ہے
خود شورشِ ہستی ہے تمہیدِ فنا یعنی — ہنگامۂ محفل ہی، برہم زنِ محفل ہے
جسمیں کہ ترے جلوے، خود تیرتے پھرتے ہیں — اس خون کا ہر قطرہ کونین کا حاصل ہے
وسعت نے نگاہوں کی تاریک کیا منظر
ایک ایک قدم ورنہ خود عشق میں منزل ہے

جدھر کو جھوم کے مستِ شراب دیکھیں گے — تمام زہدِ ریائی، خراب دیکھیں گے
بغورِ عالمِ مستی یہ جب کریں گے نگاہ — ہر ایک موج کو موجِ سراب دیکھیں گے
بھرے ہیں جسکی ہر اک رگ میں سرمدی نغمے — وہ خاکِ محفلِ چنگ و رباب دیکھیں گے
ادب معاملہ داں، شوق مصلحت دشمن — خبر نہیں کہ کسے کامیاب دیکھیں گے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جگر کی بادہ کشی اُن دنوں معاذ اللہ
جب آپ دیکھیں گے غرقِ شراب دیکھیں گے

چشمِ نظر پرست میں جسکا جہاں نام ہے
حسنِ تمام یار کا جلوۂ ناتمام ہے

کسکے فروغِ حسن کا آج یہ فیضِ عام ہے
شام نثارِ صبح ہے صبح نثارِ شام ہے

خلوتیانِ راز کا خاص یہ اک پیام ہے
کیفِ وصالِ دوست بھی منزلِ ناتمام ہے

حسن کی بارگاہ میں رکھئے سنبھالکر قدم
یہ وہ مقام ہے جہاں خواہشِ دل حرام ہے

گرمیٔ سوزِ عشق سے دل کو جلا تو، بوالہوس!
صبح کو بھی نہ بجھ سکے یہ وہ چراغِ شام ہے

شوق کی انتہا کہو، یا فریبِ عاشقی!
شورِ انا الحبیب کا خاصہ مقام ہے

ایک بلا کی بیخودی ایک غضب کی بےحسی
دورِ حیات کہتے ہیں جسکو وہ دورِ جام ہے

بندگیٔ جنوں ادا بیخودیٔ ادب سرشت
حسن کی اصطلاح میں عشق اسی کا نام ہے

ایک ادائے پُرسکوت لاکھ نوائے پُرخروش
وہ روشِ خاص تھی یہ روشِ عوام ہے

شیفتۂ صفات کو کوئی سکون ہو تو ہو
عاشقِ ذات کو کہاں ایک جگہ قیام ہے

اب تو خدا کے واسطے زیست کا دو جگر ثبوت
خوابِ گراں وہی ہے اور وقت قریبِ شام ہے

سوز میں بھی وہی اک نغمہ ہے جو ساز میں ہے
فرق نزدیک کی اور دور کی آواز میں ہے

یہ سبب ہے کہ تڑپ سینۂ ہر ساز میں ہے
میری آواز بھی شامل تری آواز میں ہے

جو نہ صورت میں نہ معنی میں نہ آواز میں ہے
دل کی مستی بھی اسی سلسلۂ راز میں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہمہ تن محو دل، اک نغمۂ بے ساز میں ہے   اب نہ مطرب میں کوئی فرق نہ آواز میں ہے
عاشقوں کے دلِ مجروح سے کوئی پوچھے   وہ جو اک لطف نگاہِ غلط انداز میں ہے
گوشِ مشتاق کی کیا بات ہے اللہ اللہ   سن رہا ہوں وہ نغمہ جو ابھی ساز میں ہے
حسنِ انجام پہ کس طرح تصدق کر دوں   وہ جو اک لطف مرا لغزشِ آغاز میں ہے

حرم و دیر نظر آتے ہیں سب سر بہ سجود
جلوہ گر کون ہے؟ مرے شوقِ جبیں ساز میں ہے

کیونکر نہ روشن تجھ سے ہوں کون و مکانِ عاشقی   تو شمعِ بزمِ آرزو، تو نورِ جانِ عاشقی
اللہ رے سوزِ دل خوں گشتگانِ عاشقی   پنہاں ہے اب تک خاک میں برقِ تپانِ عاشقی
لیکر ازل ہی سے چلے، شوریدگانِ عاشقی   نشتر بجانِ آرزو، آتش بجانِ عاشقی
کیا قصۂ جورِ فلک؟ کیا داستانِ عاشقی   سب جانتی ہے وہ نظر، دردِ نہانِ عاشقی
ناکام ہی اب تک رہے، بدنام ہی اب تک رہے   ہم بیکسانِ بیکسی ہم عاشقانِ عاشقی
گو لٹ گئے آہ مر مٹے، چہرہ بھی غم سے زرد ہے   پھر بھی یہی اک دھن ہے آرامِ جانِ عاشقی
اٹھنے کو ہے اُنکی نظر ہنسنے کو ہے وہ آنکھ تر   ہاں تیز کر دے نیشترِ سازِ نہانِ عاشقی
برہم ادھر بزمِ جہاں تاراج باغ و آشیاں   طاری رہی اب تک یہاں خوابِ گرانِ عاشقی
انکی نگاہِ لطف ہے اور کشفِ رازِ دلبری   میری نگاہِ شوق ہے اور داستانِ عاشقی
آؤ جہاں برہم کریں پیدا اپنا عالم کریں   تم جانِ جانِ حسن ہو ہم جانِ جانِ عاشقی
میرے حسرت [illegible] جگر کو [illegible] کچھ ہے برتر   سیراب غم کر دے کہیں پیرِ مغانِ عاشقی

؎ جناب مولانا حسرت موہانی ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

وہ بزم تماشا بھی کیا بزم تماشا ہے — جو جلوہ ہے پردا ہے جو پردا ہے جلوہ ہے
یہ حسنِ طلب ہی کا، اک جلوۂ رعنا ہے — کس نے اسے دیکھا ہے؟ کس نے اسے پایا ہے
دنیا، یہ اسی کی ہے، عالم یہ اسی کا ہے — جو آپ ہی مجنوں ہے جو آپ ہی لیلا ہے
آغازِ محبت کا، انجام بس اتنا ہے — جب دل میں تمنا تھی اب دل ہی تمنا ہے
بیکار ہے، اے مجنوں! یہ پیکرِ آبِ گل — اس چیز کا طالب بن جو محمل میں لیلا ہے
کیا حسن کا افسانہ محدود ہو لفظوں میں — آنکھیں ہی کہیں اس کو آنکھوں نے جو دیکھا ہے
کہنے کی لئے کہہ لیں سب کچھ اسے اہلِ دل — خود دورنہ، محبت بھی اک طرح کا پردا ہے
اس دور میں مجنوں ہی کوئی نہ رہا ورنہ — اب تک وہی محمل ہے اب تک وہی لیلا ہے

بھر دو انھیں جلووں سے یا آگ لگا دو تم
آنکھیں بھی تمہاری ہیں آئینہ بھی تمہارا ہے

تاثیرِ محبت کی اللہ رے مجبوری — ہر بعد میں اک قربت ہر قربت میں اک دوری
یوں محوِ فنا ہو جائے دل راہِ الفت میں — ہر سانس سے پیدا ہو اک نغمۂ منصوری
کل ہستیِ عالم پر طاری ہیں صفات اس کے — سب کہنے کی باتیں ہیں مختاری و مجبوری
خود اپنے لئے بلبل، تجویز قفس کر لے — اسیر بھی جو کھل جائے صیاد کی مجبوری

تو نے ہی جگر! اس کو مٹی میں ملایا ہے
ورنہ یہ دل تھا اک آئینہ نوری

آدمی نشۂ غفلت میں بھلا دیتا ہے — ورنہ جو سانس ہے تعلیم فنا دیتا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تجھ سے میں سا دور کسی وقت نہیں ہوں غافل! / دل میں بیٹھا ہوا کوئی یہ صدا دیتا ہے
بادۂ ناب عجب چیز ہے ساقی! لیکن / اور ہی کچھ ترے ہاتھوں سے مزا دیتا ہے
پھر شرابی تری آنکھوں کے نہ چونکے تا حشر / کوئی اس طرح سے ہوش ربا دیتا ہے
جھلملاتے ہوئے تاروں کا یہ اللہ ری فیض / سامنے سے کوئی پردہ سا ہٹا دیتا ہے
تجھ سے وحشی ترے غافل نہیں رہنے پاتے / روز آ کر کوئی زنجیر ہلا دیتا ہے

ہائے کیا چیز گلِ داغِ محبت ہے جگر!
خشک ہونے پہ بھی جو بوئے وفا دیتا ہے

رند زندہ ہوں کہ غزل بھی مری رندانہ ہے / معنی و لفظ نہیں بادہ و پیمانہ ہے
اپنی ہستی کے جو انوار سے بیگانہ ہے / وہ فقط چند حجابات کا دیوانہ ہے
ہجر جاناں میں غضب شورشِ مستانہ ہے / روح قالب میں نہیں قید میں دیوانہ ہے
سلسلہ روزِ ازل ہی سے ہے برابر جاری / نہیں معلوم کہاں تک مرا افسانہ ہے
حیرتِ عشق بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ / نہ یگانہ ہے یہاں کوئی نہ بیگانہ ہے
چھیڑ اے مطربِ غم! تازہ غزل کوئی مگر / یہ نہ معلوم ہو مجھکو مرا افسانہ ہے
کل جہاں گرم تھا، ہنگامۂ تاثیر و نظر / آج دیکھا، تو بس اک دشت ہے ویرانہ ہے
بت پرستوں پہ عبث طعن ہے اے شیخ حرم / اپنے بت دیکھ کہ تو آپ ہی بتخانہ ہے
روشِ دہر کا ہر نقش پکارے گا مجھے / یہ نہ سمجھو کہ مجھی تک مرا افسانہ ہے
واہ کیا مست غزل تو نے پڑھی آج جگر / ایک اک لفظ چھلکتا ہوا پیمانہ ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دلِ حزیں کی تمنا، دلِ حزیں میں رہی — یہ حسن زمیں کی تھی دنیا اسی زمیں میں رہی
حجاب بن نہ گئی ہوں حقیقتیں باہم — کہ بے سبب تو کشاکش نہ کفر و دیں میں رہی
سرِ نیاز، نہ جب تک کسی کے در پہ جھکا — برابر ایک خلش سی مری جبیں میں رہی
ہوس نے بھر دیے اس درجہ خواہشات کے بت — ذرا سی بھی نہ جگہ کعبۂ یقیں میں رہی
بقیدِ ظرف مئے بندگی کا جوش رہا — کہ راز بن کے دلِ صورت آفریں میں رہی
عدم میں بھی مری ہستی کی تھی یہ شانِ وجود — کہ راز بن کے دلِ صورت آفریں میں رہی
نگاہِ حضرت اصغرؔ؎ کی ہر ودیعت خاص — قرار بن کے جگرؔ کے دلِ حزیں میں رہی

کیا بلا عشقِ تماشہ ساز ہے — اس کا ہر انجام اک آغاز ہے
موت پر حیرانی و حیرت ہی کیا! — زندگی، خود اک طلسمِ راز ہے
روح ہے، اک نغمۂ سازِ الست — جسمِ خاکی، پردۂ آواز ہے
ان کو اپنی شانِ رحمت پر غرور — مجھ کو، اپنی بے بسی پر ناز ہے
لفظ و معنی، جسکو چھو سکتے نہیں — وہ مرا افسانۂ آغاز ہے
لب تک اے صیاد آسکتی نہیں — دل میں جتنی، حسرتِ پرواز ہے
یوں نہ دیکھے کوئی، تو کچھ بھی نہیں — ورنہ ہر ذرہ، طلسمِ راز ہے
ہوشیار، اے طائرِ جاں! ہوشیار — اس گلستاں کی ہوا ناساز ہے

؎ حضرت مولانا اصغر گونڈوی نور اللہ مرقدہٗ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تحیرِ ہستیٔ دو عالم کچھ نہ پوچھ — ابتدا سے انتہا تک راز ہے
اضطرابِ دل بھی کیا شئے ہے کہ اب — بے پر و بالی پہ پرواز ہے
زندگی کیا ہے؟ نمودِ عاشقی — عشق کیا ہے؟ حسن کا آغاز ہے

زندگی جس سے عبارت ہے جگر!
وہ کسی کی اک نگاہِ ناز ہے

مسرور ہوں کیفِ دردِ جگری سے — کچھ کام اثر سے ہے نہ اب بے اثری سے
کہتے ہیں جسے اہلِ نظر ہوش کی دنیا — کچھ کچھ ہے خبردار مری بے خبری سے
وہ بن گئے سب سینۂ گردوں کے ستارے — بھڑکے تھے جو شعلے مرے داغِ جگری سے
پھولوں کا نہ وہ رنگ نہ بلبل کے انداز — عالم ہی مبدل ہے مری حرماں نظری سے
ہر چیز پہ پڑتی ہیں تحیر کی نگاہیں — چھوٹا ہوں جو اب سلسلۂ بیخبری سے
جب آہ مری بابِ اثر دیکھ چکی سب — تب جا کے ہوا ربط کہیں بے اثری سے
سمجھا گیا، اک جلوۂ بے تاب کسی کا — جو راز، کہ محجوب تھا، فہمِ بشری سے
دل خون ہوا جاتا ہے لب پر ہے تبسم — ہم جان فدا کرتے ہیں کس بے جگری سے

للہ جگر! اب تو ذرا ہوش میں آ جا
تنگ آ گئے احباب تری بے خبری سے

سنا ہے حشر میں اک حسنِ عالمگیر دیکھیں گے — خدا جانے تجھے یا اپنی ہی تصویر دیکھیں گے
دلِ برباد ہی میں حسن کی تعمیر دیکھیں گے — اسی برگِ خزاں دیدہ پہ اک تصویر دیکھیں گے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جدا ہر گز نہ حسن و عشق کی تصویر دیکھیں گے
وہ جب دیکھیں گے میری خاک دامنگیر دیکھیں گے

اگر فرصت ملی عرفانِ تاثیرِ محبت سے
تجھے بھی ایک دن اے آہ بے تاثیر دیکھیں گے

رہائی ہو نہیں سکتی، کبھی قیدِ تعلق سے
جو اک زنجیر ٹوٹی، دوسری زنجیر دیکھیں گے

بغور اس ہستیِ خاکی پہ بھی ہم اک نظر کر لیں
قیامت تک نہ پھر ایسی کوئی تصویر دیکھیں گے

اب اس صورت سے کیا آئیں ترے آئینہ خانے میں
تری تصویر ہی بن کر تری تصویر دیکھیں گے

کس قدر جامع ہے، ہر عالم تصویر بھی
حسن کی تشریح بھی ہے عشق کی تفسیر بھی

روح کی رنگینیوں سے جسم بھی ہے فیضیاب
کم نہیں تصویر سے آئینۂ تصویر بھی

نوٹے نالے عشق میں جتنے کئے اے بیخبر!
ہو گئی اتنی ہی ضائع عشق کی تاثیر بھی

اس کی عالی ہمتی کا کیا ٹھکانا اے جگر!
تنگ ہو جس کے لئے فریاد بھی تاثیر بھی

یہ دورِ مستعارِ خزان و بہار کے
دو سلسلے ہیں اک نگہِ فتنہ کار کے

وارفتگانِ عشق ہوں ہم رنگ کس طرح
عالم جدا جدا ہیں نگہ ہائے یار کے

ہونے دیا تعلقِ اصلی نہ منقطع
مجبوریاں بھی ساتھ چلیں اختیار کے

دیوانۂ جنوں کی وہی ایک سیرگاہ
تھمتے نہیں ہیں پاؤں جہاں ہوشیار کے

اگر قفس میں اب یہ کھلا ہے معاملہ
ہم اہل تھے، خزاں کے نہ رنگِ بہار کے

رگ رگ میں آج دوڑ گئی موجِ سرخوشی
قربان تیری لغزشِ مستانہ وار[عہ] کے

عہ میرے نزدیک صحیح ہے ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پہنچا دیا مقامِ قناعت تک اے جگر!
صدقے میں اپنے اس غمِ ہمت شکار کے

در فردوس نظر آنے لگا باز مجھے — دیجئے دیجئے اک اور بھی آواز مجھے
دیکھنا شوخیٔ نیرنگِ محبت کا سلوک — حسنِ انجام میں ہے حسرتِ آغاز مجھے
ایک گوشہ ہی قفس کا مجھے بس ہے صیاد — بال و پر دیں نہ اگر زحمتِ پرواز مجھے

دید کیسی؟ مگر اتنا ہے کہ گاہے گاہے
پردۂ دل سے سنا دیتے ہیں آواز مجھے

ساقی ہے، شراب ہے، سبو ہے — اول وہ بڑھے جو باوضو ہے
مقصود، وہ مقام ہو رہا ہے — میں ہوں نہ جہاں نہ یار تو ہے
اپنے کو ہیں آپ پوجتا ہوں — آئینہ حسن روبرو ہے
کوئی نہ یہاں عدم نہ ہستی — اول آخر، جو کچھ ہے تو ہے

وہ میری طرف بڑھا دے کلیاں!
جن کلیوں میں رنگ ہے نہ بو ہے

خاص اک شان ہے یہ آپ کے دیوانوں کی — دھجیاں خود بخود اڑتی ہیں گریبانوں کی
سخت دشوار حفاظت تھی گریبانوں کی — آبرو موت نے رکھ لی ترے دیوانوں کی
رحم کر اب تو جنوں! جان پہ دیوانوں کی — دھجیاں پاؤں تک آپہنچیں گریبانوں کی
گرد بھی مل نہیں سکتی ترے دیوانوں کی — خاک چھانا کرے اب قیس بیابانوں کی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہم نے دیکھی تھی ادا کل ترے دیوانوں کی | دھجیاں کچھ لئے بیٹھے تھے گریبانوں کی
ابتدا عشق کی ہے نظرتِ انساں کی نمود | انتہا عشق کی تکمیل ہے انسانوں کی
جب سے غش کھا کے گرے حضرتِ موسیٰ سرِ طور | گھٹ گئی شان ہی کچھ عشق کے افسانوں کی
دلمیں باقی نہیں، نہ جوشِ جنوں ہی باقی نہ | دامنوں کی نہ کمی ہے نہ گریبانوں کی

اُس نے جو آگ لگا دی وہ فروزاں ہی رہی
بجھ گئی آگ لگائی ہوئی ارمانوں کی

جگر پارے

مٹایا جس قدر ہستی کو تصویریں ہوئیں پیدا | ہوئے ہم جس قدر آزاد زنجیریں ہوئیں پیدا

پاسِ ادب سے چھپ نہ سکا رازِ حسن و عشق | جس جا تمہارا نام سنا سر جھکا دیا
جس میں آباد تھی دنیائے محبت میری | ہائے اس اشک کا آنکھوں سے جدا ہو جانا
امیدِ عفو کو بھی ہیں نے اب دل سے مٹا ڈالا | یہ تھا اک بدنما دھبا مرے دامانِ عصیاں کا
اس جلوۂ تمام کی ہم کو خبر ہی کیا | اک ناتواں سا رشتۂ تارِ نظر ہی کیا
مرا احساسِ غم اے کاش اتنا تیز ہو جاتا | جو چھپ جاتی ہوا دل درد سے لبریز ہو جاتا
نہ رکھا دل کو احساسِ گنہ نے مشتعل ورنہ | یہی ظلمت کدہ اک دن تجلی خیز ہو جاتا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ ساری لذتیں ہیں میرے شوقِ ناکمل تک — قیامت تھی یہ پیمانہ اگر لبریز ہو جاتا

نشہ صہبائے غفلت جب ذرا کچھ کم ہوا — مجھ کو ہر ذرہ مری ہستی کا سازِ غم ہوا

تیرے اسرارِ حقیقت کا وہی محرم ہوا — رہ کے عالم میں بھی جو بیگانۂ عالم ہوا

ربطِ باطن اس کو کہتے ہیں کہ روزِ اولیں

روح مضطر ہی رہی جب تک نہ پیدا غم ہوا

توڑ کر سینہ و دل یار کا پیکاں نکلا — جان نکلی مرے اللہ! کہ ارماں نکلا

تھی حریمِ ناز کی پردوں میں بھی جنبش کلام — ایک رازِ خاص سی جب مضطرب تھا دل مرا

مڑ کے پھر میں نے نہ دیکھا ہمرہانِ سیارہ نورد — دیکھتی ہی رہ گئی حسرت سے منہ منزل مرا

بے دلی پر کیوں ہراساں ہے ال کہ ہے مجھ کو خبر

خود نگاہِ ناز ہی اک دن بنے گی دل مرا

عشق کی دسترس ہو کیا جلوۂ دید گاہ تک — اٹھ نہ سکی نگاہ بھی کر نہ سکے اک آہ تک

بیانِ اہلِ دل ہے کب اسیرِ قیل و قال میں — نظر ملی کہ ہو گیا تبادلہ خیال میں

تھی سکونِ یاس میں بھی موجزن اک برقِ حسن — میں یہ سمجھا تھا کہ اب کچھ بھی شریکِ دل نہیں

کس کو رہا ہے، پاسِ عشق کس کو رہے گا پاسِ حسن

حسن میں گم حواسِ عشق، عشق میں گم حواسِ حسن

دیدۂ شوق سے ہوئیں آج وہ گل فشانیاں

ڈوب گئی بہار میں سادگیِ لباسِ حسن

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بیکسانِ راہِ الفت کو سمجھتے کیا ہو   عرش ہلجائے اگر دل سے یہ فریاد کریں

غفلتوں میں قید کب فطرت کر کاروبار ہیں   روح کہتی ہی کہ سوئیں آپ ہم بیدار ہیں

جمع ہیں اضداد تو قائم ہے شانِ امتیاز
کلفتیں ہی مٹ گئیں تو راحتیں بیکار ہیں

قطعہ

مست جامِ شراب ہوتا ہوں   ہمہ تن آفتاب ہوتا ہوں
کل دکھایا تھا آپ نے جلوہ   آج میں بے نقاب ہوتا ہوں

قطعہ

ہوگئے مرگ و زیست سے آزاد   حُسنِ انجام اس کو کہتے ہیں
بعد مرنے کے بھی قرار نہیں   مرگِ ناکام اس کو کہتے ہیں

برق گرتی ہی کہیں جلتی ہیں شمشیریں کہیں   وہ کہیں خود عشوہ فرما انکی تصویریں کہیں

جذبۂ دل رنگ بن کر مائلِ پرواز ہے
لیکے اڑ جائیں مصور کو نہ تصویریں کہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جان اُن پر نثار کرتا ہوں　　پیار کی طرح پیار کرتا ہوں
لذتِ گریہ فراق نہ پوچھ　　ہر تبسم نثار کرتا ہوں
عشق کی بے نیازیاں بنکر
حسن کو بے قرار کرتا ہوں

جو آنسو آنکھ سے ٹپکے وہ نظروں سے نہاں کیوں ہو؟
الٰہی حاصلِ دردِ محبت رائگاں کیوں ہو؟
یہی منشائے جاناں ہے تو افشارِ ازِ جاں کیوں ہو؟
کمالِ ضبط بھی اے دل! اک اندازِ بیاں کیوں ہو؟

عقل باریک ہوئی جاتی ہے
روح تاریک ہوئی جاتی ہے

یہ کس سے کلام ہو رہا ہے؟　　ہر سانس پیام ہو رہا ہے
ہشیار کو کب خبر ہے اُس کو　　غفلت سے جو کام ہو رہا ہے
ہر نقشِ جبینِ عاشقی کا
سجودِ انام ہو رہا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

چھپ کے رہ نہیں سکتی، عاشقی وہ مستی ہے	دل سے بادل اٹھتے ہیں آنکھ سے مے برستی ہے
ہوش کا وہ بندہ، یہ سجدہ ریز مستی ہے	آدمی کی فطرت میں یعنی بُت پرستی ہے

بیخبر ابھی تو ہے دو جہاں کا سرمایہ
یہ جو تیرے سینے میں مضطرب سی ہستی ہے

ناگوارا ہے یہ شانِ جہدِ آزادی مجھے	میں تو مر جاؤں جو کہدے کوئی فریادی مجھے

کیا کیا خیال و وہم نگاہوں پہ چھا گئے	جی دھک سے ہو گیا، یہ سنا جب وہ آ گئے

شوق محوِ آرائش، عشق غرقِ وحدت ہے	ایک نظر میں مستی ہے، ایک نظر میں حیرت ہے

کیا مزاجِ دل کہئے؟ دل کی اب یہ صورت ہے
حال ہے نہ بے حالی ہے کچھ عجیب حالت ہے

کسی طرف سے شبِ غم صدا نہیں آتی	پکارتا ہوں قضا کو، قضا نہیں آتی

ترے فراق کے غم نے بچا لیا سب سے
مرے قریب کوئی اب بلا نہیں آتی

ہر قدم پہ گر گر کر آدمی سنبھلتا ہے	یعنی خضر بھی کوئی ساتھ ساتھ چلتا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گزر سکے، تو گزر جا! بطرزِ بیخبری! — یہ کل جہاں ہے فریبِ تجلّیِ نظری

میں بتاؤں تجھ کو یہ راز کیا؟ تو اسیرِ دامِ قیود ہے
میں جہاں ہوں نغمہ سرا وہاں نہ وجود ہے نہ شہود ہے

ہوشیار اے دیدۂ گستاخ عاشق ہوشیار — اسکے استغنائے وقتی پر نہ جانا چاہیئے
بزمِ ساقی میں نہیں کچھ کام عقل و ہوش کا
مست جانا چاہیئے مدہوش آنا چاہیئے

محبت کی پرپیچ راہوں نے مارا — تری آڑی ترچھی نگاہوں نے مارا

وہ ہے غرقِ معرفت یہ محو ماومن میں ہے — عین قربت پر بھی کتنا بعد روح و تن میں ہے
ہمسے پوچھو وہ کہاں ہے اور کس مسکن میں ہے
درد کی بیتابیوں میں قلب کی دھڑکن میں ہے

کہاں تک عذابِ محبت اٹھائیں
بس اب وہ ہمیں ہم انھیں بھول جائیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نغماتِ جگر

یعنی

انتخابِ داغِ جگر

یا

کلامِ دورِ اوّل

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الف

کثرت میں بھی وحدت کا تماشا نظر آیا، جس رنگ میں دیکھا تجھے، یکتا نظر آیا
جب اُس رُخِ پُرنور کا جلوہ نظر آیا کعبہ میں نظر آیا، نہ کلیسا نظر آیا
یہ حسن، یہ شوخی، یہ کرشمہ، یہ ادائیں دنیا نظر آئی مجھے تو کیا نظر آیا
اک سرخوشیِ عشق ہے، اک بیخودیِ شوق آنکھوں کو خدا جانے مری کیا نظر آیا
جب دیکھ نہ سکتے تھے، تو دریا بھی تھا قطرہ جب آنکھ کھلی قطرہ بھی دریا نظر آیا
قربان تری شانِ عنایت کے دل و جاں اِس کم نگہی پر مجھے کیا کیا نظر آیا
ہر رنگ ترے رنگ میں ڈوبا ہوا نکلا ہر نقش ترا نقشِ کفِ پا نظر آیا
آنکھوں نے دکھا دی جو ترے غم کی حقیقت عالم مجھے سارا تہِ دریا نظر آیا

ہر جلوے کو دیکھا، ترے جلووں سے منور
ہر بزم میں تو انجمن آرا نظر آیا

پیوست دل میں جب ترا تیرِ نظر ہوا کس کس ادا سے شکوۂ دردِ جگر ہوا
کچھ داغِ دل ہی تھی مجھے امیدِ عشق میں سو رفتہ رفتہ وہ بھی چراغِ سحر ہوا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تم تم کے انکے کان میں پہنچی صدائے دل — اڑاڑ کے رنگِ چہرہ مرا نامہ بر ہوا
سینے میں بھر بھر کے لگی ہے آتشِ فراق — دامن سے پھر معاملۂ چشمِ تر ہوا
رگ رگ نے صدقے کردیا سرمایۂ شکیب — اللہ کس کا خانۂ دل میں گزر ہوا
فریاد کیسی؟ کسکی شکایت؟ کہاں کا حشر؟ — دنیا اُدھر کو ٹوٹ پڑی وہ جدھر ہوا
وارفتگیِ شوق کا اللہ رے کمال — جو بیخبر ہوا، وہ بڑا باخبر ہوا

حسرت اُس ایک طائرِ بیکس پہ اے جگر!
جو فصلِ گل کے آتے ہی بے بال و پر ہوا

تم مجھ سے چھوٹ کر رہی سب کی نگاہ میں — میں تم سے چھوٹ کر کسی قابل نہیں رہا
دل کو نہ چھیڑ اے غمِ فرقت کہ اب یہ دل — تیرے بھی التفات کے قابل نہیں رہا

اٹھتے ہیں تیری راہ میں جب سے مرے قدم
احساسِ کربِ دوریِ منزل نہیں رہا

تجھ کو تسلیم حسیں ہماری جماعت نے کیا — دیکھ کیا کام مرے جذبِ محبت نے کیا

اللہ اللہ یہ تاثیرِ فغانِ شبِ ہجر
خیر مقدم میرے نالوں کا قیامت نے کیا

ستم کا عدو مستحق ہو گیا — مرا دل سراپا قلق ہو گیا
سنانے چلے تھے انہیں حالِ دل — نظر ملتے ہی رنگ فق ہو گیا
جو کچھ بچ رہا تھا مرا خونِ دل — وہی آسماں پر شفق ہو گیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

چھپائے ہوئے تھے ترا راز عشق   مگر اب تو سینہ بھی شق ہوگیا

مری موت سنکر، کیا اُس نے ضبط!

مگر رنگ چہرے کا فق ہوگیا

گھڑی بھر میں نا آشنا ہوگیا   نہ جانے مرے دل کو کیا ہوگیا

دھڑکنے لگا دل، نظر جھک گئی   کبھی ان سے جب سامنا ہوگیا

مرے سر پہ احسان ہے عشق کا   مرا رنگ ہی دوسرا ہوگیا

نمایاں ہیں چہرے سے آثارِ عشق   جگر! آج سے باخدا ہوگیا

تری یاد کی اُف یہ سرمستیاں   کوئی جیسے پی کر شراب آگیا

مرا اُن کا بننا بگڑنا ہی کیا   نگاہیں ملیں، اور حجاب آگیا

اداؤں میں شوخی چھلکنے لگی   قیامت کو بے کر شباب آگیا

ادھر جوشِ مستی، ادھر چشمِ شوق   مصیبت میں بندِ نقاب آگیا

جگر! یہ قیامت کی بیہوشیاں

اٹھو سر پہ اب آفتاب آگیا

بغور دیکھ لو انداز میرے مٹنے کے   یہ سانحہ نہ کبھی پھر نظر سے گزریگا

قریب سرحدِ خسراں جگر! ٹھہر جاؤ

سنا ہے قافلۂ غم ادھر سے گزریگا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تصویرِ امیدوں کی آئینہ ملالوں کا — انساں جسے کہتے ہیں محشر ہے خیالوں کا
کیا خاک جواب اُنکو دوں اُنکے سوالوں کا — لب خشک ہیں خوں کے منہ بند ہیں چھالوں کا

ہاں ٹھیس نہ لگ جائے اے دردِ غمِ فرقت!
دل آئینہ خانہ ہے آئینہ جمالوں کا

دل پہ طاری جیسی ضعف کا عالم ہوا — گھٹ گئی اتنی ہی طاقت درد جتنا کم ہوا

آہ رو لینے سے بھی کب بوجھ دل کا کم ہوا
جب کسی کی یاد آئی پھر وہی عالم ہوا

حشر کے دن وہ گنہگار نہ بخشا جائے — جس نے دیکھا تری آنکھوں کا پشیماں ہونا
پردہ رکھنا تھا جو منظور تو عاشق کیلئے — دامنِ یار کو لازم تھا گریباں ہونا
سن کے افسانۂ غم باغ میں کمھلا گئی پھول — شاق گزرا مجھے بلبل کا غزلخواں ہونا

جس کو نعمت یہ ملے کیوں نہ ہے آزردہ
سو خوشی ایک ترے غم میں پریشاں ہونا

پریشاں ہو کے زلفوں کا وہ اس رخ پہ بکھر جانا — وہ سوتے سوتے چونک اٹھنا وہ لیٹے لیٹے ڈر جانا

ہر اک لرزش پہ چیخ اٹھنا ہر اک جنبش پہ ڈر جانا
قفس تنگ ہے میرا اسطرح بے بال و پر جانا

نقشِ وفا کا رنگ مٹایا نہ جائے گا — دل بھی اگر گیا جو زہر تو کھایا نہ جائے گا
سر سے جنونِ عشق کا سایا نہ جائے گا — تم سے بھی یہ طلسم مٹایا نہ جائے گا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دل نے اگر چھپا بھی لیا داغِ آرزو — آنکھوں سے تو یہ راز چھپایا نہ جائے گا

مجھ ناتوانِ عشق کو سمجھا ہی تم نے کیا — دامن پکڑ لیا تو چھڑایا نہ جائے گا

ان کو بلا کے اور پشیماں ہوئے جگر!
یہ کیا خبر تھی ہوش میں آیا نہ جائے گا

جان ہی بیقرار سی جسم ہے پائمال سا — اب وہ دماغ وہ جگر صرف ہے اک خیال سا

چاہئے عشق میں مجھے آپ ہی کا جمال سا — داغ ہر ایک رِسا زخم ہر اک ہلال سا

جس نے بنا دیا مجھے وحشی و خستہ حال سا — ہائے وہ شکل چاند سی ہائے وہ قد نہال سا

دل پہ مرے گرائی تھیں تم نے ہی بجلیاں مگر — آؤ نظر کے سامنے مجھ کو ہے احتمال سا

ہائے وہ عتاب میں انکی اداؤں کی شکل — آنکھیں بھی سرخ سرخ سی چہرہ بھی لال لال سا

اٹھتے ہی بام یار کے باغ کا باغ اجڑ گیا! — پھول بھی ہیں تباہ سے سبزہ بھی پائمال سا

حسن کی سحر کاریاں عشق کے دل سے پوچھئے — وصل بھی ہو تو ہجر سا ہجر بھی ہو وصال سا

گم شدگانِ عشق کی شان بھی کیا عجیب ہے — آنکھ میں اک سرور سا چہرہ پہ اک جلال سا

یاد ہے آج تک مجھے پہلے پہل کی رسم و راہ
کچھ نہیں اجتناب سا کچھ مجھے احتمال سا

ہم سے ان جنوں کوئی پوچھے اگر — چھٹنے کی قیدِ تعلق سے رہا ہو جانا

نالۂ دل جو سلامت ہے تو کیا مشکل ہے — رونا اس کوچے میں اک حشر بپا ہو جانا

خاک مجنوں سے یہ آتی ہیں صدائیں اب تک — زندگی ہے غمِ دلبر میں فنا ہو جانا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نگہ شوق نے سب کھول دیئے بندِ نقاب — سہل سمجھے تھے وہ پابندِ حیا ہو جانا
ہائے وہ ضبطِ محبت کی جفائیں سرِ بزم — دل میں گھٹ گھٹ کے وہ آہوں کا فنا ہو جانا
رشک آتا ہے شہیدانِ وفا پہ مجھ کو
اُن کی قسمت میں تھا کیا جلد شفا ہو جانا

حسرت سے دیکھتا ہوں ہر اک شاخِ گل کی سمت — یہ ضعف اور ہائے یہ عالم بہار کا
جس پر برس گئی کبھی برقِ جمالِ یار
ہر ذرہ آفتاب ہے اس کے مزار کا

آج کیا حال ہے یا رب سرِ محفل میرا — کہ نکالے لئے جاتا ہے کوئی دل میرا
سوزِ غم دیکھ نہ برباد ہو حاصل میرا — دل کی تصویر ہے ہر آئینۂ دل میرا
صبح تک ہجر میں کیا جانئے کیا ہوتا ہے — شام ہی سے مرے قابو میں نہیں دل میرا
مل گئی عشق میں ایذا طلبی سے راحت — غم ہے اب جان مری درد ہے اب دل میرا
پایا جاتا ہے تری شوخیِ رفتار کا رنگ — کاش پہلو میں دھڑکتا ہی رہے دل میرا
ہائے اس مرد کی قسمت جو ہوا دل کا شریک — ہائے اس دل کا مقدر جو بنا دل میرا
کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو میں مرے رہ رہ کر
اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا!

لاکھوں میں انتخاب کے قابل بنا دیا — جس دل کو تم نے دیکھ لیا دل بنا دیا
ہر چند کر دیا مجھے برباد عشق نے — لیکن انہیں تو شیفتۂ دل بنا دیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پہلے کہاں یہ ناز تھے، یہ عشوہ و ادا — دل کو دعائیں دو، تمہیں قاتل بنا دیا

آنکھوں کا تھا قصور نہ دل کا قصور تھا — آیا جو میرے سامنے میرا غرور تھا

تاریک مثلِ آہ، جو آنکھوں کا نور تھا — کیا صبح ہی سے شام بلا کا ظہور تھا

وہ تھے نہ مجھ سے دور نہ میں اُن سے دور تھا — آتا نہ تھا نظر تو نظر کا قصور تھا

ہر وقت اک خمار تھا، ہر دم سرور تھا — بوتل بغل میں تھی کہ دلِ ناصبور تھا

کوئی تو درد مندِ دلِ ناصبور تھا — مانا کہ تم نہ تھے، کوئی تم سا ضرور تھا

لگتے ہی ٹھیس ٹوٹ گیا سازِ آرزو — ملتے ہی آنکھ شیشۂ دل چور چور تھا

ایسا کہاں بہار میں رنگینیوں کا جوش — شامل کسی کا خونِ تمنا ضرور تھا

ساقی کی چشمِ مست کا کیا کیجئے بیان — اتنا سرور تھا کہ مجھے بھی سرور تھا

پلٹی جو راستے ہی سے اے آہ نامراد — یہ تو بتا کہ بابِ اثر کتنی دور تھا

جس دل کو تم نے لطف سے اپنا بنا لیا — اُس دل میں اک چھپا ہوا نشتر ضرور تھا

اُس چشمِ مے فروش سے کوئی نہ بچ سکا — سب کو بقدرِ حوصلۂ دل سرور تھا

دیکھا تھا کل جگر کو سرِ راہِ میکدہ
اس درجہ پی گیا تھا کہ نشے میں چور تھا

اللہ ری وارفتگیِ شوق کا عالم — میں ابھی تا بہ سرِ منزل نہیں تھا

کیا فتنے کیے شوقِ ہوس نے کیا سحر
محمل میں بھی اب صاحبِ محمل نہیں ملتا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رگ رگ میں دل تھا دلمیں نہاں سوز و ساز تھا — وہ دن بھی کیا تھے جب میں سراپا گداز تھا

وہ تھے بہار تھی، دلِ حسرت طراز تھا — پیہم ادھر سے ناز، ادھر سے نیاز تھا

تاثیرِ جذبِ عشق کو لیلےٰ سے پوچھیے — جو ذرہ خاکِ عشق کا تھا، دلگداز تھا

پہلے جو ختم ہو گئی یہ داستانِ غم — تو میں کہوں گا عرصۂ محشر دراز تھا

کیا کہہ دیا کسی نے، کہ ملتے ہی چشمِ شوق — دونوں طرف سے دستِ تمنا دراز تھا

وہ ناز آفریں نہ تھے جنھیں اس پہ تھا غرور — میں تھا نیاز مند مجھے اس پہ ناز تھا

اس عشق میں پورا کبھی ساماں نہیں دیکھا — دامن پہ نظر کی تو گریباں نہیں دیکھا

تازہ اثرِ جذبۂ پنہاں نہیں دیکھا — مدت ہوئی شمشیر کو عریاں نہیں دیکھا

اللہ ری مجبوریٔ آدابِ محبت — گلشن میں رہے اور گلستاں نہیں دیکھا

بیکار گئی، سعیِ محبت بھی ہماری — حاصل بجز اک دیدۂ حیراں نہیں دیکھا

اللہ ری مری بے خبری جوشِ جنوں میں — ہر گاہ جو نظر کی، تو بیاباں نہیں دیکھا

دل نہ تھا جان نہ تھی، سوز نہ تھا، ساز نہ تھا — بی ہی ہیں نہ تھا ظاہر ہمراہ کوئی راز نہ تھا

دم بخود رہ گئی بلبل ہی چمن میں، ورنہ — کونسا پھول تھا جو گوش بر آواز نہ تھا

ہم تھے اور سامنے اک جلوۂ حیرت افزا — پردہ تھا، اور کوئی پردہ بر انداز نہ تھا

حسرت اس طائرِ مایوس کی حالت پہ کہ جو
قید سے چھوٹ کے بھی مائلِ پرواز نہ تھا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

شریکِ نالہ میرا بھی جو اندازِ فغاں ہوتا
چمن میں ہر لبِ خاموش بلبل کی زباں ہوتا

دمِ بسمل اگر ہم چھیڑ دیتے دل کے زخموں کو
لہو کا قطرہ قطرہ دردِ دل کی داستاں ہوتا

بہت اچھا ہوا کہ تم ٹلے وعدۂ دیدار سے ورنہ
وہاں ہوتی نہ میری بیخودی بھی میں جہاں ہوتا

خلوت میں غمِ فرقت اس طرح بیاں ہوتا
وہ میری زباں سنتے میں انکی زباں ہوتا

تجھی سے اگر میں بھی ساتھ انکے وہاں ہوتا
آنسو بھی وہاں ہوتے دریا بھی وہاں ہوتا

یوں رازِ غمِ الفت سینے میں نہاں ہوتا
ہم خود بھی عیاں کرتے تو بھی نہ عیاں ہوتا

اے کاش نہ ہم اٹھتے در سے ترے جیتے جی
جینا بھی یہاں ہوتا مرنا بھی یہاں ہوتا

آنکھوں میں اس طرح سے ترا شوقِ دید تھا
گویا مری نظر میں دلِ نا امید تھا

اللہ ری نشترِ غمِ فرقت کی تیزیاں
رگ رگ میں شورِ شیونِ قطعِ ورید تھا

کمالِ عشق بھی کیا کیا فریب کار ہوا
کہ اپنے پر مجھے اکثر گمانِ یار ہوا

جنوں میں سینے کو بیٹھے ہیں جب کہ دامن
خبر نہیں کہ گریباں بھی تار تار ہوا

کہاں کے غمزہ و شوخی کہاں کے ناز و ادا
وہ تیر اور ہی تھا جو جگر کے پار ہوا

اب اس سے بڑھ کے طلسمِ خیال کیا ہوگا
کہ ذرہ ذرہ تو تصویرِ حسنِ یار ہوا

خزاں نہ تھی چمنستانِ دہر میں کوئی
خود اپنا ضعفِ نظر پردۂ بہار ہوا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

راز اس حسن کا ہندو نہ مسلماں سمجھا ‏ اس کو جو سمجھا تو مرا دیدۂ حیراں سمجھا
زخم کو مرہمِ دل، درد کو درماں سمجھا ‏ چارہ گر خوب علاجِ غمِ پنہاں سمجھا
عشق کا راز وہی سوختہ ساماں سمجھا ‏ جس نے دامن کبھی جانا نہ گریباں سمجھا
حشر میں بھی نہ اٹھا آنکھ سے غفلت کا حجاب
اس کو بھی سلسلۂ خوابِ پریشاں سمجھا

اس عشق کے ہاتھوں سے ہرگز نہ مفر دیکھا ‏ اتنی ہی بڑھی حسرت جتنا ہی ادھر دیکھا
تھا کھیل سا پہلے عشق لیکن جو کھلیں آنکھیں ‏ ڈوبا ہوا رگ رگ میں وہ تیرِ نظر دیکھا
سب ہو گئی اٹھ اٹھ کر اک بار نثارِ شمع ‏ پروانوں نے کیا جانے کیا وقتِ سحر دیکھا
وہ اشک بھری آنکھیں وہ درد بھرے نالے ‏ اللہ نہ دکھلائے جو وقتِ سحر دیکھا
تیر ان تری آنکھوں کے صدقے تری نظروں کے ‏ تھا حالِ صد ناوک جو زخمِ جگر دیکھا
جاتے ہی دم بھر میں سارے ہی گلے شکوے ‏ اس جانِ تغافل نے جب ایک نظر دیکھا
عہدِ غمِ فرقت میں دل اور جگر کیسے؟ ‏ اک زخم ادھر پایا اک داغ ادھر دیکھا
تھا باعثِ رسوائی ہر چند جنوں میرا ‏ اُن کو بھی نہ چین آیا جب تک نہ ادھر دیکھا
اس چشمِ غزالیں کو سمجھا نہ دل پایا ‏ اس پردے نے نگاہیں کو فردوسِ نظر دیکھا
یوں دل کے تڑپنے کا کچھ تو ہے سبب آخر ‏ یا درد نے کروٹ لی یا ہم نے ادھر دیکھا
کیا جانیے کیا گزری، ہنگامِ جنوں لیکن ‏ کچھ ہوش جو آیا تو اجڑا ہوا گھر دیکھا
ماتھے پہ پسینا کیوں؟ آنکھوں میں نمی کیسی؟ ‏ کچھ خیر تو ہے تم نے کیا حالِ جگر دیکھا؟

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کانٹا تھا چشم یاس میں اک ایک رگ گل — میرے لیے چمن بھی بیاباں نکل گیا
دست جنوں کا ضعف سے اٹھنا محال تھا — کیا جانے کس طرح سے گریباں نکل گیا
دل میں تو آگ ہے وہی اب تک لگی ہوئی — مانا کہ چشم شوق کا ارماں نکل گیا

جوش جنوں سے کچھ نہ چلی ضبط عشق کی
سو سو جگہ سے آج گریباں نکل گیا

مجھ کو وہ لذت الم احساس مشکل ہو گیا — ہنستے ہنستے دل میں تیرا درد بھی دل ہو گیا
اے نگاہ یاس! یہ کیا رنگ محفل ہو گیا — میں جدھر کی طرف دیکھا مرا دل ہو گیا
لے ہی پہنچا بیخودی شوق بزم یار تک — گو مجھے اک اک قدم اک ایک منزل ہو گیا

ابتدا وہ تھی، کہ تھا جینا محبت میں محال
انتہا یہ ہے کہ اب مرنا بھی مشکل ہو گیا

جب نہ کچھ ظرف ہی اے دل ترے پیمانے کا — راز میخانے سے باہر ہو میخانے کا
عرصۂ حشر کہاں یہ دل برباد کہاں — وہ بھی چھوٹا سا ہی ٹکڑا اسی ویرانے کا
اسکی تصویر کسی طرح نہیں کھنچ سکتی — شمع کیساتھ تعلق ہے جو پروانے کا
جرعۂ مے کی ادا میں نگہ ناز میں ہیں — چشم مخمور میں کل راز ہے میخانے کا

جذبۂ شوق نے دم لینے کا موقع نہ دیا
شمع منہ دیکھتی ہی رہ گئی پروانے کا

قدم کیا خاک اٹھتا قیس بیچارہ حیراں تھا — کہ ہر ذرہ بیاباں کا تصویر جاناں تھا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خزاں کا دور وہ شرمندگیِ غنچہ و گل وہ ذرہ ذرہ چمن لٹتا تھا بہار یا کوئی خواب پریشاں تھا
انہیں کی اک نگاہِ ناز کے سارے کرشمے تھے نہ حسرت میری حسرت تھی نہ ارماں میرا ارماں تھا

وہ حلم اور وہ تواضع اور وہ طرزِ خود فراموشی
خدا بخشے جگر کو لاکھ انسانوں کا انساں تھا

فروغِ حسنِ رخِ نکو نے، کیا یہ کیا انقلاب پیدا
حجاب پر ہے حجاب طاری نقاب سے ہے نقاب پیدا

حیا میں آئے تو رنگِ مستی، ادا میں ہو تو حجاب پیدا
وہ آنکھ خود ہی بنے گی ساقی، نظر کرے گی شراب پیدا

سنیں تو وہ میرا قصۂ غم، نہیں تو وہ درد دل کے محرم
کر لگا ایک اشکِ حسرت، ہزار چشمِ پر آب پیدا

کہاں کا میخانہ، کس کا ساقی، کچھ اور بڑھنے دو بیخودی کو
یہی بنائے گی جام و ساغر یہی کرے گی شراب پیدا

نظر کی ناکامیوں نے مجھ پر یہ راز ظاہر کیا، بالآخر
کہ بے حجابی میں بھی ہے تیری، ہزار رنگِ حجاب پیدا

تڑپ یہ دل کی کہ بے حسی بھی ہزار جانیں نثار جس پہ
سکون ایسا، کہ جس کی ہر ہر ادا سے لاکھ اضطراب پیدا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہی ہے سب سے بڑھ کر محرمِ اسرار ہو جانا　　میسر ہو اگر اپنا ہمیں دیدار ہو جانا
محبت میں کہاں ممکن ہے بلبل خوار ہو جانا　　کہ پہلی شرط ہے انسان کا خوددار ہو جانا
کھلے گا چارہ گر پر رازِ غم کیا درد کے ہوتے　　کہ آتا ہے اسے خود نبض کی رفتار ہو جانا
ہوا کا اس طرف انکی نقابِ رخ الٹ دینا　　ادھر اک اک لہو کی بوند کا سرشار ہو جانا
اثر لینا تھا ہم کو ہر ادائے حسن سے انکی　　مگر لازم نہ تھا رسوا سرِ بازار ہو جانا
گریں ہر ہر قدم پہ بجلیاں راہِ محبت میں　　بڑی مشکل سے آیا طالبِ دیدار ہو جانا
ادھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اٹھ جانا　　ادھر نظروں میں ہر ہر چیز کا بیکار ہو جانا
وصال و ہجر کے جھگڑوں نے فرصت ہی نہ دی ورنہ　　مآلِ عاشقی تھا روح کا بیدار ہو جانا
زباں گو چپ ہے لیکن دل میں تلاطم سا ہے برپا　　نہ آیا آج تک محوِ خیالِ یار ہو جانا

جگر وہ خاک ہی تو سرمۂ چشمِ دو عالم ہے
میسر ہو جسے صرفِ جمالِ یار ہو جانا

کہاں ممکن تھا اس چشمِ غضب کا ادھر ہونا　　مگر کام آ گیا میری فغاں کا بے اثر ہونا

گرے تو گر کے اک طوفانِ قیامت زا ہوا　　وہ جو اک آنسو مژہ پر تھا مری ٹھہرا ہوا
اب تو آنکھیں کھولو افتادۂ کوئے حبیب　　جھانکتا ہے کوئی دروازے سے شرماتا ہوا
دیدۂ حق بیں میں کیا فرق و کیا امتیاز　　ایک ہی جلوہ کہیں مجنوں کہیں لیلیٰ ہوا
ذرے ذرے میں تھی طاری ایک موجِ انقلاب　　منظرِ فطرت کو میں دیکھا کیا سہما ہوا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اللہ اللہ یہ کمالِ جذبۂ پنہانِ عشق — جو گرا آنکھوں سے آنسو حسن کا دریا ہوا
بڑھتے بڑھتے آفتابِ روزِ محشر بن گیا — دل کی خاکستر میں اک شعلہ تھا جو بھڑکا ہوا
لے چلا ہوں میں بھی نذرِ حسنِ جاناں کو جگر!
ساتھ دل کے ایک سازِ آرزو ٹوٹا ہوا

ب

صبا مجھ سے دور ہے، خوش باغباں ہے اب — جس شاخ پر نگاہ کروں آشیاں ہے اب
نازک لبوں پہ شکوۂ دردِ نہاں ہے اب — ان کا دہن ہے اور ہماری زباں ہے اب
چشمِ طلب میں اور کوئی آشیاں ہے اب
میرے لئے قفس مجھے سارا جہاں ہے اب

دل کی کیا تاب کہ پہنچے صفِ مژگاں کے قریب — جلوے خود لوٹ رہے ہیں رخِ تاباں کے قریب
خون ہو کے بہہ جاتے ہیں سب قلب و جگر — کوئی نشتر نہ ہو پوشیدہ رگِ جاں کے قریب
داغِ فرقت دہکتے ہوئے انگارے ہیں — ہاتھ لانا نہ مرے سینۂ سوزاں کے قریب
تابِ دیدارِ رخِ یار کہاں سے لاؤں — گر پڑی جا کے نظر گوشۂ داماں کے قریب
گر نہیں خارِ محبت کی کرو نہ رسائی — پھر یہ کیا چیز کھٹکتی ہے رگِ جاں کے قریب
شوق نے توڑ ہی ڈالے تھے محبت کے قیود — ہوش آیا ہے پہنچ کر درِ جاناں کے قریب
ہو چکے حسرت و امید و الم سب رخصت — اب نہیں کوئی مریضِ شبِ ہجراں کے قریب

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جب ہمیں ہو گئے ارمان میں پابوسی کے — خاک پہنچی بھی تو پہنچی گیا گوشۂ داماں کے قریب
عشق میں سیر گل و لالہ ہے تمہید جنوں — چاہیئے ایک بیاباں بھی گلستاں کے قریب
میں جگر! لاکھ ہوں آوارہ و سرگشتہ مگر
دل ہر اک حال میں ہے حضرت احساں[1] کے قریب

پ

صبر کیسا جو مرا دل بھی لئے جائیں آپ — اس قدر رحم مرے حال پہ فرمائیں آپ
دیکھئے میری تمناؤں کا احساس رہے — باغ فردوس میں تنہا نہ چلے جائیں آپ
میری رگ رگ میں سما کر بھی یہ تڑپ مجبوری — ظلم ہے ظلم جو آئینے سے شرمائیں آپ
کر دیا درد محبت نے مرا کام تمام — اب کسی طرح کی تکلیف نہ فرمائیں آپ
نالے کرتے ہوئے رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال
کہ مری طرح نہ دل تھام کے رہ جائیں آپ

ج

لب پہ نالہ ہے مرے اور نظر لیے ہے آج — کچھ عجب طرح سے بیچین تری یاد ہے آج
کیا قیامت ہے کہ یاس کی بیداد ہے آج — کہ نشیمن بھی مجھے خانۂ صیاد ہے آج
بر سر رحم وہ شوخ ستم ایجاد ہے آج — نالہ بھی نالہ ہے فریاد بھی فریاد ہے آج

---

[1] جناب مرزا احسان احمد صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) ایڈووکیٹ اعظم گڑھ ۱۴

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حسرتِ قید بھی اب دل سے نکل جائیگی   مژدہ اے شوق! کہ خالی کفِ صیاد ہے آج

ایک اک حرف غمِ دل کا سنانا ہے انہیں
کل اگر بھول نہ جاؤں جو مجھے یاد ہے آج

اور ہی کچھ کہہ رہا ہے رنگِ بیتابانہ آج   اڑ نہ جائے شمع کو دیکھ کہیں پروانہ آج

کام آخر کر گئی وہ نرگسِ مستانہ آج   بھر گیا ہے منتِ ساقی سے مرا پیمانہ آج

جھک گیا ایک ایک میکش اس نگاہِ مست سے
تم ادھر دیکھا کیے اور لٹ گیا میخانہ آج

د

نظر بھی ساتھ رہی ہے قدم قدم پہ مری   بھرا ہے صحنِ چمن میں جہاں جہاں صیاد

سناؤں آ کے کسے سرگزشتِ سیرِ چمن
نہ ہم خیال فلک ہے، نہ ہم زباں صیاد

ر

ذرے ذرے سے نمایاں شانِ قدرت دیکھ کر   کھل گئیں آنکھیں طلسمِ حسنِ فطرت دیکھ کر

یہ ہجومِ غم، یہ اندوہ و مصیبت دیکھ کر   اپنی حالت دیکھتا ہوں انکی صورت دیکھ کر

کیسی حالت ہے بڑے ان میں ہیں زرد چہرہ دل و سی آہ   چپ کھڑا ہے دور میری خاکِ تربت دیکھ کر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عمر بھر کا ساتھ رنج و غم میں دے سکتا ہے کون　　شمع بھی رخصت ہوئی میری مصیبت دیکھ کر
گوشے گوشے میں ہے پنہاں جلوۂ برقِ جمال　　پاؤں کے نیچے سے زمیں گھبرا گئی شامِ فرقت دیکھ کر

چارہ سازوں سے مریضِ غم کو فرصت مل گئی
ہو چکے مایوس آثارِ طبیعت دیکھ کر

لالہ و گل کو دیکھتے کیا یہ بہار دیکھ کر　　رہ گئے بیخودی میں ہم صورتِ یار دیکھ کر
ہائے وہ جوشِ ربط و ضبط ہائے یہ بے تعلقی　　اشک بھر آئے آنکھ میں کوچۂ یار دیکھ کر
یاد کسی کی آہ کیا کہہ گئی آ کے کان میں　　زورِ جنوں سوا ہوا جوشِ بہار دیکھ کر
شوق نے چٹکیاں سی لیں حسرتِ دل مچل گئی　　میری طرف بڑھا ہوا دامنِ یار دیکھ کر
ان سے بھی ہو سکا نہ ضبط انکو بھی رحم آ گیا　　پائے برہنہ دیکھ کر جسمِ فگار دیکھ کر

تھی یہ ہوس کہ دیکھتے خال و خط و بہارِ حسن
آنکھیں ہی چوندھیا گئیں جلوۂ یار دیکھ کر

س

وہ چمن میرا چمن ہے وہ قفس میرا قفس　　جس کے گوشے گوشے میں مہکا ہو چمن صد ہا قفس
ہائے کس بلبل کے لئے اے صیاد پھر دیکھا قفس　　بال و پر بکھرے پڑے ہیں آشیاں سے تا قفس
عشق میں کیا لالہ و گل کیا چمن کیا قفس　　میں ہی خود اپنا گلستاں ہوں خود اپنا قفس
سو بہار و نکہتیں ہیں جا اک میرے جسم خونیں چکاں　　سارے گلشن کی حقیقت اک مرا تنہا قفس

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

خاک ہو اپنی رسائی جلوہ گاہِ یار تک
حسن کا عالم گلستاں عشق کی دنیا قفس

عشق میں آزاد ہو کر کیا کروں سیرِ بہار
اس گلستاں کا نظر آتا ہے ہر تنکا قفس

اضطراب اب لگے ہاتھوں لکھ کے بیٹھیں مجھے
کیا بنا لیتا کیا گلستاں کیا نشیمن کیا قفس

کچھ تو ایسی بات ہے جی بیٹھا جاتا ہے مرا
ورنہ اب ایسے کیا ہیں نہ دیکھا تھا قفس

رکھ دئے ہیں سامنے لا کر کمالِ عشق نے
اک طرف صد ہا گلستاں اک طرف صد ہا قفس

تم جدھر نکلے ادھر اک چھا گئی تازہ بہار
ہم جہاں بیٹھے وہیں اک کر لیا پیدا قفس

کیا چمن کا حال مجھ سے پوچھتا ہے ہمنشیں
میرا کل حاصل اسیری میری کل دنیا قفس

باغباں مجھ سے ہے خوش صیاد مجھ پر مہرباں
اب چمن میرا چمن ہے اب قفس میرا قفس

دو ہی دن میں ہو گیا ہے دل کا کیا انقلاب
کل تھا کل عالم گلستاں آج کل دنیا قفس

ہیں وہ بے خبر تمنّد بلبل تھا دکھایا کچھ نہ منہ
بوئے گل آ آ کے ڈھونڈا کی قفس سے تا قفس

ص

وہ مست مانندِ رند آنکھیں وہ سرخ مثلِ گلاب عارض
جو ہیں مجسم شراب آنکھیں تو ہے سراپا شباب عارض

دلوں کو بے چین کر رہی ہے بنی ہوئی برق ان کی شوخی
نظر کو تیرہ بنا رہے ہیں لئے ہوئے آفتاب عارض

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

برس رہا ہے یہ رنگِ مستی، کہ ہوش باقی نہیں کسی کو
نگاہیں اُن کی جھکی ہوئی ہیں پلا رہی ہیں شرابِ عارض

م

فرصت کہاں کہ چھیڑ کریں آسماں سے ہم — لپٹے پڑے ہیں لذتِ دردِ نہاں سے ہم
اس درجہ بیقرار تھے دردِ نہاں سے ہم — کچھ دور آگے بڑھ گئے عمرِ رواں سے ہم
کب تک رہیں گے دور ترے آستاں سے ہم — اب پہنچے شرط باندھ کے عمرِ رواں سے ہم
اے چارہ ساز حالتِ دردِ نہاں نہ پوچھ — اک راز ہے، جو کہہ نہیں سکتے زباں سے ہم
تقدیر نے اُسے بھی نظر سے چھپا دیا — روتے لپٹ کے گردِ پسِ کارواں سے ہم
سوجا نہیں ہوں، تو لذتِ آزار پر نثار — باز آئے چارہ سازیِ دردِ نہاں سے ہم
بیٹھے ہی بیٹھے آ گیا کیا جانے کیا خیال — پہروں لپٹ کے روئے دلِ ناتواں سے ہم
پوچھیں گے سرگزشتِ مصیبت کی انتہا — اب کے اگر ملے، دلِ حسرت نشاں سے ہم

بے تابیوں نے کام دیا دستِ ناز کا
آخر لپٹ کے سو گئے دردِ نہاں سے ہم

اللہ ری حسن و عشق کی سحر آفرینیاں — خوش ہو رہے ہیں گھر کا گھر ویرانہ بنا کے ہم
کس کس پہ جان دیجیے کس کس کو چاہیے؟ — گم ہو گئے ہیں بزمِ تمنا میں آ کے ہم
اتنے حجابوں پر تو یہ عالم ہے حسن کا — کیا حال ہو جو دیکھ لیں پردہ اٹھا کے ہم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ بیدلی کا زور ہی ساقی کے ہجر میں — جی چاہتا ہے پھینک دیں ساغر اٹھا کے ہم

تاثیرِ جذبِ عشق کا اللہ رے کمال!

آئینہ بن گئے تری اِک اِک ادا کے ہم

ن

سرور کم نہ کبھی ہوگا اب قیامت تک — خمِ حجاز کی پی کر شراب آتے ہیں

کوئی یہ جا کے درِ پاک پر خبر کر دے — خراب حال، بحالِ خراب آتے ہیں

کہو یہ حضرتِ موسیٰ سے اب سنبھل جائیں — حضور آتے ہیں اور بے نقاب آتے ہیں

وہ رند ہوں، کہ صبوحی کے واسطے ہر روز

فرشتے لے کے خمِ آفتاب آتے ہیں

اے کاش، وہ حسرت زدہ طور کو ملتی — جس آنکھ سے ہم حسنِ بتاں دیکھ رہے ہیں

ہر چند کہ تھمتے نہیں آنسو صفتِ شمع — بائے تری محفل کا سماں دیکھ رہے ہیں

پھر آپ نے چھیڑی وہی گیسو کی حکایت — ہر چند کہ زورِ خفقاں دیکھ رہے ہیں

تا چند کریں ضبط مرے آبلہ پا

سوکھی ہوئی کانٹوں کی زباں دیکھ رہے ہیں

ے یہ محاورہ اس وقت متروک نہ تھا جب شعر کہا گیا۔ لیکن اب متروک ہے۔ ۱۲

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غم سے چھوٹوں تو ادھر دیکھوں میں　　دل کو رو لوں تو جگر دیکھوں میں
نگہِ یاس! اثر دیکھوں میں　　دامنِ یار بھی تر دیکھوں میں
آشیاں کے جو اٹھا لوں تنکے　　اپنے ٹوٹے ہوئے پر دیکھوں میں
داغ ہی داغ نظر آتے ہیں　　کس طرح قلب و جگر دیکھوں میں
دم گھٹا جاتا ہے اے دستِ جنوں!　　چاک دامانِ سحر دیکھوں میں
نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے　　خاک اے شمعِ سحر اب دیکھوں میں
دلِ دیوانہ! یہ قسمت تیری　　کہ تجھے خاک بسر دیکھوں میں
نزع میں ڈھونڈھ رہی ہیں آنکھیں　　کاش انھیں ایک نظر دیکھوں میں

چھوٹ جاؤں جو غمِ ہستی سے
بھول کر بھی نہ ادھر دیکھوں میں

عرش سے ہو کے جو مایوس دعائیں آئیں　　میں یہ سمجھا کہ مرے گھر میں بلائیں آئیں
میں نے جب شرم سے محشر میں جھکا لی گردن　　بخشوانے کو تجھے میری خطائیں آئیں
کیجیے اور کوئی ظلم اگر ضد ہے یہی　　لیجیے اور مرے لب پہ دعائیں آئیں
مدتوں یاد دلایا گیا افسانۂ غم!　　دل اگر خاک ہوا دل کی صدائیں آئیں
کسی بیکس کا پڑا صبر کسی پر شاید　　آج اس سمت سے ناساز ہوائیں آئیں
افسانہ پوچھو شبِ غم شام سے لیکر تا صبح　　کیا سمجھا کہ مرے کانوں میں صدائیں آئیں
تم نے جب مرحلۂ عشق کیا ختم جگر!　　مرحبا کی مرے کانوں میں صدائیں آئیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اُس کوچے میں ہوں صورتِ یک نقشِ فنا میں　　دنیا نے مٹایا مجھے لیکن نہ مٹا میں
جَن بَن کے مٹاؤ نہ مرا نقشۂ ہستی　　مٹ مٹ کے بنا ہوں ہمہ تن نقشِ فنا میں
اے اہلِ حقیقت! مجھے آنکھوں پہ بٹھاؤ
طے کر کے چلا آتا ہوں میدانِ وفا میں

سراپا آرزو ہوں درد ہوں داغِ تمنا ہوں　　مجھے دنیا سے کیا مطلب کہ میں آپ اپنی دنیا ہوں
کبھی کیفِ مجسم ہوں کبھی شوقِ سراپا ہوں　　خدا جانے کہ کس کا درد ہوں کس کی تمنا ہوں
مجھے جنبش میں کیا لائیگی موجِ صرصرِ عالم　　حریمِ قدس کہتے ہیں جسے میں اسکا پردا ہوں
مجھی میں حسن کا عالم مجھی میں عشق کی دنیا
نثار اپنے پہ ہو جاؤں اگر سو بار پیدا ہوں
لب پہ نالہ نہیں، شکوہ نہیں، فریاد نہیں　　پھر بھی کہتے ہیں کہ تو لائقِ بیداد نہیں

ضبطِ غم کا تحمل دلِ مہجور نہیں　　اب یہ جی سے بھی گزر جائے تو کچھ دور نہیں
طلبِ خُلد نہیں، آرزوئے حور نہیں　　تم جو مل جاؤ، تو پھر مجھے منظور نہیں
اللہ اللہ ری یہ رنگِ حقیقت کی بہار　　کون سا خون کا قطرہ ہے جو منصور نہیں
سخت مشکل سے پڑا آج گریباں پہ ہاتھ　　میں سمجھتا تھا کہ یہ فاصلہ کچھ دور نہیں
دل کے ہوتے ہوئے جاتے ہو کہاں اے موسیٰ!
اس میں کچھ جلوے ہیں ایسے کہ سرِ طور نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کیا کیا خیال دلِ بیقرار میں ۱۸۲ خود آشیاں کو آگ لگا دی بہار میں
محشر میں عرضِ شوق کی امید کیا کریں دل ہی تو ہے ، رہا نہ رہا اختیار میں
دستِ جنونِ عشق کی گلکاریاں نہ پوچھ ڈوبا ہوا ہوں سر سے قدم تک بہار میں
صورت دکھا کے پھر مجھے بیتاب کر دیا اک لطف آ چلا تھا غمِ انتظار میں
رگ رگ میں دل ہے دل میں تڑپ دردِ عشق کی محشر بپا ہوا ہوں تمنائے یار میں

تھم تھم کے دل سے پھر ہو تیر نگاہِ یار!
کیا لطف جب ہمیں نہ رہے اختیار میں

چھوڑا نہ تپ عشق نے کچھ بھی کسی گھر میں دل سے جو لگی آگ تو بھی جا کے جگر میں
اب شمع بھی بجھتی ہے مرا دم بھی لبوں پر کیا دیر ہے یارب شبِ فرقت کی سحر میں

پھر برق سے مجھ کو نہ رہے کوئی شکایت
ایسی ہی لگے آگ جو صیاد کے گھر میں

یہی کہہ کے تسلیِ دلِ ناشاد کرتے ہیں کہ ایسا بھی کبھی ہوتا ہے وہ خود یاد کرتے ہیں

بنا کر اپنے ہاتھوں آشیاں برباد کرتے ہیں
جو تیرا کام تھا وہ بھی ہم اے صیاد کرتے ہیں

اچھا ہے پاس اگر کوئی غمخوار بھی نہیں اب میرا حال لائقِ اظہار بھی نہیں
حسرت سے اب نگہ طرفِ یار بھی نہیں یعنی کہ ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں
دامان و جیب ہو گئے نذرِ جنوں تمام باقی کفن کے واسطے اک تار بھی نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صیاد میری دم سی ہیں سارے یہ چہچہے — جب میں نہیں تو رونقِ گلزار بھی نہیں
کچھ یہ کہ عرضِ شوق کی طاقت نہیں مجھے — اور کچھ یہ ہے کہ مصلحتِ یار بھی نہیں
وہ دل، کہ جس پہ حرفِ تمنا بھی بار تھا — اب صرف شکوہ سنجی اغیار بھی نہیں

دل میں ہجومِ شوق کا عالم نہ پوچھئے
گنجائشِ خیالِ رخِ یار بھی نہیں

خوفِ صیاد سے عالم ہے یہ بیتابی کا — کہ ابھی ہوں تو ابھی صحنِ گلستاں میں نہیں

بچ رہا ہو جو کوئی جوشِ جنوں کے ہاتھوں
تار ایک کوئی اب جیب و گریباں میں نہیں

عنایت کی جس پر نظر دیکھتے ہیں — ہم اس کا دل، اس کا جگر دیکھتے ہیں
وہی راہ چلتے ہیں عشاق ان کے — کہ جس راہ کو پُر خطر دیکھتے ہیں

فلک کے ستم، آشیاں میں ہم اپنے
سمیٹے ہوئے بال و پر دیکھتے ہیں

ڈوب کر دل میں وہ نظریں تیر و پیکاں ہو گئیں — رہ گئیں جو دل کے باہر نشترِ جاں ہو گئیں
حسن کی شامیں تھیں جتنی سب بیاباں ہو گئیں — جو ترے رخ سے بچیں رنگِ گلستاں ہو گئیں
اور بھی میرے لئے آفت کا ساماں ہو گئیں — ہائے وہ مخمور آنکھیں جب پشیماں ہو گئیں
دھجیاں باقی ہیں جتنی اب مرے کس کام کی — جو گریباں ہونیوالی تھیں گریباں ہو گئیں
ہو چلی تھیں عرضِ غم پر وہ نگاہیں تیز تیز — پھر نہ جانے کیا خیال آیا پشیماں ہو گئیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

عشرتگاہ عشق میں آزادیاں کس کو نصیب
خود مری آہیں مجھے دیوارِ زنداں ہو گئیں

اب کہاں دل کی تمناؤں کی بزم آرائیاں
آنکھ جھپکی تھی کہ سب خواب پریشاں ہو گئیں

اِن جنوں سامانیوں پر کیا رہائی کی امید
حسرتیں بھی دفن زیرِ خاکِ زنداں ہو گئیں

عشق کی بے تابیاں کب چھوڑ سکتی ہیں مجھے
فرق اتنا ہے کہ اب آنکھوں سے پنہاں ہو گئیں

دل کی تسکین کیلئے دو پھول دامن میں نہیں
اس طرح ہوں آج گلشن میں کہ گلشن میں نہیں

چین اسیرانِ قفس کو یادِ گلشن میں نہیں
دوڑتی ہیں بجلیاں اب لاکھ خوں تن میں نہیں

وہ گلوں میں تازگی رونق وہ گلشن میں نہیں
خاک سی اڑتی ہے یاں جب سے نشیمن میں نہیں

چھوٹنا قیدِ قفس سے کیا قیامت ہو گیا
اب برائے نام بھی راحت نشیمن میں نہیں

اس طرف صیاد کی نظریں ادھر ناعمرے
یا وہ گلشن میں نہیں آتا میں گلشن میں نہیں

دید کے قابل ہے یہ رنگِ سبک روحی مرا
ڈھونڈتی ہے برق مجھکو میں نشیمن میں نہیں

کیسی خزاں میں سر جھکائے مضمحل بیٹھا ہوں
میری نظروں میں تو ہر جا پھول گلشن میں نہیں

رک گئی کنجِ قفس میں خود بخود میری زباں
شاہد اک تنکا بھی باقی اب نشیمن میں نہیں

جوشِ وہ رنگینیوں کا انکے پیکاں میں نہیں
کیا کوئی قطرہ لہو کا اب رگِ جاں میں نہیں

کوئی دیوانہ ہی اس عہدِ پریشانی میں نہیں
ورنہ جو صحرا میں قید ہے وہ زنداں میں نہیں

فیضِ سوزِ عشق سے اک دل مرا باداغ ہو
جو بہار اب مجھ میں ہے سارے گلستاں میں نہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نالہ پروردۂ لوئے سوزِ دل، داغِ جگر یہ بہاریں ہیں قفس کی جو گلستاں میں نہیں

بھر نہ دی ہو روح جس میں وحشتِ دل نے مری
ایک ذرہ بھی کوئی ایسا بیاباں میں نہیں

جواب اُن کا کہاں سارے جہاں میں دبی ہیں بجلیاں جو آشیاں میں
لبوں تک جان بھی کھنچ آئی یارب توقف کیا ہے، مرگِ ناگہاں میں؟
جگہ پر اپنی چھوڑ آیا ہوں صیاد!! لہو کے چند قطرے آشیاں میں
اشارہ ہے کسی کی اک نظر کا وگرنہ کیا ہے جانِ ناتواں میں
بتا دے بیخودیِ عشق! اتنا قفس ہی میں کہ ہوں میں آشیاں میں
حقیقت کھول کر اک دن رہیں گے وہ آنسو جو ہیں چشمِ رازداں میں
بڑھی جاتی ہے وحشت ہر قدم پر چھپا جاتا ہوں گردِ کارواں میں
یہ رنگِ اتحاد! اللہ اکبر شبیہ دل ہی، ہر اشکِ رواں میں
جرس کے بھی جو اٹھ کر ہوش کھو دیں وہ نغمے ہیں مرے سازِ فغاں میں
رہی لرزاں ہمیشہ اُن سے بجلی جو تنکے بچ رہے تھے آشیاں میں

کئے جا نالے، اے بلبل! کئے جا
قفس بھی مل رہے گا آشیاں میں

یہ نہ پوچھو دہر میں کب سے ہوں اسی طرح خانہ خراب ہوں
جو نہ مٹ سکا وہ طلسم ہوں، جو نہ اُٹھ سکا وہ حجاب ہوں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مجھے غیر سمجھیں نہ اہل دل، ہمہ تن اگرچہ حجاب ہوں
جو نہاں ہے میری نظر سے بھی میں اسی کے رخ کی نقاب ہوں

نہ تعلقات کی حد کوئی، نہ توقعات کی حد کوئی!
جو کبھی سمجھ میں نہ آسکے، وہ میں ایک فرد حساب ہوں

نہ صدائے بلبل خوش بیاں، نہ سرود بزم پری رخاں
جو بھرا ہے نغمہ درد سے، وہ میں ایک تار رباب ہوں

و

کسی نے پھر نہ سنا درد کے فسانے کو ۔ مرے نہ ہونے سے راحت ہوئی زمانے کو
اب اس میں جان مری جائے یا رہے صیاد ۔ بہار میں تو نہ چھوڑوں گا آشیانے کو
چلا نہ پھر کوئی مجھ پر فریب ہستی کا ۔ لحد تک آئی اجل بھی مرے منانے کو
فلک! ذرا مری اس بیکسی کی داد تو دے ۔ قفس میں بیٹھ کے روتا ہوں آشیانے کو
وفا کا نام کوئی بھول کر نہیں لیتا ۔ ترے سلوک نے چونکا دیا زمانے کو

قفس کی یاد میں پھر جی یہ چاہتا ہے جگر!
لگا کے آگ نکل جاؤں آشیانے کو

جب کبھی چھیڑا جنوں نے دیدۂ خونبار کو ۔ بھر دیا پھولوں سے ہم نے دامن کہسار کو
ٹھیس لگ جائے نہ انکی حسرت دیدار کو ۔ اے ہجوم غم! سنبھلنے دے ذرا بیمار کو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فکر ہے زاہد کو حور و کوثر و تسنیم کی — اور ہم جنت سمجھتے ہیں ترے دیدار کو 47

دیکھنے والے نگاہِ مست ساقی کے کبھی — آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں ساغرِ سرشار کو

ہر قدم پر ہر روش پر ہر ادا پر ہر جگہ — دیکھنا پڑتا ہے اندازِ نگاہِ یار کو

لاکھ سمجھایا جگر کو ایک بھی مانی نہ بات

دھن لگی تھی کوچۂ قاتل کی میری یار کو

واقفِ غمِ الفت سہی، نہ دل ہو نہ جگر ہو — یوں مجھ سے ملو تم کہ مجھے بھی نہ خبر ہو

یہ سر ہو، اور اس شوخ ستمگار کا در ہو — اس طرح بسر ہو تو بہت خوب بسر ہو

اس قہر و غضب پر تو فدا دیدہ و دل ہیں — کیا حال ہو میرا جو عنایت کی نظر ہو

سر رکھ ہی دیا سنگِ درِ یار پہ میں نے — اب حشر بھی اٹھے تو مجھے کچھ نہ خبر ہو

حالت دلِ مایوس کی دیکھی نہیں جاتی — اللہ کرے جلد شبِ غم کی سحر ہو

رہ رہ کے تڑپ جاتی ہے سینے میں کوئی چیز

ایسا نہ ہو بیتاب تمہاری ہی نظر ہو

وفورِ کیف سے دل اتنا بیقرار نہ ہو — میں ڈر رہا ہوں کہ مضطر نگاہِ یار نہ ہو

شرابِ عشق پہ د د دار نہ ہو — نظر کے سامنے کچھ بھی سوائے یار نہ ہو

نگاہِ یار کا ممکن نہیں کہ وار نہ ہو — خود اپنا عیب ہے سینہ اگر فگار نہ ہو

دکھاؤں داغِ محبت جو ہو قصور معاف — سناؤں قصۂ فرقت جو ناگوار نہ ہو

کہاں کے سرو و صنوبر کہاں کے لالہ و گل — نگاہ ہی میں جو کیفیت بہار نہ ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

انکھیں تو دیکھ کے آئینہ وہم آیا ہے — کہ یہ کسی کی کہیں چشم انتظار نہ ہو
عجب زمانہ ہے کرتا نہیں اسے تسلیم — کسی سبب سے بظاہر جو بیقرار نہ ہو
بس اک نگاہ محبت سے دیکھ لینا ہی — مگر جو خاطر نازک پہ کوئی بار نہ ہو
نصیب دل کو ہو یوں محوِ آرزو ہونا — کہ خود بھی چاہیں اگر وہ تو ہوشیار نہ ہو
بھرے ہوئے ہیں نگاہوں میں حسن کے جلوے — یہ کیا مجال جہاں میں ہیں ہم اور بہار نہ ہو
خیالِ وصل میں کرتو رہا ہوں کچھ باتیں — قریب ہی کہیں لیکن نگاہِ یار نہ ہو

ہیں سن کے حضرت اصغرؔ[عہ] کے ایسے جگر اشعار
وہ مست ہوں کہ کوئی پی کے بادہ خوار نہ ہو

ی

نہ چھیڑ ان کے تصور میں اے بہار مجھے — کہ بوئے گل بھی ہے اسوقت ناگوار مجھے
تڑپ کے روح نکل جائیگی ابھی صیاد — ستا قفس میں نہ کیفیت بہار مجھے
نگاہِ یاس! ذرا تو ہی کام کر اپنا — کہاں وہ چھوڑ کے جاتے ہیں بیقرار مجھے
کسی کا وعدۂ دیدار میرا جذبۂ شوق — بنا نہ دے کہیں تصویر انتظار مجھے
ہجوم یاس میں کوشش نہ کوئی کام آئی — تسلیوں نے کیا اور بیقرار مجھے
کہیں مرا دل گم گشتہ ہو نہ خاک بسر — کہ دور تک نظر آتا ہے اک غبار مجھے
جنوں کی خیر ہو یارب کہ ضعف کے ہاتھوں — رہا نہ جیب و گریباں پہ اختیار مجھے

عہ جناب مولانا اصغر حسین صاحب اصغر گونڈوی نور اللہ مرقدہٗ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رخ پہ جھونکوں سے جو زلفِ دوتا پھرتی ہے
کیسی بل کھائی ہوئی بادِ صبا پھرتی ہے

پاس جانا دلِ بیتاب! سنبھل کر شبِ وصل
نیچی نظروں میں چھری بن کے حیا پھرتی ہے

کچھ نہیں جانتے ہیں لطف ترے کوچے کے
ورنہ پھرنے کو تو مخلوقِ خدا پھرتی ہے

مرحبا اے جذبۂ دل! حوصلہ اے دردِ فراق!
مجھ سے مل کر نگہِ ہوش ربا پھرتی ہے

بھول سکتا ہوں نہیں اُن کی محبت کے مزے
میری آنکھوں میں وہ ایک ایک ادا پھرتی ہے

دل کو مٹا کے داغِ تمنا دیا مجھے
اے عشق! تیری خیر ہو، یہ کیا دیا مجھے

محشر میں بات بھی نہ زباں سے نکل سکی
کیا جھک کے اس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

میں اور آرزوئے وصالِ پری رخاں
اس عشقِ سادہ لوح نے بہکا دیا مجھے

ہر بار یاس ہجر میں دل کی ہوئی شریک
ہر مرتبہ امید نے دھوکا دیا مجھے

اللہ رے تیغِ عشق کی برہم مزاجیاں
میرے ہی خونِ شوق میں نہلا دیا مجھے

خوش ہوں کہ حسنِ یار نے خود اپنے ہاتھ سے
اک دلفریب داغِ تمنا دیا مجھے

دنیا سے کھو چکا تھا مرا جوشِ انتظار
آوازِ پائے یار نے چونکا دیا مجھے

دعویٰ کیا تھا ضبطِ محبت کا اے جگر!
ظالم نے بات بات پہ تڑپا دیا مجھے

ہم اور ان کے سامنے عرضِ نیازِ عشق
لیکن ہجومِ شوق سے مجبور ہو گئے

آتی ہوتا منزلِ مقصود دیکھ کر!
اتنے ہوئے قریب کہ ہم دور ہو گئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کچھ بات بن پڑی نہ دلِ دادخواہ سے — کیا جانے کیا وہ کہہ گئے نیچی نگاہ سے
کوئی نہ بچ سکا، تری قاتل نگاہ سے — ذرے بھی صدقے ہو گئے اٹھ اٹھ کے راہ سے

یہ جانتا ہوں، جانتے ہو میرا حالِ دل
یہ دیکھتا ہوں، دیکھتے ہو کس نگاہ سے

اس درجہ محوِ لذتِ رنج و محن ہوئے — ناوک بھی اس نگاہ کے جزوِ بدن ہوئے
ہر وقت تازہ چاہئیں غم کی نشانیاں — جو داغ ابھی پڑے تھے وہ داغِ کہن ہوئے

غربت کا رشک بھی نہ گوارا ہوا جگر!
کہتے ہیں میرے بعد غریب الوطن ہوئے

کیا خبر تھی خلشِ ناز نہ جینے دے گی — یہ تری پیار کی آواز نہ جینے دے گی
قہر کی لاکھ نگاہوں کی ضرورت کیا ہے؟ — لطف کی اک نگہِ ناز نہ جینے دے گی
چین آتا ہی نہیں مجھ کو قفس میں یارب — کیا مری حسرتِ پرواز نہ جینے دے گی

مسلکِ عشق مرا مجھ کو نہ مرنے دے گا
تیری شوخی، ستمِ ناز نہ جینے دے گی

کیا چیز تھی کیا چیز تھی ظالم کی نظر بھی — اُف کر کے وہیں بیٹھ گیا دردِ جگر بھی
ہوتی ہی نہیں کم شبِ فرقت کی سیاہی — رخصت ہوئی کیا شام کے ہمراہ سحر بھی
یہ مجرمِ الفت ہے، وہ مجرمِ دیدار — دل لے کے چلے ہو تو لیے جاؤ نظر بھی
کیا دیکھیں گے ہم جلوۂ محبوب کہ ہم سے — دیکھی نہ گئی دیکھنے والے کی نظر بھی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مایوس شبِ ہجر نہ ہو اے دلِ بیتاب　　اللہ دکھائیگا تو دیکھیں گے سحر بھی
جلووں کو ترے دیکھ کے جی چاہ رہا ہے　　آنکھوں میں اتر آئے مرا کیفِ نظر بھی
واعظ نہ ڈرا مجھ کو قیامت کی سحر سے　　دیکھی ہے ان آنکھوں نے قیامت کی سحر بھی
اس دل کے تصدق جو محبت سے بھرا ہو　　اس درد کے صدقے جو ادھر بھی ہو ادھر بھی

ہے فیصلۂ عشق ہی منظور تو اٹھئے
اغیار بھی موجود ہیں حاضر ہے جگر بھی

گر چشمِ آرزو کی حالت یہی رہے گی　　پردے میں بھی کسی کی بے پردگی رہے گی
تم خاک میں ملا دو دل کو جگر کو لیکن　　ارماں یہی رہیں گے حسرت یہی رہے گی

جالے فلک! نہ خوش ہو برباد کرکے مجھ کو
تیرے مزاج میں بھی آشفتگی رہے گی

اداسی طبیعت پہ چھا جائے گی　　انھیں جب مری یاد آ جائے گی
شبِ غم کرشمے دکھا جائے گی　　کمی آنسوؤں کی رلا جائے گی
مرے بعد ڈھونڈو گے میری وفا　　مرے ساتھ میری وفا جائے گی

مجھے اس کے در پر ہے مرنا ضرور
مری یہ ادا اس کو بھا جائے گی

چیخی ہے کس انداز سے کس کرب و بلا سے　　دل ٹوٹ گیا نالۂ بلبل کی صدا سے
انسان کو لازم ہے رہے دور ریا سے　　یہ چیز جدا کرتی ہے بندے کو خدا سے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جی سیر ہو کس طرح مئے ہوش رہا سے　　مستی کو ہی بیعت مری رندانہ ادا سے
اٹھے نہ قدم جادۂ تسلیم و رضا سے　　آواز یہ آتی ہے مزارِ شہدا سے
پھر حسن کے جلوؤں نے بنا دیا مجھے بیخود　　ہشیار ہوا تھا جرسِ دل کی صدا سے
گزرا ہے دل و جان سے اسی راہ میں کوئی　　سجدوں کے نشاں پوچھ لو نقشِ کفِ پا سے

بے تابیٔ دل گرمیٔ آہ تینوں نے مل کر
کانٹے بھی کھٹکتے رہے مجھ آبلہ پا سے

صدموں کی جان، درد کا قالب دیا مجھے　　جو کچھ دیا کسی نے مناسب دیا مجھے
دی جان بھی تو سوزِ الم سے جلی ہوئی　　دل بھی دیا تو جان کا طالب دیا مجھے

دیتی تھی میرے سر کو جو شوریدگیٔ عشق
پھر کیوں خیالِ حفظِ مراتب دیا مجھے

اٹھا نہ دیدۂ بلبل سے پردۂ غفلت　　ہلاک ہو گئی کمبخت رنگ و بو کے لئے
ہجومِ شوق میں دل کے بھی ہو گئے ٹکڑے　　مکان تنگ تھا دنیائے آرزو کے لئے

خیالِ یار! کہاں تک خموشیاں تیری
زبان منہ میں ہے بیتاب گفتگو کے لئے

آہ بیری یہ فغاں اب نہ سنی جائے گی　　اب سنو داستاں اب نہ سنی جائے گی
پھر گئی ان کی نظر پھر گئے دنیا سے وہ　　دوستیٔ جسم و جاں اب نہ سنی جائے گی
یاس بھرا دردِ دل اب نہ کہا جائے گا　　درد بھری داستاں اب نہ سنی جائے گی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قصۂ غم کہہ کے میں لیجئے خاموش ہو　　پیر دے ہیں میں زباں، اب سُنی جائیگی
بزم ہے با چشمِ تر اُٹھ گئے کہتے ہوئے　　ہم سے تری داستاں اب نہ سُنی جائیگی
رحم انھیں آگیا میرے دلِ زار پر　　یہ رکشش آسماں، اب نہ سُنی جائے گی
کہہ کے بُرا غیر کو، اُن کو خفا کر دیا
بات جگرؔ کی وہاں اب نہ سُنی جائے گی

یہ نہیں تیری آرزو نہ کرے　　دل مگر خالی ہائے و ہو نہ کرے
گم ہوا ہوں خیالِ جاناں میں　　بیخودی میری جستجو نہ کرے
ختم سرمایۂ شکیب ہوا　　چھیڑ اب تیری آرزو نہ کرے
ناز کرتے ہیں پھول گلشن میں　　کہیں رسوا یہ رنگ و بو نہ کرے
خاک ہے جذبِ عشق کی تاثیر　　خامشی بھی جو گفتگو نہ کرے
ڈر ہے مجھ کو کہ میری حیرانی　　آئینہ اُن کے روبرو نہ کرے
یاد بھی اُن کی اے جگرؔ صد حیف
پُرسشِ داغ آرزو نہ کرے

برسائی آنسوؤں کی جھڑی چشمِ یار نے　　کیا اُٹھ کے کہہ دیا مری خاکِ مزار نے
اے شوقِ مرگ! پھر وہی میں ہوں وہی قفس
آساں کر نہ دی مری مشکل بہار نے

سر میں پھر لہر جنوں کی صفتِ تیر چلی　　اے فلک روک مری پاؤں سے زنجیر چلی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صدقے ان ہاتھوں کے مجھ کو بھی خبر تک نہ ہوئی
اس نزاکت سے گلے پر مرے شمشیر چلی

اب مری لاش پہ کیوں سوگ لئے بیٹھے ہو
تم نے شمشیر چلائی تھی تو شمشیر چلی

برابر کی خلش، خونابہ افشانی مقابل کی
محبت نے بنا دی ایک حالت دیدۂ دل کی

مجھے اے شورِ محشر تو نے کیوں چونکا دیا اٹھکر
بلائیں لے رہا تھا بیخودی میں اپنے قاتل کی

ضرورت تیرے سائے کی نہیں ہے اے فلک مجھ کو
عنایت چاہتا ہوں گوشۂ دامانِ قاتل کی

نہ توڑ اے دستِ گلچیں باغ میں پھولوں کی کلیوں کو
کہ ان میں کچھ شباہت پائی جاتی ہے مرے دل کی

اجل! اک مرتبہ پھر ہوش میں آجانے دے مجھ کو
ہوس رہ جائے گی ورنہ نوازش ہائے قاتل کی

جگر! میں نے چھپایا لاکھ اپنا دردِ غم لیکن
بیاں کر دیں مری صورت نے سب کیفیتیں دل کی

کسی کے سامنے مشکل سے عرضِ حال ہوئی
سنبھل سنبھل کے طبیعت مری نڈھال ہوئی

نگاہ غیر کے صدقے جھکی نہ غیر کی سمت
کبھی جو تیز ہوئی، جبھی یہ لال ہوئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مجھے جو عرضِ تمنا پہ کچھ حجاب آیا
مرے سوال کی شرمندگی سوال ہوئی

عاشقی یاس کی محکوم ہوئی جاتی ہے
بیکسی اب مرا مفہوم ہوئی جاتی ہے

دل ہوا خاک تبِ غم سے مگر دل کی جگہ
اک خلش سی مجھے معلوم ہوئی جاتی ہے

وائے ایذا طلبی شدتِ غم کے ہاتھوں
طاقتِ گریہ بھی معدوم ہوئی جاتی ہے

ہم تو سمجھے تھے غمِ عشق فنا کر دے گی
اب یہ امید بھی موہوم ہوئی جاتی ہے

دل ہی دل ہے جو چھٹا جاتا ہے دامن سے ترے
وہی قسمت ہے جو محروم ہوئی جاتی ہے

دل دھڑکنا بھی غنیمت ہے تری فرقت میں
کہ خبر تو مجھے معلوم ہوئی جاتی ہے

اے جگر، بات یہ کیا ہے کہ مری نظروں میں
آج جو چیز ہے معدوم ہوئی جاتی ہے

نازک ترے مریضِ محبت کا حال ہے
دن کٹ گیا تو رات کا کٹنا محال ہے

آنکھوں سے جان جائیے فرقت کا ماجرا!
اشکوں سے پوچھ لیجیے جو دل کا حال ہے

نظر ملتے ہی دل کو وقفِ تسلیم و رضا کر دے
جہاں سے ابتدا کی ہو وہیں تک انتہا کر دے

وفا پر دل کو صدقے جان کو نذرِ جفا کر دے
محبت میں یہ لازم ہے کہ جو کچھ ہو فنا کر دے

چمن دور آشیاں برباد یہ ٹوٹے ہوئے بازو
مرا کیا حال ہو صیاد اگر مجھ کو رہا کر دے

چنے ہیں میں نے بھی کچھ پھول تیرے باغِ معنی سے
الٰہی تو اگر حسنِ قبول ان کو عطا کر دے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تری مجنوں ادائی سے جگر! یہ خوف آتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو اُن کو بھی عالم آشنا کر دے

شب وصل کیا مختصر ہو گئی — ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی
نگاہوں نے سب رازِ دل کہہ دیا — انھیں آج اپنی خبر ہو گئی
بُری چیز ہے طرزِ بیگانگی — یہ ترکیب اگر کارگر ہو گئی
الٰہی بُرا ہو غمِ عشق کا — سُنا ہے کہ اُن کو خبر ہو گئی
سکے مجھ پہ احسانِ غمِ یار نے — ہمیشہ کو نیچی نظر ہو گئی
نمایاں ہوئی صبحِ پیری جگر!
بس اب داستاں مختصر ہو گئی

کیا لطف پوچھتے ہو پُرشوق زندگی کے — جی جی اٹھا ہوں مر کے مر مر گیا ہوں جی کے
بے حکمِ عشق مرنے بے اذنِ عشق جینے — کرتے ہیں مفت ضائع اوقاتِ زندگی کے
دیکھا تو اس جگہ پہ لاکھوں ہیں زخم تازہ — حاصل ہوئی تھی فرصت جس زخمِ دل کو سی کے
فیضِ بہار سے ہے، عالم یہ تازگی کا — گویا برس رہے ہیں انوار زندگی کے
اک اک سے پوچھتے ہیں وہ میری حالتِ دل
قربان اس ادا کے اس بے تعلقی کے

فلک کے جور زمانے کے غم اٹھائے ہوئے — ہمیں بہت نہ ستاؤ کہ ہیں ستائے ہوئے
نہ جانے دل میں وہ کیا سوچتے رہے ہمدم — مرے جنازے پہ تا دیر سر جھکائے ہوئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نگاہِ شوق نے محشر میں صاف تاڑ لیا — کہاں وہ چھپتے کہ آنکھوں میں تھے سمائے ہوئے
انھیں میں رازِ محبت کسی کا پنہاں تھا — جو خشک ہو گئے آنسو مژہ تک آئے ہوئے

حدودِ کوچۂ محبوب ہیں وہیں سے شروع
جہاں سے پڑنے لگیں پاؤں ڈگمگائے ہوئے

چلے گا کام تمھارا نہ اب نگاہوں سے — کہ ٹپکی پڑتی ہے شرمندگی نگاہوں سے
اثر کو بھی نہ رہا ربط، دل کی آہوں سے — خدا پناہ میں رکھے تری نگاہوں سے
کہیں تمھیں بھی نہ پڑ جائے کام آہوں سے — بچے رہو مری حسرت بھری نگاہوں سے
مریضِ ہجر کے چہرے پہ آ گئی رونق — ابھی وہ کہہ گئے کیا جانے کیا نگاہوں سے
زمیں بھی نہ اٹھائے گی میری خاک کا بار — گرا دیا مجھے تم نے اگر نگاہوں سے

جگر! بتائیے کچھ حالِ زار، خیر تو ہے!
یہ کیوں برستی ہیں مایوسیاں نگاہوں سے

دل کی خبر نہ ہوش کسی کو جگر کا ہے — اللہ اب یہ حال تمھاری نظر کا ہے
اس سمت دیکھتی بھی نہیں رخ جدھر کا ہے — سب سے جدا اصول تمھاری نظر کا ہے
دل رکھ دیا ہے سامنے لا کر خلوص سے — آگے اب اس کے کام تمھاری نظر کا ہے
سب رفتہ رفتہ داغِ الم دے گئے جگر — محفوظ ہے وہ زخم جو پہلی نظر کا ہے
میرے دلِ حزیں میں کہاں تابِ اضطراب — جو کچھ کمال ہے وہ تمھاری نظر کا ہے
کس طرح دیکھوں جلوۂ جاناں کو بے حجاب — پردہ پڑا ہوا مری آگے نظر کا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پیہم ہجومِ یاس سے آتا نہیں یقیں!
تم میرے سامنے ہو کہ دھوکا نظر کا ہے!

ہاں چلے دور میں ساقی مۓ گلفام چلے
دن چلے رات چلے صبح چلے شام چلے

خاک بیمارِ غمِ عشق کا اب کام چلے
پاؤں گھسنے لگے جب اُٹھ کے دو دو گام چلے

جھک گئے سر تری دہلیز پہ سب آپ سے آپ
کچھ کسی کی نہ چلی جب ترے احکام چلے

کعبۂ دل کی حقیقت سے تو واقف ہی نہیں
باندھ کر شیخ کہاں جامۂ احرام چلے

نقد کچھ پاس نہیں فکر ہے میخواری کی
قرض مل جائے کہیں سے تو بڑا کام چلے

پاؤں لٹکائے ہوئے قبر میں بیٹھے ہیں جگر!
دیر چلنے میں نہیں، صبح چلے شام چلے

کیا قیامت تھا کسی کا شکوۂ بیداد بھی
لب تک آ آ کے ٹکڑے ہو ہو گئی فریاد بھی

پہلے بھی تھی کچھ اسی سے تسکینِ دلِ ناشاد بھی
اب کلیجہ کھائے جاتی ہے تمہاری یاد بھی

جسم ہی زنداں میں ہے لیکن روح بزمِ یار میں
بیڑیاں بھی پاؤں میں ہیں اور ہوں آزاد بھی

آتے ہی کنجِ قفس میں چپ سی مجھ کو لگ گئی
لے اُڑے کیا ہوش تیری طاقتِ فریاد بھی

یوں نہ اے بلبل تڑپ کر جان دینی تھی تجھے
چاہیے تھا کچھ تو پاسِ خاطرِ صیاد بھی

دیکھیے کس کی فغاں میں پہلے آتا ہے اثر
میں بھی نالے کر رہا ہوں بلبلِ ناشاد بھی

یہ ہجومِ یاس و حرماں یہ وفورِ رنج و غم
مجھ کو ڈر ہے درد بن جائے نہ تیری یاد بھی

مجھ سے ہی کچھ واسطہ مطلب نہیں اُن کو جگر
تیز ہوتا ہے مجھی پر خنجرِ بیداد بھی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جان سے تنگ ہمارا دلِ دیوانہ ہی — زندگی کا ہے کہ یہ موت کا افسانہ ہے
گوشے گوشے میں یہاں جلوۂ جانانہ ہی — دل نہیں ہے مری سینے میں پریخانہ ہے
وہی گل ہی، وہی بلبل، وہی پروانہ ہی — شان ہی ایک مگر رنگ جداگانہ ہے
یہی صہبا، یہی ساغر، یہی پیمانہ ہی — چشمِ ساقی ہی کہ میخانے کا میخانہ ہے
کان ہنگامۂ محشر پہ لگے ہیں سب کے — کیا تری رہگذرِ عام کا افسانہ ہے
اللہ اللہ یہ وارفتگیِ عشق مری — اُس جگہ ہوں کہ جہاں حُسن بھی دیوانہ ہے
تم دکھا دو جسے آنکھیں وہی مخمور بنے — ہم جہاں شیشہ پٹک دیں وہی میخانہ ہے
حشر کہتے ہیں کسے؟ وعدۂ دیدار ہی کیا — وہ بھی میری نگہِ شوق کا افسانہ ہے
منزلِ عشق میں اللہ رے یہ عالمِ شوق — ہر قدم پر مرا انداز جداگانہ ہے

اُن سے پوچھے کوئی یہ ہوش کی باتیں میری
لوگ کہتے ہیں کہ دیوانہ ہے دیوانہ ہے

داستانِ غمِ دل اُن کو سنائی نہ گئی — بات بگڑی تھی کچھ ایسی کہ بنائی نہ گئی
سب کو ہم بھول گئے جوشِ جنوں میں لیکن — اِک تری یاد تھی ایسی جو بھلائی نہ گئی
عشق پر کچھ نہ چلا، دیدۂ تر کا قابو — اُس نے جو آگ لگا دی وہ بجھائی نہ گئی
پڑ گیا حُسنِ رُخِ یار کا پرتو جس پر — خاک میں مل کے بھی اِس کی صفائی نہ گئی

کیا اُٹھائے گی صبا خاک مری اُس در سے
یہ قیامت تو خود اُن سے بھی اُٹھائی نہ گئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

رات کیا دلکش ادائے جلوۂ جانانہ تھی　　شمع جب رُخ کے مقابل آئی تو خود پروانہ تھی
آج رگ رگ میں مری اک شورشِ مستانہ تھی　　کیا نگاہِ مستِ ساقی شاملِ پیمانہ تھی
صبح تک یہ یادگارِ عشق بھی افسانہ تھی
شمع اب ہے دفن جس جا تربتِ پروانہ تھی

شغلِ ہجر میں کچھ تو دلِ ناشاد رہے　　نالہ تھمتا ہو اگر تھمتی ہوئی فریاد رہے
منتشر بعد فنا یوں مری روداد رہے　　دل مرا خاک ہو اور خاک مری برباد رہے
اک محبت کی نظر بھی دمِ بیداد رہے　　گو کیے ظلم وہ مجھ پر جو مجھے یاد رہے
کس کو معلوم ہے اس جلوہ گہِ ناز کا حال　　ہوش ہی جب نہ ٹھکانے ہوں تو کیا یاد رہے
آپ تو چھپ گئے پردے سی دکھلا کر صورت　　اب کوئی شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے
روح سے ربط نہ چھوٹا ترے کوچے کا کبھی　　تیرے دیوانے اسیری میں بھی آزاد رہے
جان تو آ چکی ہونٹوں پہ مری اے صیاد
اب بھی محدود قفس تک مری فریاد رہے

یہ جو دھندلی سی ضیا خانۂ زنجیر میں ہے　　داغ شاید کوئی روشن دلِ دلگیر میں ہے
ہر ادا حُسن کی ڈوبی ہوئی تاثیر میں ہے　　تجھ میں جو ہے وہی عالم تری تصویر میں ہے
مطمئن ہو کے کریں سیرِ چمن کیا وحشی　　اک قدم باغ میں اک خانۂ زنجیر میں ہے
پہلے ہوں گے کبھی بیتابئ دل کے شکوے
اب تو راحت ہی مجھے خانۂ زنجیر میں ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کیا پوچھتے ہو حالت بیمارِ محبت کی — کچھ اور ابھی گھڑیاں باقی ہیں مصیبت کی
ہر نقش ہی سینے پر، نقشہ غمِ فرقت کا — ہر اشک ہی آنکھوں میں تصویر محبت کی
آ ہی گیا رحم اُن کو، حالِ دلِ محزوں پر — کر ہی گئی کام اپنا، تاثیر محبت کی
اے جوشِ جنوں! ٹوٹے چھالا نہ مرے دل کا — دھندلی سی نشانی ہے سوزِ غمِ فرقت کی
لاکھوں میں جگر اُس نے پہچان لیا تم کو
چھپتی ہے چھپانے سے کب آنکھ محبت کی

جورِ گلچیں، جفائے باغباں دیکھا کئے — جو دکھایا تو نے وہ اے آسماں دیکھا کئے
آج کن آنکھوں سے یہ جورِ خزاں دیکھا کئے — سب چمن لٹتا رہا اور باغباں دیکھا کئے
اب قفس میں ہوش آیا تو یہ حیرت ہے ہمیں — کس طرح آنکھوں سے لٹتے آشیاں دیکھا کئے
جی بھر آیا ناتوانی پر جو راہِ شوق میں — دیر تک ہم نقشِ پائے رہرواں دیکھا کئے
جب چمن سے لے چلا صیاد کر کے ہم کو قید — دور تک مڑ مڑ کے سوئے آشیاں دیکھا کئے
تھا اسیری میں بھی کچھ ایسا تعلق روح کو — ہم قفس میں روز خوابِ آشیاں دیکھا کئے
خاک سیرِ لالہ و گل باغ میں جب تک رہے
دستِ گلچیں، یا نگاہِ باغباں دیکھا کئے

آیا نہ راس نالۂ دل کا اثر مجھے — اب تم ملے تو کچھ نہیں اپنی خبر مجھے
دل لیکے مجھ کو دیتے ہو داغِ جگر مجھے — یہ بات بھولنے کی نہیں عمر بھر مجھے
ہر سو دکھائی دیتے ہیں وہ جلوہ گر مجھے — کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ملتی نہیں ہے لذتِ دردِ جگر مجھے
بھولی ہوئی نہ ہوگی فتنہ گر مجھے

ڈالا ہے بیخودی نے عجب راہ پر مجھے
آنکھیں ہیں اور کچھ نہیں آتا نظر مجھے

کرنا ہے آج حضرتِ ناصح سے سامنا
مل جائے دو گھڑی کو تمھاری نظر مجھے

مستانہ کر رہا ہوں رہِ عاشقی کو طے
لیجائے جذبِ شوق مرا اب جدھر مجھے

ڈرتا ہوں جلوۂ رُخِ جاناں کو دیکھکر
اپنا بنا نہ لے کہیں میری نظر مجھے

یکساں ہے حسن و عشق کی سرمستیوں کا رنگ
اُن کی خبر انھیں ہے نہ میری خبر مجھے

مرنا ہے اُن کے پاؤں پہ رکھکر سرِ نیاز
کرنا ہے آج قصۂ غم مختصر مجھے

سینے سے دل عزیز ہے، دل سے ہو تم عزیز
سب سے مگر عزیز ہے تیری نظر مجھے

میں دور ہوں تو روئے سخن مجھ سے کس لئے
تم پاس ہو، تو کیوں نہیں آتے نظر مجھے

کیا جانئے قفس میں رہے کیا معاملہ
اب تک تو ہیں عزیز مرے بال و پر مجھے

آنکھوں میں نور جسم میں بنکر وہ جاں رہے
یعنی ہمیں میں رہ کے وہ ہم سے نہاں رہے

ہم ہیں وہ دردمندِ محبت جہاں رہے
خاموش بھی رہے تو سراپا فغاں رہے

ہر چند وقفِ کشمکشِ دو جہاں رہے
تم بھی ہمارے ساتھ رہے ہم جہاں رہے

باقی چمن میں کچھ تو ہمارا نشاں رہے
صیاد ہم رہیں نہ رہیں آشیاں رہے

ہر شاخ پر ہے باغ میں صیاد کی نگاہ
مطلب یہ ہے کہیں نہ مرا آشیاں رہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کس قیامت کی کشش اس جذبۂ کامل میں ہے — تیر اُن کے ہاتھ میں پیکاں ہمارے دل میں ہے
اک تلاطم سا تو برپا سینۂ بسمل میں ہے — اب نہ جانے تو ہی خود یا درد تیرے دل میں ہے
جلوہ فرما کون اس اُجڑی ہوئی منزل میں ہے — آفتابِ حشر ہی جو داغ میرے دل میں ہے
عشق کا ہر رنگ پنہاں میری آب و گل میں ہے — قیس میرے سینے میں فرہاد میرے دل میں ہے
اللہ اللہ یہ مری مشقِ تصور کا کمال — میں ہوں اس محفل میں اور محفل کی محفل دل میں ہے
عشق میں گم گشتگی و شوق راس آئی مجھے — تھی جو میرے دل میں حسرت اب وہ اُنکے دل میں ہے
ہر تڑپ کے ساتھ آجاتی ہے مجھ میں تازہ روح — شکر ہے اتنا اثر تو اضطرابِ دل میں ہے
شمع چپ پروانے ششدر اہلِ دل سب دم بخود — ہائے کیا تصویر کا عالم تری محفل میں ہے

جوانی آتے ہی اُن پر قیامت کی بہار آئی
نظر بیگانہ وار اُٹھی، حیا مستانہ وار آئی
چمن میں راس کب مجھ کو ہوائے روزگار آئی
قفس ہی میری قسمت میں لکھا تھا جب بہار آئی
مری نظروں میں جب سے تازگیٔ حُسنِ یار آئی
خزاں بھی آئی گلشن میں تو میں سمجھا بہار آئی
وہ عاشق ہوں کہ میری لاش جب زیرِ مزار آئی
محبت نوحہ گر پہنچی، تمنا سوگوار آئی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کچھ ایسی جوشش پر آب کی یہ چشم اشک بار آئی
قفس میں لوٹ کر سارے گلستاں کی بہار آئی

شمیم عطر بیز آئی نسیم خوشگوار آئی
تم آئے سامنے یا سَو بہاروں کی بہار آئی

اب آخر آشیاں کے ذکر سے صیاد کیا حاصل
یہ کہہ دینا ہی کیا کم تھا؟ کہ گلشن میں بہار آئی

چمن میں جیسی اِک بلبل کے دم تک دیکھ لی ہمدم
نہ پھر ایسی خزاں دیکھی، نہ پھر ایسی بہار آئی

وہ دیوانہ ہوں میں جب سے بسایا میں نے زنداں کو
نہ صحرا میں اُگے کانٹے نہ گلشن میں بہار آئی

قفس میں بھی لگا رہوں سے جُدا ہوتا نہیں دم بھر
وہ عالم، ہائے میرا، خاتمے پر جب بہار آئی

غضب تھا آج گلشن میں، یہ حسرت خیز نظّارہ
اِدھر بلبل کا دم ٹوٹا اُدھر فصلِ بہار آئی

اثر اتنا تو ہونا چاہیئے، جذبِ محبّت میں
کہ جب تک میں قفس میں تھا قفس ہی میں بہار آئی

قفس کا اور یکایک اس طرح جنبش میں آجانا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نگر معلوم ہوتا ہے کہ گلشن میں بہار آئی
کہیں ساغر بکف گل ہیں، کہیں خم در بغل غنچے
چمن ہی میکدہ بھی بن گیا، جب سے بہار آئی
بنا کر جس نے بے خود آشیاں ہم سے چھڑایا تھا
سنا ہے پھر اسی شدت سے گلشن میں بہار آئی
مری اس بیخودی کا یادِ گل میں کیا ٹھکانا ہے
اٹھی جب آشیاں سے آگ تب سمجھا بہار آئی
وہ گھر برباد ہی ہو جائے تو بہتر ہے، جس گھر میں
نہ صبحِ وصل آئی اور نہ شامِ انتظار آئی
نگاہِ یاس اور دب کر نگاہِ ناز سے رہتی
گئی اور چند نشتر ان کے دل میں بھی اتار آئی
بہارِ رفتہ میری پھر نہ آئی اے جگر! وانیس
چمن میں ہر خزاں کے بعد لیکن اک بہار آئی

علاجِ کاوشِ غمِ خاک چارہ جو کرتے | ہزار زخم تھے کس کس جگہ رفو کرتے
اشارہ خود جو نہ وہ ہی جستجو کرتے | مجال کیا تھی ہماری کہ آرزو کرتے
وہ ہم سے ملتے نہ ملتے یہ انکی تھی مرضی | ہمارا کام یہی تھا کہ جستجو کرتے
بیان ہو نہ سکی ابتدا محبت کی | تمام عمر ہوئی شرحِ آرزو کرتے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جلوہ جو اُن کے رُخ کا مری چشمِ تر میں ہے — شادابیٔ بہار کا عالم، نظر میں ہے

اُمیدِ وصل دیدۂ حسرت اثر میں ہے — یعنی ہماری روح ہماری نظر میں ہے

ہر ذرّہ رقص میں ہے جو اس رہگذر میں ہے — کیا عالمِ حیات کسی کی نظر میں ہے

تاریک ہوتی جاتی ہے رہ رہ کے کل فضا — پھر بھی مریضِ ہجر امیدِ سحر میں ہے

کیا آفتابِ حشر سے جھپکے گی اپنی آنکھ — ہر ذرّہ کوئے یار کا میری نظر میں ہے

تنہائیٔ فراق کا کیا کیجیے بیاں — اک آہ تھی، سو وہ بھی تلاشِ اثر میں ہے

اللہ ری یاد طاقتِ پرواز کا اثر — دل میں بھی وہ تڑپ نہیں جو بال و پر میں ہے

وا ہوں جو گوشِ ہوش تو عبرت کیواسطے — اک داستاں خموشیٔ شمعِ سحر میں ہے

یوں آرہے ہیں آج ہم اک بزمِ ناز سے — چہرہ پہ نور جلوۂ جاناں نظر میں ہے

کیونکر بہارِ شعر سے ٹپکے نہ اے جگرؔ!

رنگِ کلامِ حضرتِ اصغرؔ نظر میں ہے!

ازل کے دن جنھیں لے کر چلے تھے تیری محفل سے

وہ شعلے آج تک لپٹے ہوئے ہیں دامنِ دل سے

مجھے اب خوف ہی کیا، ہجر میں تنہائیٔ دل سے

ہزاروں محفلیں لے کر اُٹھا ہوں تیری محفل سے

یہ عالم ہے ہجومِ شوق میں بے تابیٔ دل سے

کہ منزل پر پہنچکر بھی اُڑا جاتا ہوں منزل سے

؎ حضرت اصغرؔ گونڈوی [illegible]

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

فلک پر ڈوبتے جاتے ہیں تارے بھی شبِ فرقت
مگر نسبت کہاں اُن کو مِرے ڈوبے ہوئے دل سے

نگاہیں قیس کی اٹھتی ہیں جوشِ کیفِ مستی میں
ذرا ہشیار رہنا، سارباں! لیلیٰ کی محمل سے

وہی سب بن گئیں نقش و نگارِ صفحۂ ہستی
اُڑی تھیں جس قدر چھینٹیں مِرے خونابۂ دِل سے

سمجھ کر پھونکنا اس کو، ذرا اے داغِ ناکامی
بہت سے گھر بھی ہیں آباد اس اُجڑے ہوئے دل سے

محبت میں قدم رکھتے ہی، گم ہونا پڑا مجھ کو
نکل آئیں ہزاروں منزلیں اِک ایک منزل سے

قیامت کیا؟ کہاں کا حشر؟ کیسا دیر؟ کیا کعبہ؟
یہ سب ہنگامے برپا ہیں مِرے اِک مضطرب دِل سے

بیاں کیا ہوں یہاں کی مشکلیں، بس مختصر یہ ہے
وہی اچھے ہیں کچھ، جو جس قدر ہیں دور منزل سے

ہجومِ یاس ایسا کچھ نظر آتا نہیں مجھ کو
وفورِ شوق یہ! آگے بڑھا جاتا ہوں منزل سے

محبت میں ضرورت ہی تلافیِ غیر کی کیا تھی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

اگر ہم ڈھونڈھتے، نشتر بھی مل جاتا رگِ دل ہے
بدن سے جان بھی ہو جائیگی رخصت جگر! لیکن
نہ جائے گا خیالِ حضرت اصغر مرے دل سے

بس اک نظروں کا دھوکا ہے، بس اِک آنکھوں کا پردا ہے
نہ مجنوں کوئی مجنوں ہے، نہ لیلیٰ کوئی لیلےٰ ہے

ہوسناکی خیالِ غیریت ہی کا نتیجہ ہے
جو یہ پردا ابھی اُٹھ جائے تو سب اپنا ہی اپنا ہے

سمجھ میں جو نہ آئے، اور بے سمجھے نہ رہنے دے
اسی کا نام شاید عشق میں، نامِ تمنا ہے

یہی تو فرق ہے بس کافر و مومن میں اے غافل
کہ اُس کے لاکھ کعبے ہیں، اور اِس کا ایک کعبہ ہے

مژدہ اے شوقِ شہادت! اوج پر تقدیر ہے
آج دستِ ناز میں، نازک سی اِک شمشیر ہے

کم نہیں ہوتیں دلِ ایذا طلب کی خواہشیں
آپ دیکھیں تو سہی "ترکش میں کوئی تیر ہے"؟

کس ادا پر جان دوں، تو ہی بتا اے چشمِ یار
جس ادا کو دیکھتا ہوں، حُسن کی تصویر ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

قید خانے میں جو بیٹھا ہوں، یہ ہے تیری خوشی
تو اگر کہدے تو دو ٹکڑے ابھی زنجیر ہے

میرے پہلو میں نہیں ہے یہ دلِ خانہ خراب
میری بربادی کی جیتی جاگتی تصویر ہے

وہ اُدھر محوِ تماشہ ہیں اِدھر مرعوبِ حسن
وصل کی شب دونوں جانب عالمِ تصویر ہے

دلِ برباد ہی میں عالم اک آباد بھی ہے   اسی ویرانے میں مجنوں بھی ہے فرہاد بھی ہے

کیا خبر قلبِ ہوسناک کو ہنگامِ سماع
کہ انھیں نغموں میں پنہاں کوئی فریاد بھی ہے

دل بہلنے کی شبِ غم یہی صورت ہوگی   آپ کی دی ہوئی تکلیف بھی راحت ہوگی
آپ کے رو میں بھی آپکی سیرت ہوگی   بات میں بات نزاکت میں نزاکت ہوگی
آتشِ دوزخِ ہجراں ہی قیامت لیکن   تم جو چاہو گے تو یہ بھی مجھے جنت ہوگی
جمع کرتی رہے آمادگی ذوقِ فنا   کام آئے گی، اگر دل میں حرارت ہوگی

کہنے سننے کی غمِ عشق میں حاجت ہی نہیں
آنکھ سے ٹپکے گی، دل میں جو محبت ہوگی

وہ شکلِ جاناں کیا مظہرِ شانِ الٰہی ہے   نظر میں رنگِ مستی رخ پہ نورِ صبح گاہی ہے
اسی کو ایک دن بننا ہی خالِ عارضِ رحمت   ہمارے نامۂ اعمال کی جتنی سیاہی ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کسی صورت بھی ہم سے بےخبر وہ رہ نہیں سکتے — جو ہم ایسا سمجھتے ہیں ہماری کم نگاہی ہے

خدا جانے محبت کونسی منزل کو کہتے ہیں

نہ جس کی ابتدا ہی ہے نہ جس کی انتہا ہی ہے

پارۂ ہائے جگر

میں ہوا ہشیار جتنا مجھ سے وہ غافل ہوا — دل سراپا غم بنا جب میں سراپا دل ہوا

جذبۂ دل صرف جتنا بے تحمل ہوتا گیا — اس قدر ذوقِ نظر میں مبتذل ہوتا گیا

تنگ اتنا دامنِ فکر و عمل ہوتا گیا — زندگی بھر آج کل ہی آج کل ہوتا گیا

دمِ اخیر بھی اُن کا یہ احترام ہوا — اُٹھے نہ ہاتھ تو آنکھوں ہی سے سلام ہوا

یہ سوزِ نہاں نہیں ہے دل میں — جلتا ہے چراغ بے کسی کا

حسرت کا لہو بھرا ہے جس میں — وہ جام ہوں دورِ آخری کا

لکھے خط ان کا کیا ضبط بہت کچھ لیکن — تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں نے بھرم کھویا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہر اک داغِ فرقت کا دھونا پڑے گا　　تمہیں بھی مرے ساتھ رونا پڑے گا

بھلا کر خود کو غافل، رحم کا تو مستحق ہوگا
کہ گل بوٹے بھی بن جائیں گے جب سادہ ورق ہوگا

کہاں وہ دن گھڑی یارب کہ تھی شکیبائی　　نظر میں پھرتی ہے صبر و قرار کی صورت
گئے جو دل سے تو دل کو خزاں نما کے گئے　　جو آئے دل میں تو آئے بہار کی صورت

کیا کروں گا اب بہارِ گل بداماں دیکھ کر　　محوِ حیرت ہوں خود اپنا حسنِ پنہاں دیکھ کر

سحر تک شمعِ محفل! میں نے جل بجھنے کی ٹھانی ہے
ہمیں یہ دیکھنا ہے خاک ہو جاتے ہیں ہم کب تک

قیدِ قفس میں یادِ بہار آتی ہے مجھے　　نشتر بنے ہوئے ہیں پر و بال آج کل

حالِ وحشت میں ہے ایسا ترے دیوانوں کا　　جب جیب پھٹی، تو گریبان لئے بیٹھے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نہ رہا کیا کوئی دیوانوں میں — خاک اڑتی ہے بیابانوں میں
رہ گئی آہ اب افسانوں میں — مے نہ شیشوں میں نہ پیمانوں میں
اٹھ گیا کیا جگرِ تفتہ مرا — شور برپا ہے عزاخوانوں میں

لب پہ ہیں یار نہیں شکوہ نہیں فریاد نہیں — پھر بھی فرماتے ہیں تو لائقِ بیداد نہیں

روح گھبرائی ہوئی نکلی ہے تنِ لاغر سے — اب مجھے روکنے والی کوئی زنجیر نہیں

رنگ جیسا ہی یہ تیرے جوشِ شباب میں — یا چاندنی کا پھول کھلا ہو گلاب میں

سینۂ عشق ہے اور ناوکِ ناز — وار پر وار ہوئے جاتے ہیں
عشق میں روز سوا عہدِ وفا — چار و ناچار ہوئے جاتے ہیں
ساقیا! توبہ کئے لیتے ہیں — لے گنہگار ہوئے جاتے ہیں

دے چکا جب دل تو کیا خوفِ شہرت ہو تو ہو
اب یہ سر جائے تو جائے اور قیامت ہو تو ہو
دل کہاں پہلو میں دل تو کر چکے پہلے ہی نذر
یہ جو کچھ بے چین سا ہے دردِ فرقت ہو تو ہو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لطفِ تشہیر مصور ہے تشہیر کے ساتھ کھینچدے در بھی مرا میری تصویر کے ساتھ

حاصلِ دشت نوردی ہے ای دشتِ جنوں آبلے ٹوٹ نہ جائیں کہیں زنجیر کے ساتھ

ہے مآلِ کارِ فنا یہی کہ انھیں کا رنگ عیاں رہے

نہ نظر ہماری نظر رہے نہ زباں ہماری زباں رہے

مرے عشق سحر طراز نے بہت انکے جلوے دکھا دیئے

مگر ایسے لاکھوں ہی حسن تھے جو نظر سے پھر بھی نہاں رہے

وہ کچھ نہیں بند جلوۂ جاناں کسی کو ہوئے جاتا ہوں تیرے فرق سے گو حیراں کئی ہوئے

مشروطِ نگاہِ ساقی کی تحریک پیہم کا پینا ہے

بس من کا ساغر ساغر ہے بس اس کا مینا مینا ہے

چشمِ امید میں ہے جان ابھی تھوڑی سی ابھی دھندلا سا اجالا نظر آتا ہے مجھے

تصور میں کس کا جلوۂ مستانہ آتا ہے کہ ہر آنسو لئے ہمراہ اک پیمانہ آتا ہے

دمِ اظہارِ سوزِ پنہانی شعلے میری زباں سے آئے

سوزِ غمِ ہجر بجھ نہ جائے دھندلا سا چراغِ بیکسی ہے

سفاک چتونیں بھی ہیں قاتل نظر بھی ہے

کیا چیز ہو گئے ہو تمھیں کچھ خبر بھی ہے

اس سے تو عنایت کی نظر کی نہیں جاتی

اور دل کی یہ حالت ہے کہ دیکھی نہیں جاتی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہستی کے نکات پوچھتا ہے غافل تجھے اپنی بھی خبر ہے

آنسوؤں کی کمی نہیں لیکن
کچھ سبب تھا کہ آنکھ تر نہ ہوئی

پردے الٹ دیے تھے محبت کے جوش نے
کھویا مگر مجھے مرے تمکین و ہوش نے

تاثیر سوزِ عشق سے بچنا محال ہے
ایسی لگی یہ آگ کہ دیکھا کیے گئی

پیری بھی تمام ہونے آئی
دن ڈھل چکا شام ہونے آئی

سرِ وقتِ نزع جو بیمار ہو گئے
کیا جانے کیا اشارہ نہیں اقرار ہو گئے
ترکِ خودی سے مائلِ پندار ہو گئے
آزاد ہوتے ہوتے گرفتار ہو گئے

کیا جانے کب تک مجھے فرقت میں کیا آئے
دل کو ابھی روکا تھا کہ آنسو نکل آئے

دیکھی تری آنکھوں کی کیفیت غنائی
اک بس ہی سنبھلتا ہے جام مے مینائی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لمعاتِ طور

نظمیں

(نظمیں)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

شکستِ توبہ

ساقی کی ہر نگاہ پہ بل کھا کے پی گیا
لہروں سے کھیلتا ہوا لہرا کے پی گیا

بے کیفیوں کے کیف سے گھبرا کے پی گیا
توبہ کو توڑ تاڑ کے تھرا کے پی گیا

زاہد! یہ میری شوخیِ رندانہ دیکھنا
رحمت کو باتوں باتوں میں بہلا کے پی گیا

سرمستیِ ازل مجھے جب یاد آ گئی
دنیائے اعتبار کو ٹھکرا کے پی گیا

آزردگیِ خاطرِ ساقی کو دیکھ کر
مجھ کو یہ شرم آئی کہ شرما کے پی گیا

اے رحمتِ تمام! مری ہر خطا معاف
میں انتہائے شوق میں گھبرا کے پی گیا

پیتا بغیر اذن یہ کب تھی مری مجال
در پردہ چشمِ یار کی شہ پا کے پی گیا

اس جانِ میکدہ کی قسم بارہا جگر
کُل عالمِ بسیط پہ میں چھا کے پی گیا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

غمِ انتظار

نظر ہے وقفِ غمِ انتظار کیا کہنا — کھنچی ہے سامنے تصویرِ یار کیا کہنا
یہ چشمِ مست یہ ابرو یہ زلف یہ خد و خال — یہ لب یہ رخ یہ جبیں یہ عذار کیا کہنا
شباب اور مکمل شباب ارے توبہ — بہار اور مجسم بہار کیا کہنا
تصادمِ نگہِ شوق آہ معاذ اللہ — تبسمِ نگہِ فتنہ کار کیا کہنا
فروغِ حسن و نوائے سرودِ طرفِ چمن — شرابِ عشق و لبِ جوئے بار کیا کہنا
گل و بنفشہ و نسرین و نسترن کیا خوب — بہار و سایۂ ابرِ بہار کیا کہنا
بیانِ درد و زبانِ خموش و عرضِ نیاز — جبینِ شوق و کفِ پائے یار کیا کہنا
گزارشِ دلِ غم آفریں، معاذ اللہ — نگارشِ غمِ ہمت شکار کیا کہنا
تمام شوق شکایت، تمام مہر و وفا — فسانۂ دلِ بے اختیار کیا کہنا
فسونِ نیم نگاہی و سحرِ استغنا — سکوتِ حسن و لبِ نغمہ بار کیا کہنا
وفورِ بیخودیِ ضبطِ غم، جزاک اللہ — سرورِ بادۂ ناخوشگوار کیا کہنا
شرابِ نیم نشیلی نگہ، ارے توبہ — پیالہ گیر کفِ رعشہ دار کیا کہنا
حبابِ وادیِ اشک و خنک نسیم کرم — نشاطِ دردِ دلِ بیقرار کیا کہنا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کرم نما ستمِ ناز حسن، اے توبہ — ستم نما کرمِ خاصِ یار کیا کہنا
نگاہِ ناز کے پیہم اشارہ ہائے لطیف — شکستِ شیشۂ دل بار بار کیا کہنا
حریمِ حسن کے پردے اُٹھے ہوئے ہیں جگر!
یہی اگر ہے غمِ انتظار کیا کہنا

تصویر و تصوّر

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، یہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں
وہی قیامت ہے قدِ بالا، وہی ہے صورت، وہی سراپا
لبوں کو جنبش، نگہ کو لرزش، کھڑے ہیں اور مسکرا رہے ہیں
وہی لطافت، وہی نزاکت، وہی تبسم، وہی ترنم
میں نقشِ حرماں بنا ہوا تھا، وہ نقشِ حیرت بنا رہے ہیں
خرام رنگیں، نظام رنگیں، کلام رنگیں، پیام رنگیں
قدم قدم پر، روش روش پر نئے نئے گل کھلا رہے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

شباب رنگیں، جمال رنگیں، وہ سر سے پا تک تمام رنگیں
تمام رنگیں بنے ہوئے ہیں، تمام رنگیں بنا رہے ہیں

تمام رعنائیوں کے مظہر، تمام رنگینیوں کے منظر
سنبھل سنبھل کر سمٹ سمٹ کر سب ایک مرکز پہ آ رہے ہیں

بہارِ رنگ و شباب ہی کیا ستارہ و ماہتاب ہی کیا
تمام ہستی جھکی ہوئی ہے، جدھر وہ نظریں جھکا رہے ہیں

طیور سرشار ساغرِ گل، ہلاک تنویر لالہ و گل
سب اپنی اپنی دھنوں میں مل کر عجیب عجیب گیت گا رہے ہیں

شراب آنکھوں سے ڈھل رہی ہے، نظر سے مستی ابل رہی ہے
چھلک رہی ہے اچھل رہی ہے، پیے ہوئے ہیں پلا رہے ہیں

خود اپنے نشے میں جھومتے ہیں، وہ اپنا منہ آپ چومتے ہیں
خراب مستی بنے ہوئے ہیں، ہلاک مستی بنا رہے ہیں

فضا سے نشہ برس رہا ہے، دماغ پھولوں میں بس رہا ہے
وہ کون ہے جو ترس رہا ہے؟ سبھی کو میکش بنا رہے ہیں

زمین نشہ، زمان نشہ، جہان نشہ، مکان نشہ
مکان کیا؟ لامکان نشہ، ڈبو رہے ہیں، پلا رہے ہیں

وہ روئے رنگیں وہ موجِ شبنم، کہ جیسے دامانِ گل پہ شبنم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یہ گرمیٔ حسن کا ہے عالم، عرق عرق میں نہا رہے ہیں
یہ مست بلبل بہک رہے ہیں، قریب عارض چہک رہی ہے
گلوں کی چھاتی دھڑک رہی ہے، وہ دستِ رنگیں چھڑا رہے ہیں
یہ موج دریا، یہ ریگ صحرا، یہ غنچہ و گل، یہ ماہ و انجم
ذرا جو وہ مسکرا دئے ہیں، یہ سب کے سب مسکرا رہے ہیں
فضا یہ نغموں سے بھر گئی ہے کہ موج دریا ٹھہر گئی ہے
سکوتِ نغمہ بنا ہوا ہے، وہ جیسے کچھ گنگنا رہے ہیں
اب آگے جو کچھ بھی ہو مقدر، لیکن یہ نقش دل پہ
ہم اُن کا دامن پکڑ رہے ہیں، وہ اپنا دامن چھڑا رہے ہیں
یہ اشک جو بہہ رہے ہیں پیہم، اگرچہ سب ہیں یہ حاصلِ غم
مگر یہ معلوم ہو رہا ہے، کہ یہ بھی کچھ مسکرا رہے ہیں
ذرا جو دم بھر کو آنکھ جھپکی، یہ دیکھتا ہوں نئی تجلی
طلسم صورت مٹا رہے ہیں، جمالِ معنی بنا رہے ہیں
خوشی سے لبریز شش جہت ہے، زبان پہ شور تہنیت ہے
یہ وقت وہ ہے جگر کے دل کو وہ اپنے دل سے ملا رہے ہیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نرگسِ مستانہ

(خطاب بہ حضرت اصغرؔ نور اللہ مرقدہٗ)

اپنا ہی سا اے نرگسِ مستانہ بنا دے
میں جب تجھے جانوں مجھے دیوانہ بنا دے!

ہر قید سے ہر رسم سے بیگانہ بنا دے
دیوانہ بنا دے مجھے دیوانہ بنا دے

اک برقِ ادا خرمنِ ہستی پہ گرا کر
نظروں کو مری طور کا افسانہ بنا دے

ہر دل ہے تری بزم میں لبریزِ مئے عشق
اک اور بھی پیمانے سے پیمانہ بنا دے

تو ساقیِ میخانہ بھی، تو نشہ و مے بھی
میں تشنۂ ہستی، مجھے مستانہ بنا دے

اللہ نے تجھ کو مے و میخانہ بنایا
تو ساری فضا کو مے و میخانہ بنا دے

تو ساقیِ میخانہ ہے، میں رندِ بلا نوش
میرے لئے میخانہ کو، پیمانہ بنا دے

یا دیدہ و دل میں مرے تو آپ سما جا
یا پھر دل و دیدہ ہی کو ویرانہ بنا دے

قطرے میں وہ دریا ہے جو عالم کو ڈبو دے
ذرے میں وہ صحرا ہے کہ دیوانہ بنا دے

لیکن مجھے ہر قیدِ تعین سے بچا کر
جو چاہے وہ اے نرگسِ مستانہ بنا دے

عالم تو ہے دیوانہ جگرؔ! حسن کی خاطر
تو اپنے لئے حسن کو دیوانہ بنا دے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کب تک نگہِ یار نہ ہوگی متبسم — تو اپنا ہر انداز حریفانہ بنا دے
منکر تو نہ بن حسن کے اعجازِ نظر کا — کہنے کے لئے اپنے کو بیگانہ بنا دے
جبتک کرمِ خاص کا دریا نہ امنڈ آئے — تو اور بھی حال اپنا سفیہانہ بنا دے
بتخانے میں آ نکلے تو کعبہ کی بنا ڈال — کعبے میں پہنچ جائے تو بتخانہ بنا دے
جو موج اُٹھے دل ہی ترے جوشِ طلب میں — سر رکھ کے وہیں سجدۂ شکرانہ بنا دے
جب مائلِ الطاف نظر آئے وہ خود ہی — تو ہر نگہِ شوق کو افسانہ بنا دے
کونین بھی مل جائے تو دامن کو نہ پھیلا — کونین کو بھولا ہوا افسانہ بنا دے

پھر عرض کر اسطرح جگرؔ! شوق و ادب سے
بیباک اگر جرأتِ رندانہ بنا دے

مجھ کو نگہِ یار! قسم میرے جنوں کی — ناصح کو بھی میرا ہی سا دیوانہ بنا دے

میں ہوں ترے قدموں میں مجھے کچھ نہیں کہنا
اب جو بھی ترا لطفِ کریمانہ بنا دے

یادِ ایّام

ذوقِ صورت ساز و شوقِ جلوہ ساماں داشتم — یاد ایامے کہ منزل در جہاں داشتم
دستِ نگارِ شوخ دیگر کوہ و طور — بود حاصل ہر تمنائے کہ پنہاں داشتم
از جمالِ حسنِ ساقی، صد بہاراں در نظر — در فروغِ بادہ بر خود صد گلستاں داشتم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

در فضائے آسمانِ حسن، چوں سیارگاں — اصغرؔ[1] و ہم شادؔ[2] و ہم اخترؔ[3] غزلخوان داشتم
گہ بزیرِ طرہ، پیہم دعوتِ ذوقِ نظر — گہ بہ سقفِ دولتِ حسنِ خراماں داشتم
آہ آں ساعت کہ از فیضِ جمالِ ہمنشیں — ہر نفس، ہر قطرہ جنت بداماں داشتم
حسرتِ آفت سرشت و آرزوئے بیقرار — آنچہ در دل داشتم بے حد و پایاں داشتم
محشرستاں بود دم از فیضِ رندِ مستقل — پیش چشمِ شب تا ہر سو محشرستاں داشتم
کیست؟ کو گوید بہ سرکار از دلِ مسکیں پیام — چوں تو کافر ماجرا سروِ خراماں داشتم

ہم چمن آوارہ ام ہم سر بہ صحرا دادہ ام
من جگرؔ ہستم، ہماں کامروز دور افتادہ ام

یاد ہیں اب تک جگرؔ! وہ بیقراری کے مزے — دردِ پیہم کی لگاوٹ زخم کاری کے مزے
وہ جبینِ شوق اپنی، وہ کسی کے پائے ناز — سجدہ ریزی کی لطافت اشکباری کے مزے
حسن کی سرشاریاں، خوابِ جوانی کی بہار — عشق کی بیتابیاں شب زندہ داری کے مزے
ہائے کیا کیفیت نازو نیازِ حسن و عشق — رازداری جانتی ہے رازداری کے مزے
وہ سکونِ بیخودی وہ جلوۂ حیرت فروش — وہ جنونِ شوق وہ بے اختیاری کے مزے
شوق کی روداد پر وہ حسن کی بے مہریاں — عشق کی فریاد پر وہ شرمساری کے مزے
آنکھوں آنکھوں میں تقاضا کچھ نگاہِ ناز کا — دل ہی دل میں اف وہ ذوقِ جاں نثاری کے مزے
انتہائے سادگی و شوق سامانی کے لطف — ابتدائے عاشقی و خامکاری کے مزے
دل مجسم درد ہے، دل ہی سے آلدن پوچھئے — شام سے لیکر سحر تک دم شماری کے مزے

۱؎ جناب شیخ اصغر حسین صاحب اصغرؔ مین پوری ۲؎ جناب شاد مین پوری ۳؎ جناب اخترؔ امیوری

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ہر جمالِ نو کی پیہم اللہ اللہ شانِ خاص — ہر خیالِ تازہ کی نا استواری کے مزے
عشق کے مضبوط ترکِ عہدِ مطلب کی شکست — حسن کی نا مستقل غفلت شعاری کے مزے
وہ اک آہِ آتشیں کا جانِ مضطر سے سلوک — وہ نگاہِ شرمگیں کی غمگساری کے مزے
اپنی ہر لغزش سے پیدا عشق کا کیفِ یقیں — اس کے ہر انداز پر بے اعتباری کے مزے
آہ وہ دورِ محبت کی گذشتہ لذتیں — خوشگواری کے مزے ناخوشگواری کے مزے
ہر نفس ہے اب تو اعلانِ شکستِ آرزو — اب کہاں بے پردگی میں پردہ داری کے مزے
قطرہ قطرہ، موجِ صہبا، ذرہ ذرہ جامِ جم — اب کہاں سے لائیے اس میگساری کے مزے

شبِ مستانہ کجا و جلوۂ ساقی کجا
آہ، آں منظر کجا و آں مے باقی کجا

اے کہ وابستہ ترے دم سے نظامِ آرزو — سن پیامِ آرزو، بعد از سلامِ آرزو
تو کہ جانِ حسن ہے اور حسن تیری جان ہے — ہاں مبارک ہو تجھے، عیشِ دوامِ آرزو
تیری ہر موجِ تبسم، تیری ہر موجِ نظر — ایک برقِ طور تھی، بالائے بامِ آرزو
تیرا روئے آتشیں مسجودِ صبحِ دلبری — تیری زلفِ عنبریں معبودِ شامِ آرزو
چشم و دل پر وہ عنایت وہ کرم وہ رحمت — اللہ اللہ تو کرے یوں احترامِ آرزو
میں نہیں بھولا تجھے تجھکو بھی شاید یاد ہو — مجھ پہ وہ چھایا ہوا کیفِ تمامِ آرزو

حرفے از دردِ دلِ بے مدعائے گفتنی است
ماجرائے گفتنی و صد ماجرائے گفتنی است

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مجذوب کی صدا

اسی تلاش و تجسس میں کھو گیا ہوں میں — اگر نہیں ہوں تو کیونکر؟ جو ہوں تو کیا ہوں میں
بیانِ جرمِ محبت ہے، جانتا ہوں میں — خطا معاف، کہ مجبورِ التجا ہوں میں
فریب خوردۂ رنگینیٔ ادا ہوں میں — نظر کی چند شعاعوں میں گھر گیا ہوں میں
کمالِ بے بصری بھی کیا بلا ہوں میں — وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے، یہ دیکھتا ہوں میں
تمام اصل و حقیقت کا آئنا ہوں میں — خدا نہیں ہوں مگر مظہرِ خدا ہوں میں
کرشمہ سازیٔ ہنگامۂ جہاں معلوم — خود اپنے حسنِ صفائی پہ مبتلا ہوں میں
جہانِ عشق میں آوارگی نہ پوچھ مری — ازل سے گرمِ روِ عرصۂ بلا ہوں میں
گواہ ہیں مری رسوائیاں محبت میں — تمام شوق ہوں اور شوق برملا ہوں میں
جنونِ عشق میں عریانیوں پہ میری نہ جا — بہت قریب بڑا دیر آشنا ہوں میں
نمود و بود کا کل راز جس میں مضمر ہے — بساطِ عجز پہ وہ نقشِ ابتدا ہوں میں
فتادگی، مرا شیوہ، شکستگی مری شان — خود اپنی راہِ حقیقت کا رہنما ہوں میں
سمجھ میں خاک نہ آئیں گے معنی و مطلب — مجھے نہ سن کہ بہت دور کی صدا ہوں میں
گراں ہی میری لطافت پہ یہ غبارِ وجود — اسے بقا مری سمجھو، اگر فنا ہوں میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

کدھر ہے؟ منظرِ ہستی کے دیکھنے والے — یہ ساز وہ نہیں جس ساز کی صدا ہوں میں
وہ جام اک مئے بے رنگ کا پلا ساقی — کہ بھول کر بھی نہ پھر محوِ ماسوا ہوں میں
بجائے حسن اگر مجھ پہ اعتماد کرے — دلِ ربودہ نہ آہِ شکستہ پا ہوں میں
نگاہِ شوق کو بھی رخصتِ کلام نہ دی — مزاجِ حسن سے کس درجہ آشنا ہوں میں
قدم ذرا جو ہٹے جادۂ وفا سے کہیں — ہر ایک ذرہ پکارا کہ دیکھتا ہوں میں
کھلا ہوا ہے مرے سامنے صحیفۂ عشق — سمجھ رہا ہوں مگر کیا سمجھ رہا ہوں میں
مٹائے لاکھ زمانہ، مٹا نہیں سکتا — اگر یہ سچ ہے کہ تیری ہی اک ادا ہوں میں
ہر ایک شے نظر آتی ہے خود مری تصویر — جہاں سے منظرِ فطرت کو دیکھتا ہوں میں
فضائے دہر کی ہر موج جس سے رقص میں ہے — وہ ایک نغمۂ بے ساز و بے صدا ہوں میں
جہان پھونک دیں آتش نوائیاں میری — کہ سوزِ سینۂ اربابِ با صفا ہوں میں
تصورات کی آئینہ بندیاں بے سود — تعینات کی دنیا سے ماورا ہوں میں
مجھے تلاش کرے اب خودیِ شوقِ سجود — پہنچ کے منزلِ مقصد پہ کھو گیا ہوں میں
مجھے نہ چھیڑ بہت اے نسیمِ صبحِ کرم — تمام شوق و شکایت کا ماجرا ہوں میں
مٹا نہ صفحۂ ہستی سے میرا نقشِ وجود — کہ فخرِ عاشقی و نازشِ وفا ہوں میں

جگر! یہ ہرزہ سرائی مری، یہ بے ربطی
یقیں ہوا کسی "مجذوب کی صدا" ہوں میں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نغمۂ اسلام

ہر طرف غل ہے وہ آیا جگرِ بادہ پرست　　اثرِ نشۂ صہبا سے سراپا بدمست
شعرِ حافظ بزباں جام بکف شیشہ بدست　　بیخبر از ہمہ عالم کہ چہ بلند است و چہ پست
شورِ مستانہ کہاں اور یہ سخنِ وعظ کہاں
آج یہ رند کہاں ، انجمنِ وعظ کہاں

جمع مومن بھی ہیں عالم بھی ہیں دیندار بھی ہیں　　معتدل رنگ کے بھی لوگ ہیں احرار بھی ہیں
واقفِ رازِ سرا پردۂ اسرار بھی ہیں　　دین کے طالب بھی ہیں دنیا کے طلبگار بھی ہیں
کیا سمجھ کر یہ چلے آئے ہیں اپنے جی میں
ان سے پوچھو تو کوئی آپ ہیں کس گنتی میں

جانتا ہوں کہ ہوں اصل میں ننگِ اسلام　　کچھ نہ اندیشۂ آغاز، نہ خوفِ انجام
میری آشفتہ مزاجی میں نہیں کوئی کلام　　وہی میخانہ و ساقی، وہی بادہ، وہی جام
مجھ کو اپنی روشِ خاص سے انکار نہیں
میرے مشرب میں ریاکاری دیندار نہیں

باہمہ رندی و سرمستی و عشرت طلبی　　ہوں درِ احمدِ مرسل کا غلامِ نسبی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیوں نہ پھر رحمتِ باری کا طلبگار ہوں میں
ہاں مجھے فخر ہے اِس پر کہ گنہگار ہوں میں

وہ رسولِ عربی، فخرِ رسولانِ سلف ذات اقدس میں ملا جس کو زمانے کو شرف
جس پہ نازل ہوا قرآن سا کامل مصحف جس کے تابع جن و انسان بھی ملائک کی بھی صف

اِک وہی شمعِ نبوت جو ضیا بار ہوئی
ساری تاریک فضا مطلع الانوار ہوئی

ہر زمانے میں پیمبر بھی نبی بھی آئے مصلح ملی و ملکی بھی رشی بھی آئے
حق کے بندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے واقفِ محرمِ اسرارِ ازلی بھی آئے

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

کس نے جامِ مئے توحید پلایا سب کو کس نے پیغامِ مساوات سنایا سب کو
بت کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو

تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا
اور ایسا کوئی گزرا ہو تو لو نام اس کا

تم بھی صدیقؓ سا گزرا ہو تو للہ دکھاؤ تم نے فاروقؓ سا دیکھا ہو تو للہ دکھاؤ
کوئی عثمانؓ سا آیا ہو تو للہ دکھاؤ کوئی حیدرؓ سا جو پایا ہو تو للہ دکھاؤ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ثانیِ احمد بے میم تو کیا لاؤ گے
اُس کی اُمت کی مثالیں بھی نہیں پاؤ گے

غم نہ کر مسلم حیرت زدہ و مہر بلب — آشنا رنگِ فنا سے نہیں تیرا مذہب
یہ حوادث ہیں ترے تیری ترقی کے سبب — تیرے حامی ہیں نبی تیرا نگہبان ہے رب

فتنے اکثر بہت اس طرح کے اُٹھوائے گئے
ایسے دجّال زمانے میں بہت آئے گئے

ہلالِ عید

ناتمام

نقشِ دورِ ابتدائی

آہ، او عشرت فزائے روحِ انسانی ہلال — آہ، او قدرت نمائے شانِ یزدانی ہلال
آہ، او فطرت لقائے بزمِ نورانی ہلال — آہ، او صورت کشائے ذوقِ وجدانی ہلال

تو نویدِ انبساطِ خاطرِ پژمردہ ہے
حسرت اس مایوس کے اسیر بھی جو افسردہ ہے

دیکھتا ہوں میں تجھے تو دیکھتا ہی میرا حال — جانِ مضطر قلبِ آزردہ پریشاں سر کے بال

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو دلیلِ اوج و رفعت میں سراپا کمال　　آہ یہ دن آہ یہ شب آہ یہ شامِ ملال

از دلِ افگارِ جنوں وجہِ دل افگاری مپرس
آہ غمخوارِ غمم احوالِ ستم آزاری مپرس

حال میرا پوچھتا ہے مجھ سے تو اے بے خبر　　ہو چکی تاریک چشمِ یاس میں شام و سحر
آہ وہ غم کی کہانی بڑھ گئی ہے کس قدر　　جس کو میں سمجھے ہوئے تھا داستانِ مختصر

سال بھر پیچھے عیادت کو مری آیا ہے تو
لا دوائے اضطرابِ درد کیا لایا ہے تو

خیر تو خاموش ہے تو ہم سمجھتے ہیں یہ راز　　خیر تو چپ ہے تو ہم خود ہی بجاتے ہیں یہ ساز
اٹھ گئی تھی جب سے تیری جانبِ اک انگشتِ ناز　　ہے اسی دن سے طبیعت تیری اس درجہ گداز

تیرے گھٹنے اور بڑھنے میں بھی پنہاں بھید ہے
تو قتیلِ غم نہیں ہے زندۂ جاوید ہے

مجھ میں تجھ میں اک زمین و آسمان کا فرق ہے　　میرا دل مضطر تو ہوائے دلکشی میں غرق ہے
تیرے آگے زرد چہرہ آفتابِ شرق ہے　　اور میرے واسطے تیری جھلک ہی برق ہے

ہاں مگر اک امتیازِ عاشقی مجھ میں بھی ہے
جانتا ہوں میں کہ جو مجھ میں ہے وہ تجھ میں بھی ہے

فرق اتنا ہے کہ تو ہے کامیابِ آرزو　　ذرۂ حسرت ہوں میں تو آفتابِ آرزو
اٹھ چکا ہے تیری نظروں سے حجابِ آرزو　　اور اب تک گم ہوں میں زیرِ نقابِ آرزو

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

لاکھ پر بھاری ہے تیری ایک ہستی نحیف
دیکھ لینے سے ترے کھل جاتی ہے چشمِ ضعیف

ایک زمانہ تھا کہ تھی میری طبیعت بھی گداز — اب تو ہوں اک ہستیِ موہوم کا خاموش ساز
جتنے سجدے تھے جبیں میں کر چکا صرفِ نیاز — ہو چکی ہمائیِ غم، اٹھ چکے اب دل کے ناز

بدر تھا پہلے، مگر اب میں ہلالی ہو گیا
ہجر میں اتنا گھلا، نقشِ خیالی ہو گیا

آ کہ رخصت تجھ سے ہو لوں تیری رخصت دیکھ لوں — آ کہ دم بھر اور اپنا نقشِ حسرت دیکھ لوں
آ کہ تیرے آئینے میں خطِ قسمت دیکھ لوں — آ کہ اپنے دیکھنے والے کی صورت دیکھ لوں

دیکھ کر صورت تری جان اپنی دیدوں گا تجھے
اک دیکھا ہی تجھے، اب کے نہ دیکھوں گا تجھے

نامکمل

برِ خویش نگاہے کن

نورِ مطلق کی ضیا اس عرش کے تارے میں دیکھ — اپنی خوابیدہ حقیقت دل کے گہوارہ میں دیکھ
اعتباری حسن پر یہ شورش و مستی تری — کچھ خبر بھی ہے تجھے کیا چیز ہے ہستی تری
ختم ہونے کے قریب آیا ہے افسانہ ترا — خود پیامِ مرگ ہے محدود ہو جانا ترا
قعرِ ہستی سے ابھر، اور اپنی خود آواز بن — نغمہ بنتا ہے اگر، تو نغمۂ بے آواز بن

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

تو چھپاتا کیوں ہے؟ اپنے حسنِ عریانی کا راز
بوئے گل کی طرح پھیلا دے پریشانی کا راز

اک جدائی کے سبب ہنگامہ برپا ہو گیا
مل گیا دریا سے جب قطرہ تو دریا ہو گیا

تشنگی کو بحرِ ناپیدا کنارِ دل بنا
پھر اُٹھیں موجیں کہ تو کشتی بنا ساحل بنا

ہر نفس میں تیرے پوشیدہ ہے میخانہ ترا
کل فضائے دہر اک چھوٹا سا پیمانہ ترا

زندگی کا راز پنہاں انتشارِ غم میں ہے
اک پیامِ مستقل ہر نغمۂ برہم میں ہے

غم سے وابستہ ہے ہر عنوانِ بابِ زندگی
ہے یہی بسم اللہ اُمّ الکتابِ زندگی

تخمین برغزلِ اُردو

غمِ عاشقی ہے، فغاں کو بکو ہے
ہر اک لحظہ، منظر نیا روبرو ہے
کہیں سبزہ و گل کہیں دشت ہو ہے
تری آرزو ہے، تری جستجو ہے
خیال ایک جانب، نگہ چارسو ہے

محبت ہی ناظم، محبت ہی ناثر
محبت دکھاتی ہے کیا کیا مناظر
محبت ہی باطن، محبت ہی ظاہر
محبت ہی اوّل، محبت ہی آخر
محبت ہی میں ہوں، محبت ہی تو ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ترا وصل اچھا، ترا ہجر پیارا — جو منظور تجھ کو ہمیں سب گوارا
ترا شغل عشق، آنکھوں کا تارا — پھڑکتی ہوئی جان کا غم سہارا
دھڑکتے ہوئے دل کی تسکین تو ہے

وہ عارض شگفتہ گلِ باغ جنّت — وہ پیشانی صاف صبحِ سعادت
وہ چشم سیہ سایۂ ابرِ رحمت — وہ رنگ نزاکت، وہ حسنِ لطافت
کلی کا تبسم ہے، پھولوں کی بُو ہے

کہیں عشق ہی عشق ہے مست و رسوا — کہیں حسن ہی حسن ہے بادہ پیما
غرض چھان ڈالی محبت کی دُنیا — اِن آنکھوں نے دیکھا یہی اک تماشا
کہیں میں ہی میں ہوں کہیں تو ہی تو ہے

وہ کہتے ہیں سب دل کے انداز کہیے — محبت کا انجام و آغاز کہیے
ہر اک راز بے پردہ راز کہیے — کہاں تک غمِ عشقِ شیراز کہیے
کہ ہر آرزو محشرِ آرزو ہے

تخمیس بر غزل فارسی

گہے لخت لخت جگر می فروشم — گہے حاصلِ چشمِ تر می فروشم
بہر گام لعل و گہر می فروشم — نہ تنہا دل و جان و سر می فروشم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دو عالم بہ تیغِ نظر می فروشم

ازل سے ہوں خوگردۂ یاس و حرماں — مری طبع خوددار ہے ناپشیماں
مبادا اگر ہو مشکل شوق آساں — من آں درد مندم کہ درد و درماں

دُعا می فروشم، اثر می فروشم

جُدا ہے زمانے سے میری طبیعت — گوارا نہیں ایک دم ایک حالت
وہی میں، وہی تو، وہی چشمِ رحمت — چہ ایذا پسندم، کہ در عینِ قربت

بشامِ جدائی سحر می فروشم

سُنے تھے بہت، میں نے بھی یہ فسانے — نگاہوں میں پھرتے تھے، اگلے زمانے
دکھایا مجھے بھی یہ عشق و فنا نے — بہر لحظہ می گیرم از غیب جانے

بہر لمحہ جانِ دگر می فروشم

ترے ہاتھ سے ہوں شہادت کا خواہاں — نہ رکھ میری گردن پہ غیروں کا احساں
یہ جاں تیری صدقے یہ دل تیرے قرباں — بہ تیغِ اشارت سرافراز گرداں

بجرمِ وفائے تو سر می فروشم

بلندی ہی باقی رہی اب نہ پستی — فدا تجھ پہ میں اور مری مے پرستی
یہی ہے بس اب حاصلِ حسنِ ہستی — خوشا ذوق و مستی کہ ہم ذوق و مستی

سرت گردم و بے خبر می فروشم

غزل می سرایم چہ حال و چہ قال است — خیال است مستی و مستی خیال است

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بجانِ محبت کہ خونم حلال است ۔ بجگر اینچہ شور و جگر اینچہ حال است
کہ سر دادم و باز سرمی فروشم

مثنوی عرفانِ خودی

المعروف بہ

سرورِ حقیقت

میرا نہیں غیر کوئی محرم ۔ سب مجھ میں ہے کائنات عالم
غنچوں میں نہاں ہیں میرے اسرار ۔ پھولوں میں عیاں ہیں میرے انوار
ذرّوں میں چمک ہی میرے دم سے ۔ قطروں میں جھلک ہی میرے دم سے
ہر بام ہے کوہ طور میرا ۔ عالم پہ محیط ، نور میرا
ہے جسم میں سب کے جان مجھ سے ۔ وابستہ ہے کل جہان مجھ سے
ہیں جسم بھی اور جان بھی ہوں ۔ ہیں دل بھی ہوں زبان بھی ہوں
یعنی یہ جہاں نہیں ہے میں ہوں ۔ یہ کون و مکاں نہیں ہے میں ہوں
کعبے کی مرے سبب سے بنیاد ۔ بت خانہ مرے قدم سے آباد
ناقوس کہیں کہیں اذاں ہوں ۔ نغمہ ہوں کہیں کہیں فغاں ہوں
ہر قلب میں ہے مقام میرا ۔ فیضان ہے سب پہ عام میرا

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

حسن ایک نگاہِ ناز میری — عشق اک صفتِ نیاز میری
دریا مری چشمِ تر سے پیدا — صحرا مری خاکِ در سے پیدا
کیا ان کا بیاں کریں زبانیں — محدود نہیں ہیں میری شانیں
ہوش و خرد ہوس سے باہر — ہیں اُن کی دسترس سے باہر
اک بحر ہے میرے ظرف میں گُم — کن میرے ہر ایک حرف میں گم
خود موت ہوں خود حیات ہوں میں — خود ذات ہوں خود صفات ہوں میں
سب اصل و مجاز میرے انداز — کونین کا راز میرے انداز
کھلنے پہ جو آئیں میرے اسرار — ادراک ہوں دو جہاں کے بیکار
اک بات میں سیکڑوں ترنم — اک چپ میں ہزارہا تکلم
چہرے سے جو میں نقاب اُٹھا دوں — پروانوں کو شمع سے چھڑا دوں
دامن کو اگر نچوڑ دوں میں — دریا کا غرور توڑ دوں میں
احساس کی آنکھ سے ہوں مستور — ادراک کی سرحدوں سے ہوں دور
کیوں کر ہوں مرے شمار عالم — ہر سانس میں ہیں ہزار عالم
لیکن بخدا خدا نہیں ہوں — اس کفر میں مبتلا نہیں ہوں
یہ شانِ عبودیت ہے میری — خود ذات مری صفت ہے میری

پابندِ شریعتِ نبی ہوں
خاکِ درِ دولتِ غنی[1] ہوں

[1] مرشدی و ملجائی حضرت مولانا قاضی سید عبدالغنی منگلوری [illegible]

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

واسوخت در غزل

دل ہی کو صنم بنائیں گے ہم — آئیں گے کہیں نہ جائیں گے ہم
تجھ سے بھی سوا حسین بن کر — اپنا سا تجھے بنائیں گے ہم
وہ دن بھی قریب ہیں کہ ظالم — تو روئے گا مسکرائیں گے ہم
باطن میں ترے قریب رہ کر — ظاہر میں نظر نہ آئیں گے ہم
زندہ ہی رہے گی ہستیٔ عشق — مرنے پہ بھی مر نہ جائیں گے ہم

چھٹتا ہے کہیں ترا تصور
ساتھ آئے ہیں ساتھ جائیں گے ہم

کوئی جو نہیں نہ ہو ہمارا — اللہ سے لو لگائیں گے ہم
تعمیر کنشت دل کو ڈھا کر — اک کعبۂ نو بنائیں گے ہم
روپوش تری نظر سے ہو کر — پھر دل تجھے یاد آئیں گے ہم
باطن میں ہو جو بھی دل کی حالت — ظاہر میں بہت ستائیں گے ہم
ہر بات میں کر کے بات پیدا — جب چاہیں گے روٹھ جائیں گے ہم
پہلے دے کر فریب وعدہ — امید کرم دلائیں گے ہم
پھر کر کے خراب شوق برسوں — صورت نہ تجھے دکھائیں گے ہم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جنگل جنگل رُلانے والے کونے کونے، رُلائیں گے ہم
دیوانے کی بڑ سمجھ نہ اُس کو جو کہتے ہیں کر دکھائیں گے ہم

بیزار جگرؔ کی شرم رکھ لے
کہہ دے، ترے ناز اُٹھائیں گے ہم

میرے لئے

اُف وہ روئے تابناک و چشمِ تر میرے لئے
ہائے وہ زلف پریشاں تا کمر میرے لئے
ہر نفس میں ایک دنیائے محبّت نَو بہ نَو
ہر نظر میں اِک پیامِ تازہ تر میرے لئے
حیف وہ لغزیدہ لغزیدہ قدم میری طرف
ہائے وہ دزدیدہ دزدیدہ نظر میرے لئے
وہ رُخِ رنگیں پہ انوارِ محبّت زرد زرد
وہ لبِ نازک پہ طوفانِ شرر میرے لئے
سر سے پا تک آہ وہ اِک پیکرِ حُسنِ حزیں
چار جانب دیدۂ حسرت نگر میرے لئے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سرد سرد آہوں میں تاثیرِ محبت گرم گرم
خشک خشک آنکھوں میں جوشِ اشکِ تر میرے لئے

جوشِ غم، جوشِ حیا، آغازِ عشق احساسِ حسن
کشمکش ہی کشمکش آٹھوں پہر میرے لئے

سامنے آتے ہی آتے وہ تنفس تیز تیز
سینۂ شفاف وہ زیر و زبر میرے لئے

وہ سرک جانا یکایک روئے تاباں سے نقاب
حیرت افزا رونقِ دیوار و در میرے لئے

ہر ادائے جاں نوازی، حسن خیز و عشق بیز
پھر بھی ہر اک سعئ پیہم بے اثر میرے لئے

اُف وہ آغوشِ تہی، بیتاب آغوشِ دگر
اُف وہ دردِ شوق محتاجِ اثر میرے لئے

ہائے وہ رنگیں رُخ و سیمیں تن و زریں کمر
ہائے وہ لعلیں لب و سلکِ گہر میرے لئے

شبنم آلودہ وہ آنکھیں وہ گلاب افشاں جبیں
وہ دھڑکتا دل وہ گھبرائی نظر میرے لئے

اس نگاہِ ناز میں وہ ہلکی ہلکی جنبشیں

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

معنیٔ بے لفظ و شرحِ مختصر میرے لئے

میں سراپا بے نیازِ ربط و ضبطِ حُسن و عشق
وہ مجسّم حُسن و عشقِ معتبر میرے لئے

وہ مری آزاد فطرت وہ مری تمکینِ ہوش
وہ شکستِ حسن وہ پیچِ نظر میرے لئے

اوّل اوّل آہ وہ دل میں مرے احساسِ عشق
آخر آخر اُف وہ نوکِ نیشتر میرے لئے

لحظہ لحظہ وہ مرا پیہم سکوتِ مضطرب
لمحہ لمحہ عالمِ نوعِ دگر میرے لئے

اُف وہ کہنا اُس کا پھر باہوں میں باہیں ڈال کر
میں جگر کے واسطے ہوں اور جگر میرے لئے



Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بادۂ شیراز

(کلامِ فارسی)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف

اے کہ می پرسی ز کارِ ما و جہدِ کارِ ما — چاک شد از دستِ ما ہر پردۂ اسرارِ ما
ما و یک نظارۂ نقش و نگارِ حسنِ خویش — شاہدِ طنازِ فطرت آئینہ بردارِ ما
صد حقیقت عرض میکرد اے سکوتِ بیخودی — پردہ دارِ حرف مطلب شد لبِ گفتارِ ما

صد بہارِ خلد، یعنی خندۂ دزدیدہ ست
شورِ محشر چیست! غوغائے پسِ دیوارِ ما

بیا بکانِ ما ببیں سرورِ جاودانِ ما — ہزار بادہ می چکد ز جانِ ما بجانِ ما
شراب و ساغر و سبو، گل و بہار و آبِ جو — دو صد جہانِ رنگ و بو، بمو و یک جہانِ ما
گلے و جامِ سرخوشی، خوشی و صد شگفتگی — شگفتگی و صد خوشی، ز سرخوشی شانِ ما
نسیم شکرِ نعم کند، لطیفہ دم بہ دم کند — سرِ نیاز خم کند، بہ خاکِ آستانِ ما
بیا بنوش جامِ مے، چہ جامِ مے تمامِ مے — کہ ما و اذنِ عامِ مے خوش است ارمغانِ ما
کنون بسوئے ما نگر، بہ رنگ و بوئے ما نگر — بہ حسنِ روئے ما نگر، چہ حاجتِ بیانِ ما

بہ ہر زمیں کہ جستہ ایم، طلسمِ تازہ بستہ ایم
غرورہا شکستہ ایم، گواہِ ما، بیانِ ما

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ت

آوارہ ہر نگاہ ز جرمِ نگاہ کیست؟ — دیدن گناہ است نہ دیدن گناہ کیست؟
دیوانہ وار جاں بفشاندن گناہ من — بیگانہ وار رخ نہ نمودن گناہ کیست؟
پیدا ز ہر نگاہ خریدم ہزار حسن — پنہاں ز یک نگاہ ندیدم نگاہ کیست؟
مستانہ اہلِ درد نہ بینند یک نفس — در دامنِ نسیمِ سحر خاکِ راہ کیست؟
مطرب بزن سرود بہ اندازِ دلبری — ایں دشنہ باز خواں کہ تنہا ہم نگاہ کیست؟
سرمستیم ربودہ بسے دل بہ سینہ ہا — عکسِ نگاہ و پرتوِ زلفِ سیاہ کیست؟
عالم ہمہ نگاہ و صداے ز ہر نگاہ — ایں عالمِ نگاہ، فریبِ نگاہ کیست؟
شغلِ گناہ کردن و رفتن گناہ من — ذوقِ گناہ دادن و دیدن گناہ کیست؟
ساقی! بریز بادہ و از کیف سرمدی — آں ہم یکے نگاہ کہ گویم، نگاہ کیست؟
ہستی تمام مستی و مستی تمام کفر — دانم بہ جام و میکدہ کافر نگاہ کیست؟

صد نقش سجدہ تا درِ بتخانہ دیدہ ایم
ایں ہم جگر اشارہ طرفِ کلاہ کیست؟

و

بوئے دل از غبار می آید — شاید آں شہسوار می آید

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ایں ندائے زِ دار می آید — جاں فدا کن، کہ یار می آید

عشق در ہر دیار نالہ کند — حسن از ہر دیار می آید

سینہ خالی کنید از دل ہا — یار بہرِ شکار می آید

مژدہ اے دل کہ بہرِ استقبال — رحمتش بیقرار می آید

ہمنشیں رازِ عشق می پرسد — نالہ بے اختیار می آید

من بہ پنہاں جگر تلاشش کنم
او مگر آشکار می آید

مست و سرشار زمین بوس صبا می آید — مژدہ اے دل کہ مسیحا بہ تقاضا می آید

برو اے ناصح ناداں مکن اورا ابرام — کز جفاہاش مرا بوئے وفا می آید

خواہ در صومعہ رو خواہ بہ میخانہ نشیں — او بہ ہر رنگ کہ خواہی بخدا می آید

دلم از سوزِ تغافل ہمہ تن شعلہ بجانست — در کنم شکوہ ازاں نیز حیا می آید

دیدن اینست کہ جاں تازہ چرا گرد نسیم
دیدن اینست کہ آخر ز کجا می آید

لب ببستند و بہر موئے زبانم دادند — پا شکستند و بہر سوئے نشانم دادند

تاب از دل بربودند و فغانم دادند — تیر از دست بہ بردند کمانم دادند

دل سرگشتہ و چشم نگرانم دادند
آنچہ دادند پئے شورشِ جانم دادند

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گویند، که هم زاهد، دیده بصر دارد — دارد بصرے اما تعیین نظر دارد
از ذات و صفات او آنکس که خبر دارد — هر لحظه و هر ساعت، دنیائے دگر دارد
بے کیفی درد عشق، صد کیف و اثر دارد — زیں سر نهاں لیکن، هر کس نه خبر دارد
زیں اصل و نزاکت ها زاهد چه خبر دارد — کو حسن نظر دارد، جنت به سفر دارد
آں کس که بخویش آمد، در بیخبری گم شد — واں کس که ز خود گم شد، از جمله خبر دارد
لرزیدن و رقصیدن اے صوفی بے معنی — ایں حیله که تو داری، هر شعبده گر دارد
در عین وصال او، ایام اثر دوری — اے بیر ره عشقم ایں پرده که بر دارد
از حسن عمل غافل، یک لحظه مباش اے دل — هر شے که تو می بینی، والله که نظر دارد
مفتی بحق منصب، بنوشت عجب فتویٰ — کافیست بے قتلش، ایں جرم که سر دارد
آں مے که به میخانه، آتش زند اندر دل — در خانقه زاهد تاثیر دگر دارد
در عین فنائے عشق، از خضر چه کار اے دل — ایں ره که به پیماید، از سایه حذر دارد
من عاشق آں شوخم، کو از سر محبوبی — مانوس دلے دارد، بیگانه نظر دارد
یا جمله قدح خوراں، هر چند که رنگے هست — باده ز کشاں ساقی، پیمانِ دگر دارد
در عاشقی و مستی، هشیار بیا اے دل — هر ذره، دریں صحرا، طوفان شرر دارد

آں رند خراباتی، نامش که جگر خوانی
بر روئے صفائے تو "هم از تو نظر دارد"

کسے کو چشم بیدارے ندارد — ز انوار خودی کارے ندارد

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جنونِ عشق، اے دل مستند نیست　　اگر ہر آبلہ خارے ندارد

جنونِ عشق، مارا قید کردست
در آں زنداں کہ دیوارے ندارد

دل بہ تمنا بمرد، جاں بہ مسیحا رسید　　ذرہ بصحرا برفت، قطرہ بہ دریا رسید

ایں غمِ دنیا و دیں تا بہ کجا روز و شب
خیز کہ بادِ بہار، با مے و مینا رسید

خبرے ہیچ ز منزل گہِ جاناں نہ رسید　　عمر آخر شد و افسانہ بیاباں نہ رسید

از شبابش شراب می ریزد　　ز آفتاب، آفتاب می ریزد

عجب ہنگامہ، زیر بام کردند　　تماشا خاص و سودا عام کردند

تنک ظرفی خمارے کرد پیدا
مے دوشینہ را بدنام کردند

ر

در رہِ عشق شادماں بگزر　　ہم جواں خیز و ہم جواں بگزر

پردہ بردار! از رُخِ عالم　　واندراں بزمِ ناگہاں بگزر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

گاہ نعرہ کناں دمست برو — گاہ با نالہ و فغاں بگزرا!
سینہ بشگاف و جلوہ حاصل کن — جاں بکف آر و از جہاں بگزرا!
گر تو داری ہوائے نلک حبیب — خیز و از قید جسم و جاں بگزرا!
پا بجولاں بہ پیش یار برو — دست افشاں ز این و آں بگزرا!
رہ منزل شدست خارستان — باز با چشم گل فشاں بگزرا!
درد اگر نیست، نالہ سنج مشو — گر مکیں نیست، از مکاں بگزرا!
لطفِ نظارۂ جمالِ حبیب — حاصل اینست و ہم ازاں بگزرا!
ہم چو نقش قدم جگر منشیں
صورتِ گرد کارواں بگزرا!

ش

کعبہ در پائے یار دیدم دوش — این چہ گفتی جگر! خموش خموش
حسنِ پنہاں جلوہ ہاست بجوش — اہل خاموش ز فرعہا بخروش
ہوش در مستی است و دل مدہوش — نغمہ در سازہ و سازِ ما خاموش
سحرم آمد ایں ندا ز سروش — سینہ بخراش و بیہدہ مخروش
از رہِ خانقہ گزشتم دوش — خاست ناگہ صدائے نوشانوش

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

دلِ پریشاں حواس و حسنِ نیاز | شیشۂ نازک تر است و بادہ بجوش
اے اسیرِ تعینات جہاں | تو چہ دانی کہ چیست مستی و ہوش
بادہ پیش آر! تا کنم آغاز | داستاں ہائے عشق آفت کوش
حسن در جنگ زرگری است بہ عشق | عشق را گو! کہ وا کند آغوش
عشق در بے لباسیم، فرمود | بجز ایں، دیگرے لباس مپوش
بے خبر رو! کہ ہوش در مستی است | ہوشیار آ، کہ بیخودی است بہ ہوش
ایں بود جسم ما شود بے حس | آں مبادا، کہ جاں شود خاموش
گفتہ بودم، فسانہ از مستی | تو شنیدی چرا ز عالمِ ہوش

قاضیا[1]! یک نظر بسوئے جگرؔ!
آں کہ یک خادم است و حلقہ بگوش
شبِ مہ است و لبِ جوئے و فتنہ ہا خاموش
بگیر! جام بگیر و، بنوش! بادہ بنوش!!

ل

آں کیست نہاں در غم؟ ایں کیست نہاں در دل
دل رقص کناں در غم، غم رقص کناں در دل

[1] مراد از ذات اقدس مولائی و مرشدی حضرت مولانا الحاج قاضی سید عبدالغنی شاہ صاحب منگلوری نور اللہ مرقدہٗ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جاں از دل و دل از جاں بیگانہ و مستغنی
گاہے بہ چنیں در جاں گاہے بہ چناں در دل

سیری ز غمِ عشقش از وصل نہ شد ہرگز
صد شوق ہماں در جاں صد ذوق ہماں در دل

ہر آنچہ، نہاں نست ایں، سازند عیاں بر خلق
ہر آنچہ عیاں ست آں، گردند نہاں در دل

م

دلِ عرشی کن تا در رونش ذرہ ہا پیدا کنم
دیدۂ دہ! تا بہ رونش دل رُبا پیدا کنم

از جلالِ غیرتِ صد طیرہ ہا برہم زنم
در جمالِ رحمتِ صد جلوہ ہا پیدا کنم

گہ ز خونِ خلق خود برپا کنم رشورا نا
گہ ز پاکِ سینۂ خود برق لا پیدا کنم

گہ ز بارنگیِ صورت در جہاں آتش زنم
گہ ز بارنگیِ نسبت رنگ ہا پیدا کنم

بیخودی دہ در رہِ کہ مستانہ شوم بر تو فدا
وز خودی بگزار! مارا تا خدا پیدا کنم

در زبانِ بے زبانی ماجرائے گفتنست
حکم فرما تا صدائے بے صدا پیدا کنم

یک نگاہِ کارفرما از جہانِ دلبری
کز فنائے خویشتن ملکِ بقا پیدا کنم

الفراق اے دل کہ بہر ذرہ می باید نگاہ
الوداع اے جاں! کہ بہر بارجا پیدا کنم

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یک دمے بگذار ما را از نصیحت ہا جگر!
تا زِ آہِ مضطرب دستِ دعا پیدا کنم!

اے دیدہ اگر خواہی! آبے ز جگر ہم — آہستہ بریز! آبے تا لب نہ شود تر ہم
داریم، بہ دل چیزے نازک ز گلِ تر ہم — اے موجِ نسیمِ صبح تر ایں طرز سبک تر ہم
از عینِ لطافت ہست، شاید نہ شود در بر ہم — اے عاشقِ نظارہ! دیدار سبک تر ہم
آں مے کہ بسے خوردم، زیں پیش ہمی بوید — اے واعظِ خوش نیت! برخیز! از کوثر ہم
ایں موجِ نسیمِ صبح، دل را کہ نہ جنباند — می داشت مگر نسبت زاں زلفِ معنبر ہم
دلِ داشت بسے غم ہا، دیدیم مگر آخر — تاراجیِ افسر ہم، بربادیِ لشکر ہم
در سایۂ زلفِ او چوں رفت ز خود گم شد — آں آہ کہ باز آمد، زیں گنبدِ بے در ہم
تنہا نہ منِ بے دل، در ہجرِ تو رنجورم — صد خوں بہ فلک دیدم، از دیدۂ اختر ہم
زاہد بہ نماز و حج یک جلوہ ز دورش یافت — من عکسِ رخش دیدم نزدیک بساغر ہم
اے اہلِ وفا بینید! ایں طرفہ جفائے او — کاتش بزند در دل، در آب کند تر ہم

خاموش فغانے کن! ہر موئے زبانے کن!
زیں طرح جگر مخروش! تا وا نہ کند بر ہم!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

نذرِ عقیدت

بحضور مرشدی و مولائی الحاج قاضی سیّد عبد الغنی شاہ صاحب منگلوری نور اللہ مرقدہٗ

مست و سرشار و غزل خواں می روم — از سرِ جاں سوئے جاناں می روم
جام در دست و صراحی در بغل — با چہ ساز و با چہ ساماں می روم
عشق دشوار ست و شوقم رہنما — راہ پُر خار ست و آساں می روم
یوسفِ گم گشتہ ام در مصرِ عشق — باز سوئے پیرِ کنعاں می روم
در بلائے عشق خود را کردہ گم — در ہوائے شوق رقصاں می روم
دل بسویش سینہ فارغ از جہاں — رُخ بسویش کردہ حیراں می روم
مستیٔ عشقست و یادِ روئے دوست — ہم بکفر و ہم بہ ایماں می روم
معنیٔ عشقست، ترکِ ہر طلب — من بہ غم ہائے فراواں می روم
جاں ہماں غم ساختہ، رقصم بہ عشق — دل ہمہ خوں کردہ خنداں می روم
خاکِ منگلور[1] را گشت چوں دامن کشاں
از دو عالم دست افشاں می روم

[1] منگلور ضلع سہارنپور آستانہ حضرت مرشدی و مولائی قدس سرہٗ ۱۲ جگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

صدمۂ انتظار را چہ کنم؟ / چہ کنم؟ جانِ زار را چہ کنم؟

کردم از روزگار قطعِ نظر / کششِ روزگار را چہ کنم؟

او بکار است و ہم جہاں در کار / دلِ ناکردہ کار را چہ کنم؟

توبہ کردم ز مے پرستی، لیک / ابر و بادِ بہار را چہ کنم؟

ترکِ یاری دیار، آسانست / مشکل اینست، یار را چہ کنم؟

بوئے آں پیرہن بیار! نسیم / بوئے باغ و بہار را چہ کنم؟

یار در باغ و من بہ صحرا مست / دلِ وحشت شعار را چہ کنم؟

روئے رنگینِ یار من بنما / ساغرِ زر نگار را چہ کنم؟

او بخواب است و فتنہ ہا بیدار / حسرتِ بے قرار را چہ کنم؟

ضبط چیزے است ناصحا! لیکن / دردِ ہمت شکار را چہ کنم؟

آں گل و آں بہار ما را بس / ایں گل و ایں بہار را چہ کنم؟

ہجر دشوار و وصل آساں تر / لیک، آئینِ یار را چہ کنم؟

موجِ خوں از سرم گزشت جگر! / من لبِ جوئبار را چہ کنم؟

من کہ آزار کشِ غمزۂ خوں ریز توام / معذرت خواہِ نگاہِ کرم آمیز توام

شادم از لذتِ دیدار و ز سرمستیِ شوق / بیخبر از اثرِ حسنِ دلاویز توام

نگہِ لطف بفرما، بہ منِ زار کہ من / تو گرفتارِ خمِ زلفِ بلاخیز توام

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ن

بنشین بخیالِ او، و زدردیک آہے کُن
زاں بعد ز سرتا پا بر خویش نگاہے کُن
زلفانِ ز رُخِ خود بردار او ز لطف نگاہے کُن
یعنی شبِ تارم را، رشکِ شبِ ماہے کُن

ہ

مطرب بزن سرودے ساقی بیار بادہ تاجاں شود منوّر تا دل شود کشادہ
در شوقِ آرزویت سرگرمِ جستجویت ہم عاشقانِ رنگین ہم زاہدانِ سادہ
حُسنے و خونِ عاشق عشقے و خوئے تسلیم او تیغِ ناز در کف من سر بپا نہادہ
دل ہا کہ تیرہ گشتند، از زنگِ کفر غفلت روشن نمی تواں کرد، اِلّا ز نورِ بادہ
چوں در بہشت رفتم، دیدم ہمیں تماشا زہّادِ خشک و خشک حورانِ سادہ سادہ
در کوئے مے فروشاں دیدیم زاہداں را ہم
سجّادہ رہن کردہ، تقویٰ، بہ بادہ دادہ
اے کہ ز روئے عاشقاں پردہ برخ کشیدۂ جامۂ صبر و عقل و ہوش از ہمہ جا دریدۂ
از دلِ من نہاں مشو! اے کہ تو جانِ عاشقی از نظرم نہاں مشو اے کہ تو نورِ دیدۂ
بیخبرم ز خویشتن، ورنہ تو صد ہزار بار گاہ ز جاں گزشتۂ گاہ بہ دل رسیدۂ

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

ی

نذرِ عقیدت بحضورِ اقدس مولائی و مرشدی قدس اللہ سرہٗ

دیدیم بہ میخانہ پیرے ز جواں اولٰے — مژگانش بہ از تیر و ابرو ز کماں اولٰے

از عشرتِ بے حقیقت صد آہ و فغاں اولٰے — ایں درد کہ تو دادی واللہ کہ ز جاں اولٰے

از بارگہِ حسنش یک شمّہ مپرس از من — راز است کہ می فہمد چشمِ نگراں اولٰے

ایں یک ستمِ ظاہر خوش تر ز ہزار الطاف — واں یک نظرِ پنہاں از ہر دو جہاں اولٰے

صد بار بہ من گفتی از ترکِ غمش ناصح — ایں نکتہ نہ فہمیدی در عشق زیاں اولٰے

از قربت و از دوری ہر آنچہ کہ بپسندی — حقا کہ ہماں خوش تر حقا کہ ہماں اولٰے

ہر چند دریں وقتے تمکینِ تو ہم خوب است — در مصلحتم لیکن مستی ست ازاں اولٰے

ایں نظمِ جگر گفتی یا گل گفتی و در سفتی
ہم رنگِ زباں بہتر ہم حسنِ بیاں اولٰے

مست است جگر از مے مستِ مے ناب اولٰے — او خانہ خراب است او خانہ خراب اولٰے

من طالبِ آزارم آرام نمی خواہم — بر جانِ من خستہ صد گونہ عذاب اولٰے

از خرقہ و عمامہ من ہیچ نمی دانم — گہ گہ مگر ایں ساماں در رہنِ شراب اولٰے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

در آرزوی بحرے می پوییم و می جوییم — زیں موجه و زیں دریا مارا ست سراب اولی
بسیار بدم گفتی، وز من بشنو وعظ — از هر دو جهان تو، یک جام شراب اولی
من عاشق شیدایم، از غیر ندارم کار — کز مهر فلک از تو، صد چشم عتاب اولی
من ساغر مے در کف، مطرب تو بخواں بر دف — صد توبه به صد طاقت غرق مے ناب اولی
تا کے جگر ایں مستی، بشنو سخن حافظ
رندی و خراباتی در عهد شباب اولی

اے آنکه بهم کرده هشیاری و سرمستی — یک جرعه خدارا ده زاں میکده هستی
غافل ز دلم منشیں، اے جان سر مستی — صد نغمه برانگیز و سازے که تو بشکستی
صد حسن دراں پنهاں، صد جلوه ازاں پیدا — قربان نگاه تو، نازیم بایں مستی
از اول گام عشق، کردیم نثار حسن — دنیا و غم دنیا، هستی و غم هستی
گه تا فلک اندیشم، گه بیخبر از خویشم — گاهے بچناں هوشے گاهے بچنیں مستی
آں رند خراباتت نامش که جگر خوانند
صد هوش بجان دارد، با ایں همه سرمستی

گر از مے بیابم، صد عمر جاودانی — بر من حرام بادا اے دوست زندگانی
هیچ است زندگی و اسباب زندگانی — بگذار تا بسوزم ایں پرده‌های فانی
کارے ست مشکل اما اے دل اگر توانی — دریاب زندگانی، از اصل زندگانی
عمرے ست فانی اما سرے ست جاودانی — اے گوشه گیر خلوت ایں نکته‌ها چه دانی

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

یک جام تند ساقی! تا فاش فاش گویم — زاہد خبر ندارد ز اسرارِ زندگانی
ہم از برائے قتلش دستِ قضا ست پنہاں — پیری کہ در رہ بود دستِ تاراج از مہرِ جوانی
ایں نہ رزاقِ اخضر در پائے او فگندہ — کو ہیچ شے ندارد جز درد جاودانی
من ز ابتدائے عشقت کاہیدہ تر ز کاہم — طاقت کجا کہ چینم گل از رخِ جوانی
عشقم چہ کار کردہ جستن چہ گل شگفتہ — ایں راز او لین ست من دانم و تو دانی

ہر روز فیض گیرم از روح قدس حافظ
بر من جگر گواہ است ایں جوشِ ایں معانی

ہر دم ز ناز تا دہ با عاشقان بازی — گاہے ز دل گدازی گاہے بجان نوازی
اے آنکہ یک اشارت صد عقدہ ہا کشودہ — رحمے بحالِ ما ہم، شاہنشہِ حجازی

برخیز و از سرِ صدق در راہِ او قدم زن
تا کے جگر! بہ مستی تا کے بہ عشق بازی

فارغ ز حرز لئے و ہم از باغ و بہارے — مائیم و خیالِ رخِ خورشید نگارے
دیدم بہ در دیر عجب شعبدہ کارے — میخانہ بدہ شے و گلستاں بکنارے
بربادیِ ما پرس از آں سینہ فگارے — در مین بہارے کہ جدا شد ز بہارے
چیزے منگر بر تن لاغر ز نہالے — افسانۂ ما پرس ز نوکِ سرِ خارے
نعیم بہ ہوائے من و رویم طرفِ عقل — دشمن بہ یمینے و نگاہم بہ یسارے
یک داغ ز آزار تپِ عشق بہ سینہ — این ہست خزانے و ہمین ست بہارے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

شکمیں سرِ مژگاں ست، کہ شبنم بہ سرِ شاخ — شبنم سرِ شاخ ست کہ منصور بہ دارے
صد بار گزشتیم ز ہر مرحلۂ عشق — حیرت بہماں طرزِ آئینہ دارے
بلبل ہمہ تن خوں شد و گل شد ہمہ تن چاک — اے وائے بہارے اگر این ست بہارے
اغیار بہ دل خندہ زن و دل بتو مشغول — خلقے پسِ دیوانہ و دیوانہ بکارے

اے خسروِ خوباں، نظرے کن ز سرِ مہر
افتادہ بہ کویت جگر سینہ فگارے

سحرم ندا برآمد ز حجاب ہائے رازے — کہ "حریم ماست بالا ز حقیقت و مجازے"
برسان صبا پیامم، بہ حبیبِ دلنوازے — کہ "ز حد گزشت شوق و غمِ عشق جانگدازے"
بہ ہوائے عیش تا کے، تو بہ خوابگاہ نازے — کہ ز سوزِ دردمنداں ہمہ عالمست سازے
تو مرا بگو کہ جاناں چہ کنم بجاں نزارے — کہ تمام موئے جسمم ز غم است نے نوازے
ہمہ شہر فتح گشت و بہماں نیاز و نازے — دلِ غزنوی اسیرِ خمِ طرۂ ایازے
بہ میانِ جان و جاناں چہ قیامت ست رازے — رخِ او نظارہ سوزے، دلِ من نظارہ سازے
ہمہ جلوہ عکسِ رویت، ہمہ نغمہ گفتگویت — زہے باصرہ فروزے، زہے سامعہ نوازے
ز نوائے کفر خیزم، ہمہ کعبہ بت نہفتہ — ز ادائے سجدہ ریزم، ہمہ بتکدہ مجازے
تو ز خاکِ ما حذر کن کہ درین مقامِ غلط — دلِ نار شعلہ گیرد ز کہ تجلی نیازے

جگرِ حزیں اچہ نازی، بمتاعِ جذبۂ دل
تو سپرد کارِ خود کن، بخدائے کارسازے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

من مست است گویم دارم گلِ جوانے — گلچیں اشارہ فرما بلبل بدہ نشانے
آن جام ہوش در کف این پای عقل در گِل — آن مست عشقِ جاناں این مستِ عشقِ جانے
اے جانِ بیقراراں! ناگہ زدر درون آ — کز سوزِ اشتیاقت کار آمدہ بجانے

ہمت اگر تو داری، در عشق کوش اے دل
ایں جان تازہ برگیر، از بارگاہ جانے

شبِ میکدہ چو رفتم، دیدم عجب بہارے — ساقی ست مست و بیخود، رند است ہوشیارے
در شوق ماہ روئے در یاد گلعذارے — ہر جا نظر فگندم دیدم بہشت زارے
شوقے و درد و صلے، صبحے و ہجر یارے — ساقی بدہ پیالہ، تا بشکنم خمارے
دیروز بر درِ دیر، دیدم عجب نگارے — پیمانہ در نگاہے، میخانہ در کنارے
آنجا کہ نیست ساقی، اندیشہ خمارے — زاں میکدہ عطا کن یک جام زرنگارے
ہشیار بگذر اے دل! در راہِ عشق و مستی — ہر موجِ مے درین جا بحریست بے کنارے
رازے عجب شنیدم، از عاشقے کہ می گفت — باہم و ہجر و صلے، و صلے و ہجر یارے
در عاشقی و مستی، مگریز از ملامت — کاین خاکِ راہِ کویش تا چیست زرنگارے
ہر قطرہ کہ بینی، در آب زندگانی — ہم موج و ہم سفینہ ست ہم بحر و ہم کنارے
ایں را کہ شرح کردند، این ست کل فسانہ — منصور بود شخصے مشہور شد زدارے

تو اے کہ نرگس مستانہ داری — بیک ساغر عجب میخانہ داری
من بیدل نہ تنہا عشق خیزم — تو ہم افسانہ در افسانہ داری

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

سراپا

ناتمام

دل برد از من دیروز شامے — فتنہ طرازے، محشر خرامے
روئے بہینش، صبحِ تجلّے — لوحِ جبینش ماہِ تمامے
مشکیں خطِ او، سنبل بہ گلشن — لعلیں لبِ او، بادہ بہ جامے
چشمے کہ کوثر یک جرعۂ او — قدّے کہ طوبیٰ ادنیٰ غلامے
عارض، چہ عارض، گیسو چہ گیسو — صبحے چہ صبحے، شامے چہ شامے
ایں تیغِ ابرو، واں تیرِ مژگاں — آمادہ ہر یک بر قتلِ عامے
برقِ نگاہش، صد جاں بہ دامن — زلفِ سیاہش، صد دل بہ دامے
ہر عشوۂ او شیریں مقالے — ہر غمزۂ او رنگیں پیامے
از جسم لرزاں، لرزاں دو عالم — وز زلفِ برہم، برہم نظامے
گاہے بہ مستی، طاؤس رقصاں — گاہے بہ شوخی، آہو خرامے
از بارِ مینا، لرزش بہ دستے — وز کیفِ صہبا، لغزش بگامے

گفتم چہ جوئی؟ گفتہ دل و جاں
گفتم چہ خواہی؟ گفتہ غلامے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

پیرویٔ صحابہ کن، اسوۂ پنجتن نگر!

خطاب بہ مسلم

چشم کشاد جانبِ رزم گہِ وطن نگر — مقتلِ کانپور ہیں، لاشۂ بے کفن نگر
خونِ حیات سو بہ سو، خاک بسر نشستہ مو بمو — حلق بریدہ کو بہ کو، بچہ و مرد و زن نگر
عشقِ نظارہ ساز را، برقِ خانماں ببیں — حسنِ نظارہ سوز را، شعلہ بہ پیرہن نگر
بر تنِ حسنِ نازنیں، آہ ز فرق تا قدم — زخمِ شفق شفق ببیں، داغ چمن چمن نگر
دیدۂ عشوہ زا کجا؟ خفتہ بخوابِ مرگ ہیں — شوخیٔ رنگِ رخ کجا؟ سرخیٔ پیرہن نگر
طفل و جوان و پیر را صف بصف بہم بہم — دست جدا ز ساعد و فرق جدا ز تن نگر
بچۂ شیرخوار را پیشِ نگاہِ مادرش — چاک ز سینہ تا کمر، کشتہ و بے کفن نگر
حاکمِ شہر را کہ بود، ثانیٔ شمر بالیقیں — آدر بجائے قید و قتل، سیر کن وطن نگر
باز بیا بہ آگرہ دجلۂ خوں نظارہ کن — باز برو بہ کاشمیر کشتن و سوختن نگر
حیف بریں نتیجۂ نظم و نظامِ ذہنیت — تیغِ جفائے ہم وطن، بر سرِ ہم وطن نگر
ہائے زمیں گرندگاں ہائے زمیں رندگاں — ہند دہار ہند را بسمل و خستہ تن نگر
تازہ بہ تازہ خونِ خلق موج بموج نو بنو — نعرۂ حریت شنو، آں لب و ایں دہن نگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

آں ہمہ ہاکہ بنگری، واں ہمہ ہاکہ بشنوی
پردہ بسوز و صورت بالی صد فتن نگر

اے کہ تو حق نہادۂ، مسلم پاک زادۂ
در چہ بلا فتادۂ؟ خیز و بخویشتن نگر

دشمن آدمے، ہم سخنے نہ ہمدمے
چشم کشا و یکدمے، فتنۂ اہرمن نگر

آں ہمہ لغزش و خطا، ایں ہمہ سازش و دغا
خلوت اہل دل ببیں، جلوت اہل فن نگر

بدعت و شرک و افتراق فسق و فجور ہم نفاق
جابجہاں اتفاق ہمدم و ہم سخن نگر

گاہ بہ کسوت طبیب، روئے اجل نظارہ کن
گہ بہ لباس راہبر، صورت راہزن نگر

نے خبر از حقیقتے، نے اثر از شریعتے
یک سخن از آں ہریں، یک نگہے ببین نگر

خدمت بے سبب کجا، طاعت خاص رب کجا
سادگی عرب کجا، خیز و در انجمن نگر

آتش قہر آشکار، برق عناد شعلہ بار
صورت شیخ زاہبیں، سیرت برہمن نگر

خیز و بیا، نظارہ کن، دل ہمہ پارہ پارہ کن
شوکت رفتہ را مجو، عبرت انجمن نگر

جسم ز فاقہ زار زار، روح ز درد بیقرار
اہل ہند اشکبار، مفلسی وطن نگر

وجہ ز مفلسی مپرس، سیم و زر وطن مجو
رخ بنما بہ لندن و سیم و زر وطن نگر

جرم و خطا روایتے، عذر و دغا حکایتے
جور فرنگیاں مپرس، دار ببیں رسن نگر

گاہ بروئے معدلت، شان نظر نظر ببیں
گہ بہ جبین خسروی، طرز شکن نگر

گاہ بیا بہ شہر و دیہہ شورش و ار و گیر ببیں
گاہ برو بہ سرحد و اذن بزن بزن نگر

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جدّتِ افتراق بیں، ندرتِ انشقاق بیں
فطرتِ چست و چاق بیں، حکمتِ علم و فن نگر

شانِ عمارتے ببیں، طرزِ سیاستے ببیں
ایں ہمہ لغتنے ببیں، واں ہمہ پر و لحن نگر

گاہ بہ لب شکایتے، گہ ز غلام زادگاں
دعویٔ آشتی شنو، نازشِ حُسنِ ظن نگر

نغمۂ سرمدی کجا؟ جلوۂ احمدی کجا
سایۂ ایزدی کجا؟ عفتِ اہرمن نگر

شکوۂ غیر تا کجا، قصۂ جور تا کجے
آنچہ بہ خویشتن گزشت آہ ز خویشتن نگر

مُسلمِ ہند زادہ، پند بگیر و گوش کن
آنچہ بخویشتن گزشت آہ ز خویشتن نگر

ہمتِ دل بجوش آر، جاں ہمہ رزم و خروش را
پیرویٔ صحابہ کن، اُسوۂ پنجتن نگر

فلسفہ سنجیٔ علل، ایں ہمہ وحشت و خلل
رو د بکوش در عمل، بازیۂ خویشتن نگر

بادِ مراد می وزد، سبزہ و غنچہ می دمد
رشحۂ فیض می چکد، رحمتِ ذوالمنن نگر

ساغرِ جہد نوش کن، طاعتِ مے فروش کن
باز روش روش خرام، باز چمن چمن نگر!

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

بہ اضافۂ کلامِ اردو

دردِ جگر

راز جو سینۂ فطرت میں نہاں ہوتا ہے
سب سے پہلے دلِ شاعر میں عیاں ہوتا ہے

سخت خوں ریز جب آشوبِ جہاں ہوتا ہے
نہیں معلوم یہ انسان کہاں ہوتا ہے

جب کوئی عشق میں برباد جہاں ہوتا ہے
مجھ کو محسوس خود اپنا ہی زیاں ہوتا ہے

حُسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہلِ دل کے لئے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

ہائے وہ وقت کہ جب حسن پہ آتا ہے شباب
اُف وہ ہنگام کہ جب عشق جواں ہوتا ہے

وقت آتا ہے اک ایسا بھی محبت میں کہ جب
دل پہ احساسِ محبت بھی گراں ہوتا ہے

کہیں ایسا تو نہیں وہ بھی ہو کوئی آزار
تجھ کو جس چیز پہ راحت کا گماں ہوتا ہے

ہائے وہ سلسلۂ اشک کہ جو تیرے حضور
دل میں رکتا ہے نہ آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

جگر پارے

مجسم حقیقت، سراپا فسانہ — محبت کا عالم، جنوں کا زمانہ
ہمہ شعر و نغمہ، ہمہ رنگ و نکہت — وہ جانِ تمنا وہ حسنِ یگانہ
وہ پہلے پہل دونوں جانب یہ عالم — ادا بے تعلق، نظر مجرمانہ
نظر اُٹھتے اُٹھتے، نظر ملتے ملتے — دھڑکتے دلوں میں وہ نازک فسانہ
حیا میں وہ معصوم سی اِک شرارت — شرارت میں موہوم سا اِک فسانہ
وہ ہر چھیڑ میں اک نئی زندگانی — وہ ہر بات میں اِک نیا شاخسانہ
طبیعت شگفتہ، مگر بہکی بہکی — ہر انداز دلکش مگر والہانہ
وہ بے خواب آنکھوں کا سحرِ محبت — وہ بیتابِ دل کا فسونِ شاعرانہ
وہ اخفائے رازِ محبت کی خاطر — کبھی کچھ بہانہ، کبھی کچھ بہانہ
وہ اشک و تبسم کا پُر کیف موسم — وہ شعر و ترنم کا رنگیں زمانہ
کبھی روئے زیبا پہ غصہ کی لہریں — کہ جیسے کوئی بجلیوں کا خزانہ

غرورِ تحمل، مگر زخم خوردہ
شکستِ محبت، مگر فاتحانہ

(تمام شد)

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri

Courtesy Prof Shahid Amin. Digitized by eGangotri